آئینہ سیرت
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
www.KitaboSunnat.com
از:
ابن عبد الشکور
مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

# آئینہ سیرت

# حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از

ابنِ عبد الشکور



مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اردو بازار ○ لاہور
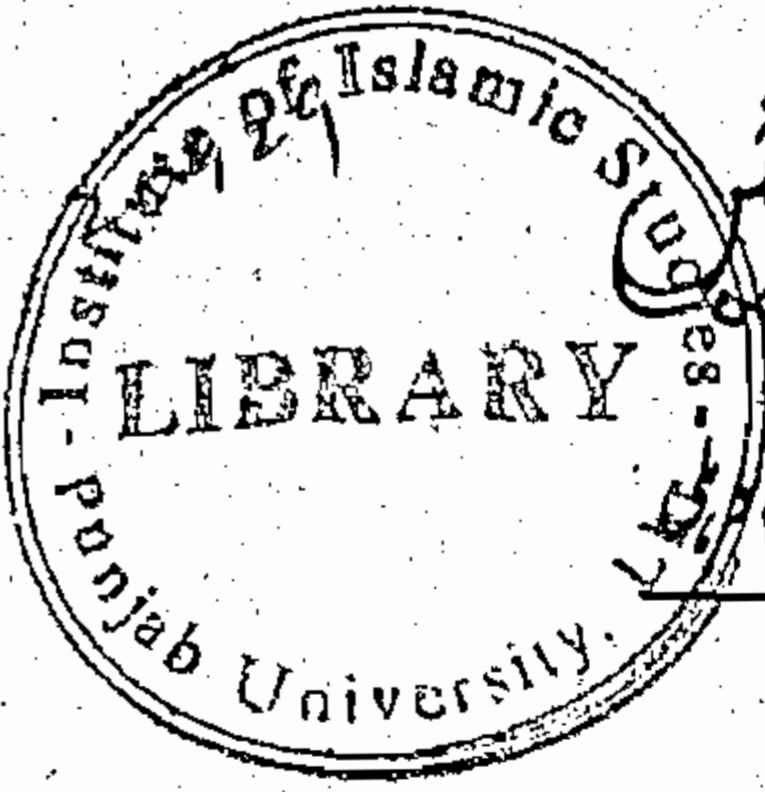
# بزرگانِ دین کی دعائیں

## مولانا محمد انعام الحسن صاحب مدظلہ العالی (حضرت جی) دہلی

بنگلے والی مسجد ۔ دہلی
۱۷ر جولائی ۱۹۹۱ء

مکرم بندہ ابن عبدالشکور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا خط مورخہ ۱۲ر جون ۹۱ء موصول ہوا۔ آپ کی تالیفات کے بارے میں معلوم ہوا۔ باعث مسرت ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور آخرت کے لیے ذخیرہ بنائے۔ صحابہ والی صفات سے مؤلف کو سنوار دے۔ دین کا درد، امت کی خیر خواہی کا جذبہ عطا فرما کر اس کی محنت میں مشغول فرمائے۔ دین کے لیے جان ومال اور وقت کی قربانی دینا نصیب فرمائے۔ اخلاص اور استقامت کی دولت سے نوازے۔

فقط والسلام

بندہ محمد انعام الحسن

## الحسنی

## مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندوی مدظلہ العالی ۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ

رائے بریلی
۱۳ر دسمبر ۱۹۹۱ء

محب فاضل ومکرم ۔ زادہ اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط مورخہ ۲۸ر نومبر ملا۔ صحابی جلیل اور خادم رسول (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) کی سیرت لکھنے کی توفیق اور اس کی تکمیل پر مبارک باد قبول کیجیے۔ اللہ تعالیٰ مفید ومبارک فرمائے اور مزید توفیق دے۔ دعا کا طالب ہوں۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

ہے وہ خوش نصیب جس کو ملی عزتِ غلامی ۔ ترے در کے سب سلامی، وہ فقیر ہو کہ سلطان

(ماہر القادری)

# ہم سب غلام ہیں ۔ ہم سب خدّام ہیں

○ ہم سب آقائے نامدار سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔

○ ہم سب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے خدّام ہیں۔

○ اللہ رب العالمین نے انس بن مالک رضؓ کو اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کے لیے منتخب کیا۔ صحابیت

○ کا شرف بخشا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضؓ کے سینہ کو علومِ دین کے جوہر سے بھر دیا۔ ان کی تربیت کی اور ان کا تزکیہ فرمایا اور پھر یہی انس رضؓ دینِ حق کے داعی، نقیب، منادا ور مبشّر بن گئے۔

• رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت انس بن مالک رضؓ نے اپنی زندگی دین کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔

○ اگر ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضؓ کی سچی محبت دل میں رکھتے ہیں تو حضرت انس رضؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہم بھی دین کی خدمت کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیں۔ جو لوگ اسلام کے پیغام سے اب تک ناآشنا ہیں ان تک یہ پیغام پہنچائیں۔ قرآن کی تعلیمات کو عام کریں۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک حدیث کو گھر گھر پہنچائیں۔

○ یہی "مشن" لے کر صحابہ کرام رضؓ، اقصائے عالم میں پھیل گئے تھے اور اسی مشن کو لے کر اب ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ تاآنکہ زمین توحید اور رسالتِ محمدی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) کی صداؤں سے گونجنے لگے۔

ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
شہر گلستان بنگلور۔ ہند

میرے ماں باپ اور اجداد سب قربان ہوں اس پر
پلایا جس نے ہم کو جامِ توحید معطّر کا

غلام محمد
ابن عبدالشکور

# انسانِ کامل

(صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم

(صلی اللہ علیہ وسلم)

ہو رہا ہے محفلِ ہستی میں کس کا انتظار
کون ہے آتا ہے کہ دنیا گوش بر آواز ہے

(تاجور نجیب آبادی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو جس کی سیرت و کردار کا قرآن آئینہ
کوئی کیا تذکرہ لکھے گا آخر اس پیمبرؐ کا
(ڈاکٹر طفیل احمد مدنی)

# انسانِ کامل

## انسانِ کامل !

قدرت کا شاہکار !
تخلیق الٰہی کا بہترین نمونہ !
نہ نوری نہ ناری . . . . خاکی ۔ مٹی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے ۔ انبیاءؑ کی خلقت مٹی سے ہوئی اور دنیا کا سردار ، پیکر خاکی میں جلوہ گر ہوا ۔

ماں کا نام ــــ آمنہ بنت وہب ۔
باپ کا نام ــــ عبداللہ بن عبدالمطلب ۔
دادا کا نام ــــ عبدالمطلب بن ہاشم ۔
نجیب الطرفین ، اعلیٰ نسب ، بہترین قبیلہ ، شریف خاندان ۔
جائے پیدائش ــــ مکہ
قبیلہ ــــ قریش
خاندان ــــ بنی ہاشم
خود اس کا بیان ہے کہ :-

خدا نے اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو برگزیدگی عطا فرمائی
اور کنانہ میں سے قریش کو بزرگی عطا فرمائی اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم

میں سے مجھ کو انتخاب کرلیا۔ (مسلم، ترمذی)

## مبارک و فرخندہ نام

اس کے مختلف نام قرآن میں آئے ہیں۔

مُحَمَّدٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
اَحْمَدُ صلی اللہ علیہ وسلم
یٰسٓ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
طٰہٰ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
مُزَّمِّلٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
مُدَّثِّرٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
شَاھِدٌ صلی اللہ علیہ وسلم
مُبَشِّرٌ صلی اللہ علیہ وسلم
بَشِیْرٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
نَذِیْرٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
رَؤُفٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
رَحِیْمٌ ........... صلی اللہ علیہ وسلم
دَاعِیٌ اِلَی اللہِ ........... صلی اللہ علیہ وسلم

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .... فرماتے ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، میرے ذریعہ سے کفر مٹا دیا جائے گا، میں حاشر ہوں (قیامت کے دن) سب لوگ میرے بعد (قبروں سے) اٹھیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ (نبی) ہوتا ہے جس کے بعد اور نبی نہ ہو۔ (مسلم)

○ میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں، لوگوں کا حشر میرے بعد ہوگا۔ میں عاقب ہوں، جس کے بعد کوئی (نبی) نہ ہوگا۔ حضرت جبیرؓ کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رؤف و رحیم رکھا تھا۔ (مسلم)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

رسول ۔۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
النبیؑ التوبۃ ۔۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن میں بار بار اسے "نبی" کہہ کر پکارا گیا ہے اور کہیں "رسول" کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ اور ایک نام "نبی التوبہ" ہے۔ ایک نام "نبی رحمت" ہے۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اپنے مختلف نام لیتے تھے۔ فرماتے تھے میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفی ہوں، حاشر ہوں، نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔ (مسلم)

○ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! خدا سے توبہ کرو۔ (دیکھو) میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی جب چاروں طرف روشنی ہو گئی تو پتنگے اور یہ کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے۔ وہ آدمی سب کو پکڑ پکڑ کر روک رہا ہے مگر کیڑے نہیں مانتے آگ میں گھسے پڑتے ہیں۔ یہی میری اور تمہاری مثال ہے۔ میں تمہارے کمر بندوں کی گرہیں پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں (اور کہتا ہوں) آگ سے ادھر آؤ، آگ سے ادھر آؤ مگر تم نہیں رکتے آگ میں گھسے پڑتے ہو۔ (مسلم)

## رحمت العالمین

○ کہیں "رحمت العالمین" کے خطاب سے پکارا گیا۔

ہے گر معروف رب العالمین کے نام سے داور
لقب ہے رحمت العالمین محبوب داور کا

○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کے لیے ہدایت اور رحمت کر کے بھیجا ہے۔ (خصائص الکبریٰ)

# خاتم النبیین

○ کہیں "خاتم النبیین" کے لقب سے نوازا گیا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اور سابق انبیاءؑ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی مکان تعمیر کیا اور نہایت عمدہ اور خوب صورت بنایا مگر مکان کے کسی گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی لوگ اس مکان کے چاروں طرف گھومنے لگے عمارت ان کو پسند آئی مگر انہوں نے (معمار سے) کہا تم نے اس جگہ ایک اینٹ اور کیوں نہ رکھ دی۔ چنانچہ میں ہی وہ (تکمیلی) اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ اب میں نے انبیاء (کا سلسلہ) ختم کر دیا۔ (صحیح مسلم)

## نور، روشن چراغ، صاحب خلق عظیم

○ کہیں اس کی مثال نور سے دی گئی۔

○ اور کہیں "روشن چراغ" سے تشبیہ دی گئی۔

○ ایک جگہ صاحب خلق عظیم کہا گیا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ مجھے اعلیٰ ترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ("السنن الکبریٰ کتاب الشہادۃ باب بیان مکارم الاخلاق")

## خدا کا بندہ

○ خدا کی آخری کتاب "قرآن کریم" میں اس کے نام سے ایک سورۃ "سورۃ محمد" نازل ہوئی ہے۔ ایک سورۂ محمد ہی کا کیا ذکر اس کا تذکرہ پورے قرآن میں موجود ہے۔ اس کا عمل قرآن (کی تفسیر) ہے۔

○ ان سب میں پیارا نام جو خدا کو پسند ہے وہ عبد ہے یعنی بندہ بلاشبہ وہ عبد ہے اور خدا اس کا رب۔ اسی کی تعلیم اس نے ہمیں دی ہے۔ اور اسے "کلمۂ شہادت" کہتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

"میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں"

## صاحبِ معجزات

○ اس کا سینہ چیرا گیا اور اسے جواہر حکمت سے بھر دیا گیا۔

اسے عالم بالا کی سیر کرائی گئی۔ جنت اور دوزخ دکھائی گئی۔ انبیاء سابقین سے اس کی ملاقات کرائی گئی۔

## اسے پانچ چیزیں عطا کی گئیں

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں

ہر نبی خصوصیت کے ساتھ اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتا تھا مگر مجھے تمام سرخ و سیاہ (مغرب و مشرق) کے لیے بھیجا گیا۔

مال غنیمت مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا میرے لیے حلال کیا گیا۔

تمام زمین کو میرے لیے پاک اور پاک کن اور مسجد قرار دیا گیا۔ لہٰذا جہاں کہیں جس کسی کو نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے۔

ایک مہینہ کے راستہ کی مسافت سے میرا رعب (دشمنوں پر) چھایا ہوا ہے اور اس سے میری امداد کی گئی ہے۔

مجھے شفاعت (کا حق) دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

## اشرف الانبیاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے اور انبیاء پر چھ باتوں کی وجہ سے شرف عطا

کیا گیا۔

○ مجھے جوامع الکلم عنایت کی گئیں۔
○ میرا رعب دشمنوں پر ڈال کر فتح عطا کی گئی۔
○ مال غنیمت کو میرے لیے حلال کیا گیا۔
○ زمین کو میرے لیے پاک کن اور جائے نماز بنایا گیا۔
○ مجھے تمام مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔
○ مجھے خاتم الانبیاء کیا گیا۔ (صحیح مسلم)

20/11/29

## آپ ؐ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے کلمات جامعہ "جوامع الکلم" دے کر بھیجا گیا۔ میرا رعب (دشمنوں پر) ڈال کر میری امداد کی گئی۔

ایک بار میں سو رہا تھا کہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

○ اس کا کہنا ہے۔

## میں اللہ کا بندہ ہوں اور بندہ بن کر رہنا چاہتا ہوں

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام صفا پہاڑی پر تھے، حضور ؐ نے فرمایا اے جبریل ؑ! اس ذات کی قسم! جس نے تم کو حق دے کر بھیجا ہے آج شام کو محمد ؐ کے گھرانے میں اتنا آٹا بھی نہیں جسے کوئی پھانک لے اور نہ کوئی مٹھی جو کی ہے ابھی آپ ؐ کی یہ بات ختم ہونے نہ پائی تھی کہ آپ ؐ نے آسمان سے ایک دھماکے کی آواز سنی جس آواز نے آپ ؐ کو گھبرا دیا۔ آپ ؐ نے فرمایا کیا اللہ پاک نے قیامت کے قائم ہونے کا حکم دے دیا؟ حضرت جبریل ؑ نے فرمایا نہیں لیکن جب اللہ پاک نے آپ ؐ کی وہ بات سنی، حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا ہے وہ آپ ؐ کی طرف آ رہے ہیں اتنے میں حضرت اسرافیل ؑ آئے اور کہا اللہ پاک سے جو کچھ آپ ؐ نے فرمایا ہے، سن لیا ہے اور مجھے آپ ؐ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں آپ ؐ پر یہ بات پیش کروں کہ آپ کے لیے تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد اور یاقوت

اور سونے اور چاندی سے بدل دوں، اگر آپؐ چاہیں تو ایسا کر دوں؟ اب آپؐ کو اختیار ہے۔ آپؐ نبی اور بادشاہ ہونا چاہتے ہیں یا آپؐ یہ چاہتے ہیں کہ نبی اور بندے رہیں؟ حضرت جبریلؑ نے آپؐ کی طرف اشارہ کیا کہ آپؐ تواضع اختیار کیجئے تب آپؐ نے فرمایا میں تو نبی اور اللہ کا بندہ رہنا چاہتا ہوں، اور یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (الطبرانی، البیہقی)

○ اس کا کہنا ہے۔

## جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح صبح کی کہ آپؐ بہت خوش تھے آپؐ کے چہرے پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج تو آپؐ بہت خوش ہیں آپؐ کے چہرہ پر بشاشت نمایاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں میرے پاس میرے رب عزوجل کی جانب سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا جو آپؐ کی امت میں سے آپؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ پاک اس آدمی کے لیے اس کے عوض میں دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا۔ اور اس کو دس درجہ بلندی دے گا۔ اور اسی جیسا درود اللہ پاک اس آدمی پر لوٹاتا ہے۔ (مسند احمد، النسائی، ابن حبان، الطبرانی)

○ یہ وہ انعامات واکرامات ہیں جو خدا نے اپنے بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بارش کی طرح برسائے اور ہر آن برسا رہا ہے۔ ان کے علاوہ ایک خصوصی اعزاز سے نوازنے کا وعدہ فرما رہا ہے اور وہ "مقامِ محمود" ہے جس پر خدا کے نبیؐ قیامت کے دن فائز المرام ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ

ترجمہ: خداوندا! اپنی خاص رحمتیں اور مہربانیاں اور برکتیں ان کے حصے میں لگا دے جو سب رسولوں کے سردار اور سب متقیوں کے پیشوا اور سب نبیوں کے آخر میں آنے والے ہیں یعنی حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں، نیکی کے امام اور نیکی کے پیشوا اور رحمت کے رسول ہیں. خداوندا! اٹھانا ان کو اس مقام محمود میں جس پر رشک کریں گے ان پر سب پہلے اور پچھلے"

(ابن ماجہ شریف)

## صاحبِ کوثر

اور ایک عظیم نعمت "کوثر" خدا نے اپنے بندہ کو عطا فرمائی۔

(اے نبیؐ) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا۔ (سورۃ الکوثر)

## حوضِ کوثر

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میرے حوض پر آسمان کے تاروں کی تعداد کے برابر لوٹے ہیں"۔ (ترمذی)

## نہرِ کوثر

حضرت انسؓ سے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر کے متعلق روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بہشت کی ایک نہر کا نام ہے۔ پھر نبی صلعم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتی کے گنبد تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ یہی کوثر ہے۔ جو اللہ تعالٰے نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں بہشت میں سیر کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک نہر سامنے آگئی۔ جس کے دونوں جانب موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔ یہی وہ کوثر ہے جو اللہ تعالٰے نے آپ کو عطا کی ہے۔ پھر اس نے اس کی مٹی میں ہاتھ مارا اور اس سے مشک نکالا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ تو میں نے اس کے پاس بہت بڑا نور دیکھا۔ (ترمذی)

وسیلہ :۔ جنت کا بلند ترین درجہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تم مؤذن سے اذان سنو تو اس کی طرح تم بھی کہو۔ پھر ان کے بعد مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ درود کے بعد میرے لیے وسیلہ ملنے کی خدا سے دعا کرو وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے جو کسی ایک بندۂ خدا کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا جو شخص مجھے وسیلہ ملنے کی دعا کرے گا اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

○ دنیا و آخرت کی جتنی بھلائیاں ہیں وہ آقائے نامدار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں۔ پھر حضورؐ کی خدمت، دین کی اقامت ونصرت کے لیے خدام وانصار کی ایک ایسی جماعت عطا کی گئی جس کی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ ہم اس سے پہلے کہ خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی سیرت پر روشنی ڈالیں اس جماعت کا تعارف آپ سے کرانا چاہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی۔

ابن عبدالشکور
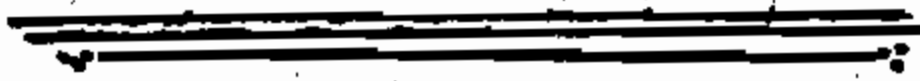
# نیک انسان

گل انسانیت مرجھا چکا تھا کشتِ عالم میں
حضورؐ آئے یہاں فصلِ بہار رنگ و بُو ہو کر

(لالہ صحرائی)

## نیک اور صالح انسان!

وفادار خادم، جاں نثار ساتھی، بہترین رفیق۔
آقاؐ کے نام پر مر مٹنے والے۔
آقاؐ کا کلمہ پڑھنے والے۔
آقاؐ کے نام کی مالا جپنے والے۔
آقاؐ کی اداؤں پر جان دینے والے۔
آقاؐ کے حکم پر سر کٹا دینے والے۔
آقاؐ کے منع کرنے پر رک جانے والے۔
آقاؐ کی باتیں کان دھر کر سننے والے۔
آقاؐ کے احکام پر فوری عمل کرنے والے۔
خدا کے بعد آقاؐ سے بے حد محبت کرنے والے۔
آقاؐ کی سنتوں پر عمل کرنے والے۔
آقاؐ کے رازوں کی حفاظت کرنے والے۔
آقاؐ کا ادب کرنے والے۔
آقاؐ کے لائے ہوئے دین پر چلنے والے۔
آقاؐ کی بتائی ہوئی (غیب کی) باتوں پر یقین کرنے والے۔

## مہاجرین

مکہ کے پرآشوب ماحول میں آقاؐ نے بندگیٔ رب کی دعوت دی۔ خدا کی بادشاہی کا مژدہ سنایا۔ توحید کا اعلان کیا۔ دشمنانِ حق، فدائیانِ اسلام پر ٹوٹ پڑے اور انہیں مارنے اور ستانے لگے۔ اور طرح طرح کے عذاب دینے لگے۔
آقاؐ نے حکم دیا:۔ صبر کرو۔ انہوں نے جامہ صبر زیب تن کیا۔

آقاؐ نے حکم دیا جو تمہیں گالی دے اُسے پلٹ کر گالی نہ دو۔ جاہلوں سے تعرض نہ کرو۔ جو تمہیں دشنام طرازی سے نوازے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کرلو۔ جو تم پہ ہاتھ اٹھائے، تم اس پہ ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ وہ آقا کی ایک ایک بات پر سرِ تسلیم خم کرتے چلے گئے۔

جب مظالم کی آگ بھڑکنے لگی اور مکہ میں رہنا دوبھر ہوگیا تو آقاؐ نے حکم دیا، حبشہ چلے جاؤ اور وہ ہجرت کر گئے۔

پھر آقاؐ نے حکم دیا کہ تم اپنے مکانات، دوکان، جائدادیں چھوڑ کر راہِ خدا میں نکل جاؤ تو وہ نکل پڑے۔ یہ لوگ مہاجر کہلائے۔

## انصار

پھر ایک گروہ یثرب کا ان سے آن ملا۔ یہ دونوں (مہاجر اور انصار) مل کر ایک ہوئے۔ ایک جماعت بنے۔ ایک اُمت کہلائے۔ خدا نے انھیں "خیرِ اُمت" کے لقب سے یاد کیا۔ "اُمتِ وسط" کے خطاب سے نوازا۔ لوگوں کا امام اور پیشوا بنایا۔ انھیں کامیابی و کامرانی کی نوید سنائی۔ یہ تھے انصار! اللہ کے مددگار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار۔

## دینی بھائی

○ یہ دونوں یک جان دو قالب بنے۔ ان کے درمیان "اسلامی بھائی چارہ" قائم ہوا۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے کے بھائی بنے۔ ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پایا۔ اسلامی سماج قائم ہوا۔ اور ایک اسلامی ریاست کی بناء پڑی۔ احکام الٰہی کا نزول ہونے لگا۔ شریعت مطہرہ کا نفاذ عمل میں آنے لگا۔

○ آقاؐ نے حکم دیا "اپنی صفوں کو درست کرلو، انہوں نے صفیں درست کرلیں۔"

○ آقاؐ نے حکم دیا۔ "جہاد کے لیے اپنے گھوڑے تیار رکھو۔ اپنی تلواریں صیقل کرلو۔ اپنے تیزے درست کرلو۔ دشمن کی چالوں سے باخبر رہو اور جب مقابلہ کا وقت آئے پوری پامردی سے مقابلہ کرو۔ انہوں نے جنگی تیاریاں مکمل کریں اور دشمن کے مقابل سیسہ

پلائی دیوار کی مانند کھڑے ہو گئے۔ ان کی مدد کے لیے فرشتے نازل ہوئے۔ دشمن کے دل پر ان کا رعب چھا گیا۔ وہ جہاں گئے فتح و کامرانی نے ان کے قدم چومے"۔

○ آقا نے حکم دیا "آج سے شراب حرام ہے" انہوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے"۔

○ آقاؐ نے حکم دیا "آج سے سودی لین دین بند" انہوں نے اپنے کھاتے لپیٹ کر رکھ دیئے"۔

○ آقاؐ نے حکم دیا "بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے۔ آقا نے حکم دیا کھڑے ہو جاؤ، وہ کھڑے ہو گئے"۔

○ آقاؐ نے حکم دیا "سنو" انہوں نے کہا ہم نے سنا اور آپؐ کی بات مانی۔ آقاؐ نے حکم دیا۔ راہِ خدا میں نکلو۔ اور وہ چل پڑے۔ آقاؐ نے حکم دیا ٹھہر جاؤ اور وہ ٹھہر گئے"۔

○ آقاؐ نے حکم دیا "راہِ خدا میں مال دو۔ انہوں نے آقاؐ کے قدموں میں سونا چاندی، درہم و دینار کا ڈھیر لگا دیا"۔

## آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

آقاؐ رونق افروز ہوتے تو سب کے سب سر جھکائے خاموش بیٹھے رہتے اور اگر کچھ کہنا ہوتا تو دبی زبان میں عرض کرتے۔

آقاؐ مسکراتے تو ان کے دل کی کلی کھل جاتی۔ آقاؐ ہنسنے لگتے تو ان کا دل باغ باغ ہو جاتا۔

آقاؐ غمگین ہوتے تو ان کے دل ڈوبنے لگتے۔ آقاؐ فکرمند ہوتے تو یہ بے چین ہو جاتے۔

آقاؐ غضب میں آتے تو ان کے دل لرزنے لگتے۔

آقاؐ وضو کرتے تو وہ پانی کا ایک قطرہ زمین پر گرنے نہ دیتے۔ آقاؐ کے سر کے بالوں کو آگے بڑھ کر سمیٹ لیتے۔

آقاؐ کے لعابِ دہن کو اپنے چہروں پر مل لیتے۔

یہ محبت، احترام و عقیدت، تعظیم و توقیر جبری اور زور زبردستی کی نہیں تھی۔ اور نہ ان پر مسلط کردہ تھی۔ اور نہ کسی ڈر اور خوف کی بناء پر تھی۔

یہ محبت خدا کی عطا کردہ تھی۔ ان کا سینہ عشقِ رسولؐ کا خزینہ تھا۔ محبت کا چشمہ ان کے نہاں خانۂ دل سے ابل رہا تھا۔ عشقِ رسولؐ کا سمندر ان کے دل میں ٹھاٹیں مار رہا تھا۔ ناموسِ رسالتؐ

پروہ مرمٹنے کے لیے تیار تھے۔ عظمتِ رسولؐ پر اپنا سر کٹا دینے کے لیے مستعد رہا کرتے تھے۔ وہ اپنی جان، ماں باپ، اپنی اولاد و اموال سے بڑھ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھتے تھے۔ انھیں پھانسی کے تختہ پر چڑھ جانا منظور تھا۔ مگر آقا کے قدم مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے انھیں گوارا نہ تھا۔

## غلامانِ محمدؐ

ان میں مرد تھے۔ عورتیں تھیں۔ بچے اور بوڑھے تھے۔ نوجوان اور ادھیڑ تھے۔ عربی اور عجمی تھے۔ رومی اور حبشی تھے۔ یمنی اور فارسی تھے۔ دیہاتی اور شہری تھے۔

ان میں مزدور اور کسان تھے۔ تاجر اور صنعت کار تھے۔ غلام اور کنیزیں تھیں۔ قبائل کے سردار تھے۔ ان پڑھ اور عالم تھے۔

ان میں عشرۂ مبشرہ (دس جنتی) تھے۔ بارہ نقبا تھے۔ چودہ نجباء (برگزیدہ) تھے۔

ان میں اصحابِ صفہ (چبوترے والے) تھے۔ اصحاب الشجرہ (بیعت رضوان کے شرکاء) تھے۔

ان میں ایک یارِ غار (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) تھا۔

چار یار: حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عثمان بن عفانؓ۔ حضرت علیؓ تھے۔

کوئی میزبانِ رسول (ابو ایوب انصاریؓ) تھا۔

کوئی حواریِ رسول (حضرت زبیر بن عوامؓ) تھا۔ کوئی جاں نثارِ رسول (طلحہ بن عبید اللہؓ) تھا۔

کوئی طیب و مطیب (حضرت عمار بن یاسرؓ) تھا۔ کوئی طاہر و مطہر (حضرت علیؓ) تھا۔

کوئی امین الامت (ابو عبیدہ بن الجراحؓ) تھا۔ کوئی امیر المؤمنین (عبداللہ بن جحشؓ) تھا۔

کوئی ذوالنورین (عثمان غنیؓ) تھا۔ کوئی ذوالہجرتین (ابوسلمہؓ) تھا۔

کوئی داعیِ اسلام (مصعب بن عمیرؓ) تھا۔ کوئی حق گو اور حق کا منادی (حضرت ابوذرؓ) تھا۔

کوئی آقاؐ کا منہ بولا بیٹا (زید بن حارثہؓ) تھا۔ کوئی آقاؐ کی آنکھوں کا تارہ (حضرت اسامہؓ) تھا۔

کوئی آقاؐ سے شباہت میں ملتا جلتا (جعفرؓ بن ابی طالب) تھا۔

کوئی آقا کا کفش بردار اور وضو کا پانی و عصا لے کر چلتا (عبد اللہ بن مسعودؓ) تھا۔
ان میں سے ایک اہل بیت میں سے نہ تھا۔ لیکن اہل بیت میں کا ایک فرد (سلمان فارسیؓ) کہلاتا تھا ــــ ان میں ایک شہیدوں کا سردار (حضرت حمزہؓ) تھا۔
دو (حضرت حسنؓ حضرت حسین رضی اللہ عنہ) نوجوانان بہشت کے سردار تھے۔
ان میں تین آدمی (علیؓ و عمارؓ و سلمانؓ) ایسے تھے جن کی جنت مشتاق تھی۔
ان میں ایک (حضرت عمرو بن عاصؓ) فاتح مصر تھا۔ دوسرا (حضرت خالد بن ولیدؓ) فاتح ملک شام تھا۔
تیسرا (حضرت سعدؓ بن ابی وقاص) فاتح ایران تھا۔

○ اہل بیت میں (امہات المومنینؓ) تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت جان اور مسلمانوں کی ماں تھیں۔

○ بنات طاہرات (حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم اجمعین) تھیں جو آقا کی نور نظر اور لخت جگر تھیں۔

○ عورتوں میں شیر دل فاطمہؓ بنت خطاب، اسماءؓ بنت عمیس، اسماء بنت ابی بکرؓ، صفیہؓ بنت عبد المطلب، سمیہ بنت خیاط، ام ایمنؓ، ام شریکؓ، زنیرہؓ، ام عطیہؓ، شفاؓ بنت عبد اللہ، مردوں کی صف کے پیچھے پرچم اسلام لہراتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھیں۔

○ انھیں میں بتوں کی پرستش سے بیزار، خدا کی پرستار، رسول خدا کی اطاعت گزار ام سلیمؓ تھیں جو حضرت انس بن مالکؓ کی ماں تھیں اور رشتہ میں رسول خدا کی خالہ ہوتی تھیں۔

## ام سلیمؓ بنت ملحان

حجاج، مکہ سے واپس آگئے تھے۔ لوگ ان سے ملنے کے لیے آ رہے تھے۔ انھیں مبارک باد دے رہے تھے۔ اور ان سے سفر کا حال دریافت کر رہے تھے۔ ان میں اسعدؓ بن زرارہ، عوفؓ بن حارث بن عفراء، رافع بن مالکؓ، قطبہؓ بن عامر بن جدید، عقبہ بن عامر بن نابیؓ اور جابرؓ بن عبد اللہ بھی حج سے فارغ ہو کر آئے تھے اور اپنے ساتھ ایک پیغام لائے تھے۔ آہستہ آہستہ یہ پیغام

لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

ام سلیمؓ نے بھی اس پیغام کو سُنا اور حیرت سے اس بُت کو دیکھنے لگیں جو ان کے گھر میں نصب تھا اور سوچنے لگیں میں بھی کتنی احمق تھی کہ اس بُت کو پوجتی تھی جو لکڑی کا بنا ہوا ہے اور اس درخت سے بنا ہے جو زمین سے اُگا ہے۔ افسوس ہے میرے حال پر!

پھر اچانک روشنی کی ایک کرن ان کے صحنِ قلب میں نمودار ہوئی اور ان کا دل نورِ ایمان سے جگمگا اُٹھا۔ اُم سلیمؓ رات کے اندھیرے میں اسعدؓ بن زرارہ کے گھر پہنچیں۔ اسعدؓ ایک ان دیکھے معبود کے روبرو سر بسجود تھے۔ عبادت کا یہ طریقہ اُم سلیمؓ کو بہت پسند آیا۔ تھوڑی دیر بعد اسعدؓ نماز سے فارغ ہوئے اور اُم سلیمؓ کی طرف دیکھا اور کہا:۔ خوش آمدید بہن! آؤ، کیسے آنا ہوا؟

**اُم سلیمؓ** ـــــــــ بھائی اسعدؓ! امید ہے کہ سفر کی تکان دور ہو گئی ہو گی۔ تمہارا یہ سفر بڑا مبارک ثابت ہوا۔ میں نے وہ پیغام سُن لیا ہے جو تم مکّہ سے لائے ہو۔ آہ! کتنا حسین اور روح پرور ہے یہ پیغام! " اس کائنات کا ایک ہی خدا ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ وہی رب ہے اور وہی رزاق ہے، وہی حاکم ہے اور وہی بادشاہِ حقیقی ہے۔ گو نگاہوں سے اوجھل ہے مگر شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے اور خدا ہی کے پاس جانا ہے۔

**اسعدؓ بن زرارہ:** ـــــــ (مسکراتے ہوئے) بہن، مبارک ہو! مجھے امید تھی کہ یہ پیغام سنتے ہی تم ضرور ایمان لاؤ گی۔ کیونکہ تم نے "قلبِ سلیم" پایا ہے اور جانتی ہو خدا کا یہ پیغام ہم تک پہنچانے والے کون ہیں؟

خدا کے آخری نبی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

**اُم سلیمؓ:** ـــــــ کون محمد! آمنہ بنت وہب کے صاحبزادے۔

**اسعدؓ بن زرارہ:** ـــــــ ہاں بہن! وہی بابرکت، مقدس و برگزیدہ ہستی۔

**اُم سلیمؓ:** ـــــــ آہ! ہم لوگ کتنے خوش نصیب ہیں کہ خدا کے آخری پیغمبر کی ماں ہمارے شہر یثرب کی رہنے والی ہیں۔

اسعدؓ بن زرارہ :۔۔۔۔ ہاں بہن! خدا نے ہم لوگوں کو یہ شرف بخشا اور ہم اس پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں
ام سلیمؓ :۔۔۔۔ بھائی اسعدؓ! تم نے انہیں دیکھا ہے، مجھے بتاؤ وہ کیسے ہیں؟
اسعدؓ بن زرارہ :۔۔۔۔ بدر کامل، چودہویں کا چاند۔ کائنات کا حسن ان کے حسن کے آگے ہیچ ہے۔ وہ بات کرتے ہیں تو ان کی زبان سے موتی جھڑتے ہیں۔ وہ نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو دل کی ناؤ ڈانواڈول ہونے لگتی ہے۔ ان کی مسکراہٹ دلوں کو جیت لیتی ہے۔ مکّے کے وہ لوگ کتنے بدبخت ہیں جو ایسے سچے اور صادق نبیؐ کو دیکھنے کے بعد بھی ایمان کی دولت سے محروم ہوئے۔ حالانکہ وہ لوگ انھیں صادق اور امین کہہ کر پکارتے ہیں۔
اُم سلیمؓ :۔۔۔۔ خدایا! میں کب حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہوں گی۔
اسعدؓ بن زرارہ :۔۔۔۔ بہت جلد بہن بہت جلد۔
اُم سلیمؓ :۔۔۔۔ بھائی اسعدؓ! مجھے یقین ہے کہ میرا بھائی حرام بن ملحان اور میری بہن اُم حرام بنت ملحان دونوں اس پیغام ہدایت کو ضرور قبول کریں گے۔ مجھے میرے شوہر مالک بن نضر کی فکر ہے۔

کاش! وہ بھی ایمان لے آئے؟
اسعدؓ بن زرارہ :۔۔۔۔ بہن! ہدایت کا دینا خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے وادیٔ ضلالت میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔
اُم سلیمؓ :۔۔۔۔ اچھا بھائی۔ اب میں چلتی ہوں۔
اسعدؓ بن زرارہ :۔۔۔۔ فی امان اللہ

## مالک بن نضر

وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا

اور جب تم قرآن میں اپنے ایک ہی رب کا ذکر کرتے ہو تو نفرت سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

(بنی اسرآئیل)

یثرب :- مالک بن نضر کا مکان

مالک بن نضر، شراب کے نشہ میں دھت گھر میں داخل ہوتا ہے۔ اُمِ سلیم اپنے شوہر کی طرف دیکھتی ہیں۔ نشہ میں مخمور آنکھیں، گریباں پھٹا ہوا، بال اُلجھے ہوئے، ہمیشہ کی طرح مالک لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے گھر میں داخل ہوتا ہے اور بستر پر دراز ہو جاتا ہے۔

اُمِ سلیم سوچنے لگتی ہیں۔ یا اللہ! میں تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی مگر یہ مان کر نہیں دیتا۔ کبھی اُلٹے سیدھے سوالات کرنے لگتا ہے۔ کبھی شانِ رسالتؐ میں گستاخیاں کرتا ہے۔ اور کبھی گھر چھوڑ کر چلے جانے کی دھمکی دیتا ہے۔ اسے تو کفر کا مرض بُری طرح لاحق ہو گیا ہے۔ اور شرک کی بیماری نے توحید کے صحت مند افکار کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور شراب نوشی نے تو اسے کہیں کا

نہیں رکھا ہے۔

پروردگار! یہ تیرا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے محض اپنے فضل و کرم سے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درمیان مبعوث فرمایا۔ ان پر اپنا کلام نازل فرمایا، ہمیں راہِ ہدایت دکھائی۔ ایمان کی دولت سے نوازا۔ ایمان کا ذائقہ بھی کیا ذائقہ ہے، جس نے اسے ایک بار چکھ لیا، ہمیشہ کے لیے دوسرے کھانوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ کاش! مالک بھی ایمان کا مزہ چکھ لے۔

یہی کچھ سوچتے ہوئے اُمّ سلیمؓ کو نیند آگئی اور وہ اپنے شیر خوار بچے "انس" کو گود میں لیے سو گئیں۔

## ہماری راہیں جدا ہیں

سورج طلوع ہو چکا تھا۔ ہر چہار سو اُجالا پھیل چکا تھا۔ مگر نیند کا ماتا مالک بن نضر لمبی تان کر بسترِ غفلت پر دراز تھا۔ نبوت کا چراغ روشن ہو گیا تھا مگر عقل کا اندھا مالک بن نضر راستہ ٹٹول رہا تھا۔ شرک کی نجاست میں آلودہ مالک بن نضر، جسے اس کے خالق نے سوچنے اور سمجھنے، غور و فکر کرنے اور کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کا مادّہ عطا کیا تھا۔ ٹھوکریں کھاتا ہوا ضلالت کی وادی میں بھٹک رہا تھا۔ اپنے شوہر کو اسفل السافلین میں گرتا ہوا دیکھ کر اُمّ سلیم کو اس پر بے حد ترس آ رہا تھا۔

اُمّ سلیمؓ:۔ انس کے باپ! توحید کے بارے میں جو باتیں میں نے بیان کی تھیں، کیا تم نے اس پر غور کیا۔

مالک بن نضر:۔ میں تمہاری اور اس اعرابی کی باتیں سننا پسند نہیں کرتا۔

اُمّ سلیمؓ:۔ مگر وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے وہ وہی کہتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ وہ خدا کے رسول ہیں اور خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اس کا صلہ بھی نہیں مانگتے۔

مالک بن نضر:۔ انس کی ماں! میں تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں۔ میں نے کہہ دیا نا کہ میں اپنے آباء و اجداد کے خلاف ایک لفظ تک سننا نہیں چاہتا۔

اُمّ سلیمؓ:۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے بھلے ہی کے لیے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ تم توحید کا

اقرار کرلو اور شرک سے باز آجاؤ۔ دنیا اور آخرت میں فلاح پاجاؤ گے۔

مالک بن نضر:۔ کیا میں اپنے ہی جیسے ایک بشر کی بات مان لوں اور ان سارے خداؤں کی پرستش چھوڑ دوں۔؟

اُمِّ سلیمؓ:۔ خدا نے انسانوں کی ہدایت کے لیے ایک انسان ہی کو منتخب کیا ہے تاکہ ہم پر حجت تمام ہو اور یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جناب عبداللہ کے بیٹے اور عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔ ان کی ماں (جنابہ آمنہ) ہمارے ہی شہر سے بیاہی گئی تھیں۔

مالک بن نضر:۔ میں یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں، کہیں ایک بشر بھی رسول ہوسکتا ہے؟

اُمِّ سلیمؓ:۔ مشرکین کی بھی عجیب ذہنیت ہے کہ وہ خدا کے رسولوں پر یہی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ چونکہ وہ بشر ہیں۔ اس لیے وہ "رسول" نہیں ہوسکتے اور پھر الٹا یہ اعتراض وارد کرتے ہیں کہ چونکہ وہ "رسول" ہیں اس لیے وہ بشر نہیں ہوسکتے لامحالہ ان کے اندر خدائی صفات ہونے چاہئیں۔ انھیں علم غیب کا مالک ہونا چاہیے۔ یہ تو شرک کی بدترین قسم ہے۔

مالک! ساری کائنات اس کی گواہی دے رہی ہے۔ خود تمہارا وجود پکار پکار کر اس عظیم حقیقت کا اعلان کررہا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ پس تم اس کا اقرار کرلو اور رسالت محمدیؐ کی گواہی دے دو۔

مالک بن نضر:۔ بس، بس تم اپنا یہ اپدیش اٹھا کر رکھو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری راہیں جدا ہیں۔ تمہارے ساتھ میرا نباہ مشکل اور ناممکن ہوگیا ہے۔ اب میں اس شہر سے دور کہیں چلا جاؤں گا۔

اُمِّ سلیمؓ:۔ کیا تمہیں اپنے بچے انس کا بھی خیال نہیں آتا۔ دیکھو! یہ تمہاری طرف غور سے دیکھ رہا ہے۔ گویا کہہ رہا ہے کہ ابا! اسلام لے آؤ۔

ابن نضر:۔ انس کو تو اب تم اپنے ہی پاس رکھو۔ تم تو "بے دین" ہوگئیں لیکن میرے بیٹے انس پر اس شخص کی پرچھائیاں بھی پڑنے نہ دینا۔

## حیرت انگیز انقلاب

ایک سوار، مکہ سے یثرب کی جانب آرہا تھا۔ مصعب بن عمیرؓ! مکہ کا شہزادہ، امیہ گھرانے کا چشم و چراغ، زرق

برق لباس وریشمی عبا پہننے والا، زلفوں کو سنوارنے والا، قیمتی عطر اپنے لباس پر چھڑکنے والا، بہترین سواری پر سوار ہونے والا، عالیشان مکان میں رہنے والا، آرام و آسائش کا دلدادہ۔

لیکن اب اس کی شان ہی نرالی تھی۔ کالی کملی اوڑھے، ہاتھ میں عصا لیے، ردی، کھجور اور چھاگل ساتھ میں لیے یثرب میں اسلام کی دعوت پھیلاتے آرہا تھا۔ اس کی زبان پر اللہ کا ذکر جاری تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ جوں جوں یثرب نزدیک آتا گیا۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ اس کی خوب صورت آنکھیں چمکنے لگیں اور وہ یوں دعا مانگنے لگا۔

اے میرے رب! اہل یثرب کے دلوں کو کھول دے۔ انھیں ایمان کی دولت سے نواز دے۔ انھیں اسلام کی نعمت عطا فرما۔ انھیں اپنا، اپنے رسول اور اپنے دین کا انصار (مددگار) بنا دے۔

ان پر سکینت اور اطمینان نازل فرما۔ ان کے شہر کو اسلام کا مرکز بنا دے۔

دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں مستجاب بارگاہِ الٰہی ہوئیں۔ گھر گھر ایمان کے چراغ روشن ہو گئے، صحنِ قلب میں ایمان کے پھول کھلنے لگے۔ اہل یثرب کی زندگیوں میں ایک عظیم حیرت انگیز انقلاب برپا ہوا۔ پختہ، زندہ و بیدار، جیتا جاگتا ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہو گیا۔ بت پرست، اللہ واحد کے پرستار بن گئے۔ دنیا کے فدائی، فکر آخرت میں مستغرق ہو گئے۔ قبائل باہم شیر و شکر ہو گئے۔ بکھرے ہوئے موتی ایک لڑی کی شکل اختیار کر گئے۔ شراب کے شیدائی، کوثر و تسنیم کے دلدادہ بن گئے۔

ادھر مکہ کے افق پر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن زیدؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، ابو عبیدہ بن الجراحؓ، ابو ذر غفاریؓ، عمارؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، خباب بن الارتؓ، زید بن حارثہؓ، صہیبؓ، مہ و انجم بن کر چمک رہے تھے۔

ادھر یثرب کے افق پر اسعد بن زرارہؓ، سعد بن معاذؓ، سعد بن ربیعؓ، سعد بن عبادہؓ، ابوالدرداءؓ، ابو قتادہؓ، ابو سعید خدریؓ، ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، جابر بن عبداللہؓ، سلمانؓ، عبداللہ بن سلامؓ، زید بن ثابتؓ، ابو ایوب انصاریؓ، ابوالہیثم بن التیہانؓ، اسید بن حضیرؓ، رافع بن مالکؓ، کعب بن مالکؓ،

انس بن نضرؓ حرام بن ملحانؓ، خبیب بن عدیؓ، حنظلہ غسیل الملائکہؓ، عبادہؓ بن صامتؓ ستاروں کے مانند دمک رہے تھے۔

## ابو طلحہ انصاریؓ

o ابو طلحہؓ کو اُمّ سلیم کی شوہر سے جدائی کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ اُمّ سلیمؓ انہیں کے قبیلہ کی ایک معزز خاتون تھیں۔ انتہائی دلیر و بہادر عورت تھیں۔ نیا دین قبول کر چکی تھیں۔ اسی کے سبب انہوں نے اپنے شوہر کو چھوڑنا گوارا کر لیا۔ مگر اپنے دین کو ترک نہیں کیا۔ ابو طلحہؓ کو ان کی قوتِ ارادی کا خوب اندازہ تھا۔ وہ اس عظیم خاتون کو اپنے حبالۂ عقد میں لانا چاہتے تھے۔ مگر ایسا ہونا ناممکن تھا۔ ان کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ ابو طلحہؓ مشرک تھے اور اُمّ سلیمؓ جیسی باایمان، باغیرت اور خود دار عورت ایک کافر کے نکاح میں کیسے آسکتی تھی۔ ابو طلحہؓ مصعب بن عمیرؓ کی دعوتی سرگرمیوں سے آگاہ تھے۔ ان کے آنے کے بعد اسلام سرعت سے یثرب میں پھیل گیا تھا۔ شہر میں ہونے والی تبدیلی پر بھی ان کی نظر تھی۔ وہی لوگ تھے۔ ان کے جانے پہچانے، مگر کس قدر بدلے ہوئے۔ وہ لوگ جن کا کوئی مقصدِ زندگی نہیں تھا۔ اب ایک اعلیٰ وارفع مقصد کے لیے جی رہے تھے۔ ان کے اطوار بدل گئے تھے۔ طرزِ حیات بدل گیا تھا ان کے خلوص کو دیکھ کر ابو طلحہؓ حیران رہ گیے۔ انہوں نے پیغمبرِ اسلام کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ جو بھی انھیں ایک مرتبہ دیکھ لیتا ہے۔ انھیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور ان کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

o ابو طلحہؓ ساری رات بیٹھے یہی سوچتے رہے۔ نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ان کے سامنے لکڑی کا بنا ہوا بت موجود تھا۔ ان کے نزدیک یہی ان کا خدا تھا۔ وہ خود بھی جانتے تھے کہ یہ لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اس کے اندر کوئی قوت اور شکتی نہیں۔ لیکن انھیں بچپن ہی سے سمجھایا گیا تھا کہ یہ بت انھیں خدا سے قریب کر دیتے ہیں۔ ان پر نگاہیں مرکوز کرنے سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ کبھی کبھی خدا ان کے اندر حلول کر جاتا ہے اور ان کے اندر شکتی پیدا ہو جاتی ہے ______ o مشرکین کے مذہبی پیشواؤں اور چالاک مذہبی رہنماؤں نے خدا کی صفات کو تقسیم کر کے مختلف بت تراش رکھے تھے۔ کوئی قوت کا خدا، کوئی دولت کی دیوی،

کوئی بارش برسانے والا، کوئی رزق دینے والا، کوئی اولاد بخشنے والا، کوئی بیماری دینے والا، کوئی شفا بخشنے والا، کوئی مشکل کشا، کوئی حاجت روا۔

○ ان خداؤں کی بیویاں بھی تھیں۔ دوسروں کی بیویوں سے ان کے ناجائز تعلقات بھی تھے۔ ان کے اولاد بھی ہوتی تھی۔ یہ خدا آپس میں جھگڑتے بھی تھے اور مختلف مقامات میں رہتے تھے۔ کوئی پہاڑ کی چوٹی پر رہتا تھا۔ کوئی سمندر کی تہ میں بسیرا کرتا تھا کسی نے سورج میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ کسی نے چاند کو اپنا مستقر بنا رکھا تھا۔ بلکہ بعض مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ کائنات کی ہر شے میں اس کا ظہور ہے۔ وہ ہر شے میں بسا ہوا ہے اور ہر چیز میں سمایا ہوا ہے انسان اس کے دھیان وگیان میں لگا رہے تو اسی دنیا میں اس کو پا سکتا ہے اور جاں گسل محنت، تپسیا اور ریاضت کر کے خدائی صفات کا حامل بن جاتا ہے۔ اور آخر کار خدا میں ضم ہو جاتا ہے۔ ان دیوتاؤں سے متعلق عجیب وغریب داستانیں وابستہ تھیں جو بہت دلچسپ مگر کسی کی سمجھ میں آنے والی نہیں تھیں۔ بس ایک اندھی عقیدت تھی جس کے تحت لوگ ان کی پوجا اور پرستش میں لگے ہوئے تھے۔

## اسلام ابی طلحہؓ

ابو طلحہؓ اسی کشمکش میں مبتلا تھے کہ سحر ہو گئی۔ مرغ نے بانگ دی۔ ابو طلحہؓ ایک فیصلہ پر پہنچ چکے تھے۔ وہ سیدھے ام سلیمؓ کے گھر پہنچے۔ ام سلیمؓ بیدار ہو گئی تھیں اور اپنے رب سے مناجات کر رہی تھیں۔ ان کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے ہوئے تھے۔ ابو طلحہؓ نے اجازت لے کر گھر میں قدم رکھا۔

○ حضرت ابو طلحہؓ ام سلیمؓ کے پاس آئے، ام سلیمؓ نے کہا کہ میں نے تم سے شادی اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ تم مشرک تھے۔

حضرت ابو طلحہؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! وہ تیرا زمانہ اور ہی تھا۔

حضرت ام سلیمؓ نے کہا کہ میرا کیا زمانہ تھا؟

حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا اس زمانہ میں تمہاری نظریں سونے چاندی کی طرف تھیں۔

حضرت اُمِّ سلیمؓ نے ابوطلحہؓ سے کہا کیا میں تم سے شادی کرلیتی اور تم ایسی لکڑی کی پوجا کرتے تھے جس کو میرا فلاں غلام چھیلتے چھیلتے پھرتا تھا؟ اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہارے اسلام لے آنے ہی سے (نکاح پر) راضی ہوجاؤں گی۔ (بزار)

چنانچہ اُمِّ سلیمؓ کا مہر "اسلام" قرار پایا اور ان کا نکاح حضرت ابوطلحہؓ سے ہوگیا۔

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ میں نے کسی عورت کا مہر اُمِّ سلیمؓ سے افضل نہیں سُنا۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ اُمِّ سلیمؓ نے کہا میں تمہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتی ہوں۔

حضرت ابوطلحہؓ نے کہا میرے لیے اس بات کا کون ضامن بنتا ہے؟

حضرت اُمِّ سلیمؓ نے کہا اے انسؓ! کھڑا ہو اور اپنے چچا کے ساتھ جا۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور ہم چل دیے۔ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے۔ آپؐ نے ہماری باتیں سُن لیں اور فرمایا یہ ابوطلحہؓ آرہے ہیں ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان اسلام کی عزت نمودار ہے، چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے حضورؐ کو سلام کیا اور کہا ــــــ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

چنانچہ حضورؐ نے اسلام لاتے پر ان کا نکاح کرادیا۔ (البزار)

## حضرت انس رضی اللہ عنہ شفقتِ پدری کے سایے میں

اس طرح حضرت انس بن مالکؓ کو اپنے حقیقی باپ سے زیادہ چاہتے والا مومن باپ مل گیا اور وہ اپنی ماں کے ساتھ اپنے سوتیلے باپ حضرت ابوطلحہؓ کے گھر چلے آئے۔

## مبارک قافلہ

هزاروں لالہ و گل کھل چکے ہیں باغِ عالم میں

مقابل ایک بھی لیکن نہیں ہے اس گلِ تر کا

۲۰ بیس سالہ نوجوان ابوطلحہؓ کے کشتِ دل میں ایمان کا جو بیج اُمِّ سلیمؓ نے بویا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پودے کی شکل اختیار کرگیا۔ ابوطلحہؓ، کلمۂ طیبہ کی دعوت دینے والے داعی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے

کے لیے بے چین ہو رہے تھے اور یہ مبارک گھڑی جلد ہی آگئی۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے لیے جو مبارک قافلہ مکّہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس میں ابو طلحہؓ بھی شامل تھے۔ جوں جوں مکّہ قریب آتا گیا، ابو طلحہؓ کی بے قراریٔ دل میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ عقبہ کی گھاٹی میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے ہمراہ موجود تھے۔

ابو طلحہؓ نے آسمان نبوت کے نیرِ اعظم، فلکِ ہدایت کے بدرِ منیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عقبہ میں ضوفشاں دیکھا، ایسا روشن چہرہ، ابو طلحہؓ نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

نور کی کرنیں ایک جگہ مجتمع ہو گئی تھیں اور رُخِ انور سے پھوٹ کر نکل رہی تھیں۔

نبوت کی خوشبو سے پوری گھاٹی مہک رہی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔

اسی مسکراہٹ نے ابو طلحہؓ کا دل چھین لیا۔

عشقِ رسولؐ کی ایک لہر اُٹھی اور انھیں کھینچتی ہوئی دور لے گئی۔ وہ بحرِ عشق میں ڈوب رہے تھے۔ اور انھیں ڈوبنے میں مزہ آ رہا تھا۔ محبتِ نبیؐ کی موجوں نے ان کے سفینۂ قلب کو تہہ و بالا کر دیا تھا اور انہوں نے بھی پتوار اپنے ہاتھ سے ڈال دیے تھے اور کشتی کو طوفانی لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔ ان کے قلب پر ان کا اختیار باقی نہ رہا تھا۔ اب ان کے اقلیمِ دل پر ایمان کا پرچم لہرا رہا تھا۔

## مبارک فیصلہ

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانی سے مشرف ہو کر مکہ سے یثرب لوٹ رہے تھے تو انھیں "انس" کا خیال آ رہا تھا۔

انسؓ! میں نے ایک فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ اپنے آپ سے بولے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یثرب رونق افروز ہوں تو میں اور اُمِّ سلیم دونوں، نہیں حضورؐ کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یثرب آنے کی دعوت دی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد جلوہ افروز ہوں گے۔ انس! تم اس مقدس اور برگزیدہ ہستی کی

خوب جی لگا کر خدمت کرنا۔ اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا!"

"حضرت ابوطلحہؓ قافلۂ حق کے ساتھ یثرب لوٹ آئے اور اس کے چار پانچ ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ ہمراہ تشریف لے آئے اور یہ شہر مدینۃ النبی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر) کہلایا۔

## ورودِ مسعود

وہ دو تھے۔ تیسرا خدا تھا۔ اور خدا ان کے ساتھ تھا۔

وہ خدا کی راہ میں نکلے تھے۔ خدا نے اپنی راہیں ان پر کھول دی تھیں اور انھیں راہ کے خطرات سے بچاتے ہوئے منزل تک پہنچا دیا تھا۔ ان دونوں میں ایک خدا کے آخری نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور دوسرا آپؐ کے یارِ غار، ہجرت کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ!

○ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت، مدینہ میں داخلہ اور مسجد نبویؐ کی تعمیر کا حال ہمارے اس کتاب کے ہیرو حضرت انس بن مالکؓ کی زبانی سنیے۔

# روشن دن

حضرت اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہجرت کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ میں حاضر تھا۔ جس دن کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ میں نے کسی دن کو بھی اتنا اچھا اور روشن نہیں دیکھا۔ اس دن سے کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے۔ (ابن سعد)

○ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو حبشیوں نے اپنے نیزوں کے کرتب دکھا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ (ابو داؤد)

ہوئی تیری آمد آمد تو برائے خیر مقدم
کہیں کھل گئے گلستاں، کہیں ہو گیا چراغاں

(ماہر القادری ر ؟)

# یا نبی اللہ! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی جانب تشریف لے جا رہے تھے تو آپ حضرت ابو بکرؓ سے آگے تھے۔ پس حضرت ابو بکرؓ کی مثال اس بوڑھے جیسی تھی جس کو ہر کوئی جانتا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان کی طرح تھے جو زیادہ متعارف نہ ہو۔ پس جو آدمی بھی راستے میں ملتا، وہ حضرت ابو بکرؓ سے پوچھتا کہ یہ آپؐ کے آگے کون ہے؟ وہ جواب دیتے کہ یہ مجھے راستہ بتانے والا ہے۔ پوچھنے والا اس سے یہی سمجھتا کہ ارضی راستہ بتانے والا لیکن ان کی مراد یہی ہوتی تھی کہ یہ مجھے بھلائی کا راستہ بتانے والے ہیں۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار نظر آیا جو نزدیک آچکا تھا۔ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہؐ! یہ سوار ہمارے نزدیک آپہنچا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ فرمائی، پھر دعا کی کہ اے اللہ! اسے گرا دے تو گھوڑے نے اسے گرا دیا اور گھوڑا کھڑا ہو کر ہنہنانے لگا۔ پھر وہ عرض گزار ہوا:۔

اے نبی اللہ! اس خادم کو جو چاہیں حکم فرمایا جائے۔ تم اپنے گھر ہی رہو اور ہماری جانب کسی کو نہ آنے دینا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صبح کو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور شام کو آپؐ کا دلی خیر خواہ ہو گیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کے مقام پر اترے اور آپؐ نے انصار کو بلایا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دونوں حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرتے۔ پھر عرض گزار ہوئے کہ آپ دونوں حضرات مطمئن ہو کر سوار ہو جائیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ دونوں سوار ہو گئے اور انصار مسلح ہو کر آپؐ کے ساتھ ہو گئے مدینہ منورہ کے اندر یہی آواز گونج رہی تھی کہ نبی اللہ تشریف لے آئے، نبی اللہ کی تشریف آوری ہو گئی۔ لوگ اونچے مقامات پر چڑھ کر دیکھتے اور یہی کہتے کہ نبی اللہ نے قدم رنجہ فرمایا۔ نبی اللہ تشریف لے آئے۔ آپؐ برابر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابو ایوب کے مکان پر

آکر اترے گئے۔ جب آپؐ اس مکان والوں سے مصروفِ گفتگو تھے تو عبداللہ بنؓ سلام نے بھی اس تشریف آوری کی خبر سُنی۔ وہ اس وقت اپنے گھر والوں کے باغ میں کھجوریں توڑ رہے تھے۔ وہ توڑی ہوئی کھجوریں اپنے ساتھ لیتے آئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ہمارے ساتھیوں میں سے کس کا گھر قریب ہے؟ حضرت ابوایوبؓ عرض گزار ہوئے کہ میرا۔ یا نبی اللہ! یہ میرا گھر ہے۔ اور یہ اس کا دروازہ ہے۔ فرمایا، جاکر ہمارے آرام کرنے کا بندوبست کرو۔ عرض گزار ہوئے کہ آپؐ اللہ کی برکت کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں رونق افروز ہوئے تو عبداللہ بنؓ سلام بھی حاضرِ خدمت ہو گئے اور کہا:۔۔۔۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ ضرور اللہ کے رسول ہیں اور سچا دین لے کر آئے ہیں یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں۔ ان میں سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ علم والے کا بیٹا ہوں۔ پس انھیں بلاکر میرے متعلق دریافت فرمایئے۔ اس سے پہلے کہ انھیں میرے اسلام قبول کرنے کا پتہ لگے۔ اگر انھیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہوگیا تو پھر میرے اندر وہ عیب بھی بتائیں گے جو فی الواقع میرے اندر نہ بھی ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلایا۔ جب وہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

اے گروہِ یہود! اس حالت میں تمہاری خرابی ہے لہٰذا اللہ سے ڈرو۔ اس خدا کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کو تم بھی بخوبی جانتے ہو کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں اور تمہارے پاس سچا دین لے کر آیا ہوں، لہٰذا تم مسلمان ہو جاؤ۔ سب نے کہا کہ ہم اس بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ یہی جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا:۔

اچھا بتاؤ تمہارے اندر عبداللہ بنؓ سلام کیسا آدمی ہے؟ کہنے لگے وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے نیز ہم میں سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ علم والے کا بیٹا ہے۔ فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے تو پھر کہنے لگے، خدا نہ کرے کہ وہ اسلام قبول کرے۔ فرمایا، اگر تم دیکھو کہ وہ مسلمان ہوگیا تو پھر؟ کہا، خدا نہ کرے کہ اسلام لائے۔ فرمایا، اگر تم دیکھ لو کہ

واقعی وہ مسلمان ہوگیا ہے تو پھر؟ کہنے لگے، خدا نہ کرے کہ وہ اسلام قبول کرے۔ آپؐ نے فرمایا:

اے ابن سلامؓ باہر نکل آؤ۔ پس وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے، اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور تم بخوبی جانتے ہو کہ واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک یہ سچا دین لے کر آئے ہیں۔

یہودی کہنے لگے تو جھوٹ بولتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں باہر بھیج دیا ——— (بخاری)

## میں نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں چند لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا لوگ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگئے میں اپنے کھیل کو دمیں لگا رہا اور میں نے کچھ نہ دیکھا پھر لوگ کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں میں نے کچھ نہ دیکھا اور اپنے کھیل میں پھر لگ گیا، اتنے میں حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے تو ہم لوگ مدینہ کے بعض غیر آباد مکانوں میں چھپ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی آدمی کو بھیجا کہ ہم دونوں کے آنے کی اطلاع انصار میں کردے، چنانچہ قریب قریب پانچ سو انصار آپؐ کے استقبال کے لیے گئے، حضرات انصار نے ملاقات کے بعد عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات مامون اور محفوظ ہیں اور ہمارے سردار ہیں، حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان استقبال کرنے والوں کے درمیان چل رہے تھے، مدینہ کا یہ حال تھا کہ کنواری لڑکیاں بھی مکانوں کی چھتوں پہ ایک دوسری سے آگے بڑھ بڑھ کر ان حضراتؓ کو دیکھ رہی تھیں اور آپس میں ایک دوسری سے پوچھ رہی تھیں کہ ان دونوں میں سے حضورؐ کون سے ہیں؟ حضورؐ کون سے ہیں. میں نے اس جیسا منظر کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ منظر یا تو میں نے اس روز دیکھا جس دن آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور یا جس روز آپؐ نے اس دنیا کو الوداع فرمایا۔ اس کے بعد میں نے ایسے دو دن کبھی نہیں دیکھے۔ (مسند احمد)

## خدا کے گھر کی تعمیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ کے بالائی حصے میں اترے یعنی اس قبیلے میں جس کو بنو عمرو بن عوف کہتے ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ آپؐ ان کے پاس چودہ روز اقامت پذیر رہے۔ پھر آپؐ نے بنو نجار کے گروہ کو بلایا راوی کا بیان ہے کہ وہ مسلح ہو کر آپؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر جلوہ افروز ہیں، آپؐ کے پیچھے حضرت ابو بکرؓ کی سواری ہے اور آپؐ کے چاروں طرف بنی نجار کے افراد ہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ حضرت ابو ایوبؓ کے مکان کے سامنے اتر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ جہاں نماز کا وقت ہوتا آپؐ اسی جگہ نماز پڑھ لیتے، یہاں تک کہ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز ادا کر لی جاتی۔ پھر آپؐ نے مسجد بنانے کا حکم فرمایا اور بنی نجار کی جماعت کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہو گئے تو فرمایا:

اے بنی نجار! تم یہ اپنا باغ مجھے بیچ دو۔ وہ عرض گزار ہوئے: خدا کی قسم، ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے مگر اللہ تعالیٰ سے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہاں کیا چیزیں تھیں: وہاں مشرکین کی قبریں تھیں، ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے مشرکین کی قبریں تو کھود دی گئیں۔ ویرانے کو ہموار کروا دیا گیا اور کھجور کے درخت کاٹ دیے گئے۔ پھر مسجد سے قبلہ کی جانب ایک قطار میں درختوں کی لکڑیاں رکھ دی گئیں اور دروازے کی جگہ پتھر رکھ دیے گئے۔ پس لوگ پتھر اٹھا کر لاتے اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے شریک کار تھے۔ آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ۔

اے اللہ! بھلائی نہیں مگر آخرت کی بھلائی، پس انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔ (بخاری)

○ یہاں سے حضرت انس بن مالکؓ کا کردار شروع ہوتا ہے۔ اب ہم قارئین اور صحابی

رسولؐ کے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتے۔ لیجئے حضرت انسؓ، آپؐ سے مخاطب ہیں اور اپنی زندگی کے ان گوشوں کو نمایاں کر رہے ہیں جو ان کی زندگی کے بہترین قیمتی سال تھے۔ یعنی پورے دس سال جو انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گزارے۔
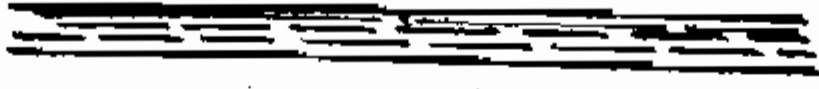
## انس بن مالک رضی اللہ عنہ

# آقا
# سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
# کی
# خدمت میں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور میں دس سال کا تھا آپ کی وفات ہوئی میں بیس برس کا تھا اور میری ماں اور نانیاں وغیرہ مجھے آپ کی خدمت پر آمادہ کرتی رہتی تھیں۔ (ابن ابی شیبہ۔ ابونعیم فی الحلیۃ)

وجہ تخلیق حیات، ان کا وجود اقدس
آستان ان کا ہوا لطف و کرم کا مصدر
(لالہ صحرائی)

## یارسول اللہ انس بن مالک حضور کا خادم حاضر ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تو میری والدہ اُمِ سلیمؓ نے حضورؐ کی آواز سن کر عرض کیا۔ میرے والدین آپؐ پر قربان ہوں یارسول اللہؐ! یہ ا نیس حاضر ہے (چھوٹا انسؓ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کیں۔ ان میں سے دو تو میں نے دنیا ہی میں دیکھ لیں اور تیسری کی امید آخرت میں رکھتا ہوں۔[1]

## اس کے لیے دُعا فرمائیے

حضرت اُمِ سلیمؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! انس بن مالکؓ حضورؐ کا خادم حاضر ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ رسول اللہؐ نے یوں دعا کی۔

اے اللہ! اسے بہت سا مال اور اولاد عطا فرما اور جو کچھ اسے عطا کیا ہے۔ اس میں برکت دے۔ (ترمذی)

## اے بقلہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے میری کنیت بقلہ رکھی تھی۔ میں اس کو پسند کرتا تھا۔ (ترمذی)

**اے دو کانوں والے:۔** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بارہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] وہ دو دعائیں دولت اور اولاد کے لیے تھیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ کی حیات ہی میں ان کے بیٹے پوتے پڑپوتے سوؔ کے قریب ہو گئے تھے۔ اور تیسری دعا مغفرت اور جنت کے لیے ہے۔ (ترمذی)

علیہ وسلم نے فرمایا " اے ذوالاذنین (اے دو کانوں والے) ابو آسامہؓ کہتے ہیں یعنی حضورؐ اس طرح ان سے مزاح کیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

## اے میرے بیٹے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! (مسلم)

## میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی، میری ماں مجھے لے کر آپؐ کے پاس گئی اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! انصار کے مردوں اور عورتوں نے آپ کو تحفے دیے ہیں سوائے میرے۔ اور میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جسے آپ کو تحفہ میں پیش کروں مگر میرا یہ بیٹا ہے آپؐ اس کو میری جانب سے قبول کیجئے، یہ آپؐ کی خدمت کرے گا جو بھی آپؐ اس سے خدمت لینا چاہیں لیں، چنانچہ میں نے رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، نہ تو آپؐ نے مجھے کبھی مارا اور نہ کبھی گالی دی اور نہ میرے سامنے آپؐ ترش روئی سے پیش آئے۔ (ابن عساکر۔ کنز العمال)

## انس بن مالکؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے

ابو خلدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا۔ کیا انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟

ابو العالیہؒ نے کہا۔ انہوں نے دس سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ اور حضورؐ نے ان کے لیے دعا کی ہے۔ اور ان کے پاس ایک باغ تھا۔ جس میں سال میں دو بار پھل آتے تھے۔ اور اس میں پھول کا ایک درخت تھا۔ جس سے مشک کی بو آتی تھی (ترمذی)

# خادم سے حُسنِ سلوک

(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کئی سال کی، نہ تو کبھی آپ نے بُرا کہا اور نہ آپؐ نے کبھی مجھے مارا، اور نہ کبھی مجھے جھڑکا اور نہ میرے سامنے ترشروئی سے پیش آئے اور نہ کبھی آپؐ نے مجھے کسی کام کے لیے کہا ہو اور میں نے اس میں سستی کی ہو تو آپؐ نے مجھے اس پر عتاب کیا ہو، پس اگر کوئی آپؐ کے گھر والوں میں سے مجھے ملامت کرتا تو آپؐ فرماتے اسے چھوڑ دو، اگر مقدر میں لکھی ہوئی ہوتی تو ضرور ہوتی، (ابی نعیم فی الدلائل)

(۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لائے حضرت ابو طلحہؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھے لے گئے اور عرض کیا یارسول اللہ! انس رضؓ ہوشیار اور سمجھ دار لڑکا ہے۔ یہ آپؐ کی خدمت میں رہے تو اچھا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے آپؐ کی خدمت سفر میں بھی کی اور حضر میں بھی، خدا کی قسم! کبھی آپؐ نے جو کام میں نے کیا یہ نہیں کہا کس لیے تو نے ایسا کیا؟ ——— اور جو کام میں نے نہیں کیا کبھی آپؐ نے یہ نہیں کہا کہ یہ کام تو نے کس لیے نہیں کیا۔؟ ——— (مسلم)

(۳)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اخلاق میں اچھے تھے، ایک روز آپؐ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا میں نے کہا خدا کی قسم! میں نہ جاؤں گا اور میرے جی میں تھی کہ جس کام کے لیے آپؐ نے مجھ سے کہا ہے میں جاؤں گا، چنانچہ میں نکلا یہاں تک کہ میرا گذر چند لڑکوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، اتنے میں حضورؐ نے پیچھے سے میری گُدّی پکڑ لی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کی طرف دیکھا۔ آپؐ مسکرا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے انیسؓ! کیا تو جہاں کا میں نے تجھے حکم دیا تھا وہاں گیا تھا؟ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے آپؐ کی نو سال خدمت کی، خدا کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے کسی شے

کے لیے کہ میں نے اسے کیا آپؐ نے نہیں، کس لیے ایسا ایسا تو نے کیا؟ اور نہ کسی ایسی شے کے بارے میں جس کو میں نے نہ کیا (آپؐ نے یہ نہیں کہا) کیوں تو نے ایسا ایسا نہیں کیا؟۔

مسلم کی ایک روایت میں حضرت انسؓ سے ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی دس سال خدمت کی، خدا کی قسم! آپؐ نے کبھی میرے لیے اُف کا کلمہ استعمال نہیں کیا اور آپؐ نے کبھی مجھ سے کسی شے کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا اور تو نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ ابو ربیعؓ سے اس روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ ایسی شے کے بارے میں جس کو خادم نہیں کیا کرتے۔ (البخاری)

(۴)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی آپؐ نے کبھی مجھے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ میں اس سے سست ہوا ہوں یا مجھ سے وہ کام ضائع ہو گیا ہو تو آپؐ نے مجھے ملامت کی ہو اور اگر گھر والوں میں سے کوئی ملامت کرتا تو آپؐ فرماتے اسے چھوڑ دو اس لیے کہ اگر مقدر میں اس کام کا ہونا ہوتا تو وہ ہو جاتا۔ (مسند احمد، ابن سعد)

## آقا کی خدمت

(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے بیس جوان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کے پورا کرنے کا التزام کیے ہوئے تھے، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر کا ارادہ فرماتے تو ان کو اس کام کے لیے بھیج دیتے، اور ان میں ایسے جوان بھی تھے جن کو میں نہیں پہچانتا۔ (البزار)

(۲)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کرتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا ایک ڈول لے آتے۔ آپؐ اس سے استنجا کرتے۔ (بخاری)

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت

کے لیے جاتے تو میں اور ایک لڑکا ایک ڈول پانی اور نیزہ لے جاتے۔ آپؐ پانی سے استنجا کرتے۔

(بخاری)

(۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لیے (جنگل کو) جاتے تو ہم اور ایک لڑکا ایک ڈول پانی لے کر آپؐ کے پیچھے جاتے۔

(بخاری شریف)

(۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہؓ (میرے سوتیلے بھائی) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا تاکہ اس کی تحنیک (کوئی بھی چیز بطور تبرک چبا کر منہ میں ڈالنا) کر دیں۔ میں نے آپؐ کو دیکھا، آپؐ کے ہاتھ میں نشان لگانے کا آلہ ہے جس سے آپؐ زکوٰۃ میں آئے ہوئے اونٹوں کو داغ رہے ہیں۔ (بخاری)

(۶)

ایک دن فجر کی نماز سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج روزہ کا ارادہ ہے مجھے کچھ کھلا دو۔ حضرت انسؓ جلدی سے اٹھے اور کچھ کھجوریں اور پانی لے کر حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھائی اور پھر نماز فجر کے لیے تیار ہوئے۔ (مسند احمد)

## آقا کے دستِ مبارک پر بیعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے انھیں ہاتھوں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا آپؐ کی سنوں گا اور فرماں برداری کروں گا۔ (ابن جریر۔ کنز العمال)

## خادمِ خاص کو نصیحت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت

فرمائی پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو پہلے گھر والوں کو سلام کرو۔ یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کی بات ہے۔ (الترمذی)

## خادمِ خاص کو وصیت

عَنْ انسٍ قَالَ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِیَ وَلَیْسَ فِی قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَذَالِكَ مِنْ سُنَّتِی وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّةِ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے تو صبح و شام اس طرح گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کوئی میل نہ ہو۔ پھر فرمایا۔ اے میرے بیٹے! یہ (محبت کا رکھنا) میری سنت ہے جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

# پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

# گھر میں

---

ہر وقت ہی رہتا ہے مدارات کا عالم
کیا پوچھتے ہو ان کی عنایات کا عالم

(محمد احمد پرتاب گڑھیؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت انسؓ بن مالک کے گھر میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق تمام لوگوں سے بہتر تھا بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہیں. اور نماز کا وقت ہوگیا ہے تو آپ نے اسی فرش کو جس پر آپ تشریف فرما تھے صاف کرایا اور پانی چھڑک وا کر اس پر کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور آپؐ نے ہم کو نماز پڑھا دی۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں کا فرش کھجور کی شاخوں کا ہوتا تھا۔ (یعنی چٹائی کا) (مسلم)

## بابرکت گھر

حضرت انسؓ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) میری دادی ملیکہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کی دعوت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (تشریف لاکر کچھ) کھانا کھایا اور پھر فرمایا:۔ کھڑے ہو جاؤ۔ میں تمہارے لیے (یعنی تمہاری برکت کے لیے) نماز پڑھ دوں" حضرت انسؓ کا بیان ہے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر) میں اُٹھا اور اپنے گھر کا پرانا بوریا لے آیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہوگیا تھا میں نے اس پر پانی چھڑکا (تاکہ وہ صاف ہو جائے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو گیے۔ میں اور ایک یتیم (بچہ) آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور ہمارے پیچھے بڑھیا (دادی) کھڑی ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ (مسلم)

## بیت الدّعا (دعاؤں والا گھر)

حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس

وقت گھر میں میری ماں اور میری خالہ اُمّ حرام موجود تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کھڑے ہو جاؤ میں تم کو نماز پڑھا دوں۔"

حضرت انسؓ کا بیان ہے وہ نماز کا وقت نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو (نفل) نماز پڑھائی۔ اس حدیث کے ایک راوی ثابتؒ سے یہ حدیث سُن کر ایک شخص نے پوچھا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نماز میں انسؓ کہاں کھڑے ہوئے تھے؟" ثابتؒ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے دائیں جانب کھڑا کیا تھا" حضرت انسؓ کا بیان ہے نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمارے) گھر والوں کے لیے ہر قسم کی دینی و دنیاوی بھلائی کے لیے دُعا کی۔

میری ماں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! اپنے چھوٹے سے خادم انسؓ کے لیے بھی دعا فرما دیجئے۔" انسؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے بھی ہر قسم کی بھلائی کی دعا کی اور میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی تھی اس کے آخری الفاظ یہ تھے۔

اللّٰھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ فیہ۔ "یعنی اے اللہ انسؓ کو بہت سا مال اور بہت سی اولاد دے اور ان میں برکت عطا فرما۔" (مسلم)

## خادم خاص انسؓ کے لیے دُعا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میری) ماں اُمّ سلیمؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ آپؐ کے لیے کھجور اور گھی لے کر آئیں۔ فرمایا: گھی اور کھجور برتن میں رہنے دو، میں روزے سے ہوں۔ پھر گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر نفل نماز ادا کی۔ اُمّ سلیمؓ اور دیگر اہل خانہ کے لیے دُعا فرمائی۔ اُمّ سلیمؓ بولیں یا رسول اللہ! صرف میرے ہی لیے دعا فرمائی؟ آپؐ نے فرمایا۔ تو اور کس کے لیے؟

انہوں نے عرض کیا: اپنے خادم (انسؓ) کے لیے بھی دُعا کر دیجیے۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کی دعا فرمائی۔ یعنی دُعا کی۔ "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَہٗ" "اے اللہ! اسے مال اور اولاد بخش اسے

برکت عطا فرما"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا انہوں نے بتایا "حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک میری نسل میں سے ایک سو بیس سے کچھ اوپر بچے دفن ہو چکے تھے"۔ (بخاری)

## میں نے آپؐ کی یادگار کو سینہ سے لگا رکھا ہے

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُم سلیمؓ کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ آپؐ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا۔ حضرت اُم سلیمؓ نے مشکیزہ کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا۔ (ابن سعد)

## اُم سلیمؓ! تمہارا تحفہ قبول ہے

ایک مرتبہ اُم سلیمؓ نے ایک طباق میں خرمے بھیجے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما کر ازواجِ مطہراتؓ اور صحابہ میں تقسیم کیے۔ (مسند احمد)

## ابو عمیرؓ! تمہاری لال چڑیا کو کیا ہوا؟

(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے سب سے اچھی عادت والے تھے۔ میرے ایک بھائی تھا جس کو ابو عمیرؓ کہتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور اس کو دیکھتے تو آپؐ فرماتے۔ اے ابو عمیرؓ! کیا ہوا نغیر!؟

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ لال چڑیا سے کھیلا کرتا تھا۔ (نغیر لال چڑیا کو کہتے ہیں)۔

(۲)

بخاری میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے میل جول زیادہ رکھتے تھے۔

یہاں تک کہ آپؐ میرے چھوٹے بھائی سے کہا کرتے تھے اے ابو عمیرؓ! کیا ہوا نغیر؟

(۳)

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہؓ کے پاس تشریف لائے ان کے بیٹے کو جس کی کنیت ابو عمیرؓ تھی دیکھا کہ رنجیدہ ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ اسے دیکھتے تو اس سے خوش طبعی فرماتے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں ابو عمیرؓ کو رنجیدہ دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ! اس کی وہ لال چڑیا جس سے یہ کھیل کرتا تھا مر گئی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنا شروع کیا اے ابو عمیرؓ! کیا ہوا نغیر؟۔ (ابن سعد)

## بیٹا! راز کی بات کسی سے نہ کہنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم کو سلام کیا اور پھر ایک کام پر مجھے بھیج دیا۔ اس کام کی وجہ سے ماں کے پاس پہنچنے میں مجھ کو دیر ہو گئی۔ جب میں واپس آیا تو میری ماں نے پوچھا۔ کہاں رہ گیا تھا؟

میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک کام پر بھیج دیا تھا۔

میری ماں نے پوچھا: کیا کام تھا؟

میں نے کہا: ایک راز کی بات ہے۔

میری ماں نے کہا: حضورؐ کے راز کی بات کسی سے بیان نہ کرنا۔ (صحیح مسلم)

## حضورؐ! دودھ نوش فرمایئے

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اسی غریب خانے میں جلوہ افروز ہوئے اور پانی مانگا۔ ہم نے آپ کے لیے ایک بکری کو دوہا پھر اس میں اپنے اس کنوئیں کا پانی ملایا اور

اور آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ آپ کے بائیں جانب حضرت عمرؓ سامنے اور ایک اعرابی دائیں جانب تھا۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ (لیکن) حضورؐ نے اعرابی کو دیا اور فرمایا کہ دائیں جانب والے ہیں۔ دائیں جانب والوں کو یاد رکھو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔ یہ آپؐ نے تین دفعہ فرمایا۔ (بخاری)

## میٹھا پانی

ابو نعیمؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کے کسی کنوئیں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا۔ جب سے مدینہ طیبہ میں اس کنوئیں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔ (خصائص الکبریٰ)

## میں بھی آدمی ہوں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیمؓ کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا: بچی! تو بوڑھی نہ ہو۔ لڑکی روتی ہوئی حضرت ام سلیمؓ کے پاس پہنچی۔

ام سلیمؓ نے پوچھا: بیٹی! کیا بات ہے؟

لڑکی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ بد دعا دی ہے کہ تو بوڑھی نہ ہو، اب میں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی۔ حضرت ام سلیمؓ یہ سن کر سر پر دوپٹہ ڈالتی ہوئی جلدی جلدی چلیں اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

حضورؐ نے پوچھا: ام سلیم کیا ہوا ہے؟

ام سلیمؓ نے کہا: لڑکی یہ کہتی ہے کہ آپؐ نے اس کو یہ بد دعا دی ہے کہ وہ بڑی عمر کو نہ پہنچے۔ حضورؐ سن کر ہنس پڑے اور پھر فرمایا: ام سلیمؓ! تم کو معلوم نہیں میں نے اپنے پروردگار سے

ایک شرط کرلی ہے اور یہ عرض کردیا ہے کہ اے رب! میں بھی آدمی ہوں جس طرح اور آدمی خوش ہوتے ہیں، میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جس طرح اور آدمی غضب ناک ہوتے ہیں میں بھی ہوتا ہوں میں اپنی اُمت میں سے جس شخص کے لیے بددعا کروں اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو میری بددعا کو اس کے حق میں پاکیزگی، کفارہ اور قربت بنادے کہ وہ اس کے سبب قیامت کے دن تیرا قرب حاصل کرلے۔ (مسلم)

## ہمارے گھر میں اسلامی بھائی چارہ قائم ہوا۔

عاصم احول بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قریش کے درمیان میرے اس گھر میں بھائی چارہ کرایا جو مدینہ میں ہے اور آپ نے بنی سلیم کے قبائل کے خلاف ایک مہینے تک دعائے قنوت پڑھی۔ (صحیح البخاری)

○ یہاں سے حضرت انس بن مالکؓ کی تعلیم و تربیت، تزکیۂ نفس، تعمیر سیرت کا آغاز ہوتا ہے جس طرح مٹی، کمہار کے ہاتھ سے برتن بن کر، لوہے کا ٹکڑا اسٹیشن میں جاکر پرزہ بن کر، سونا سُنار کے ہاتھ سے گہنا بن کر، ناتراشیدہ قیمتی پتھر جوہری کے ہاتھ سے ہیرہ بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح اُم سلیمؓ کا لعل، معدنِ اسلام کا لعلِ بے بہا بن کر نکلتا ہے۔ جس کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہونے لگتی ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضؓ کو نہ صرف سفر و حضر میں اپنی خدمت کا شرف بخشا اور ان کی تربیت فرمائی بلکہ انھیں غزوات میں بھی اپنے ساتھ لے گئے اور انھیں میدانِ جنگ کا شہسوار بنادیا۔ چنانچہ حضرت انسؓ بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں شریک رہے اور آقاؐ کی خدمت کرکے سعادتِ دارین حاصل کی۔

ابن عبدالشکور

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

# تلواروں کی چھاؤں میں!

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

## ماں!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد پر جاتے تو میری ماں اُمِ سلیمؓ اور انصار کی عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ یہ عورتیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (مسلم۔ ترمذی)

## اور بیٹا!

ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا، کیا آپ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا تیری ماں مرے میں بدر کی لڑائی سے کہاں غائب ہوتا؟ محمد بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جب کہ آپؐ بدر کی طرف متوجہ ہوئے چلے، یہ لڑکے تھے اور حضورؐ کی خدمت کرتے تھے۔

(ابن سعد و ابن عساکر)

## غزوۂ بدر میں

○ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ بدر کے دن یہ دعا کر رہے تھے "اے اللہ! اگر تو چاہے گا تو زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی" (یعنی یہ مٹھی بھر جماعت شکست کھا جائے تو پھر کون زمین پر تیری عبادت کرے گا۔) (مسلم)

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان (کے قافلے) کے آنے کی خبر ملی تو حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کچھ عرض کیا۔ حضورؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کچھ عرض کیا۔ تو حضورؐ نے ان کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپ ہم سے (یعنی انصار سے) مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپؐ یہ حکم دیں کہ ہم اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیں تو ہم ضرور ڈال دیں گے اور اگر آپؐ یہ حکم دیں گے کہ ہم اپنے گھوڑوں کے سینوں کو برک الغماد سے ٹکرا دیں تو ہم ضرور ٹکرا دیں گے" حضورؐ نے یہ سن کر لوگوں کو طلب فرمایا اور سب مدینہ سے روانہ ہو کر مقام بدر پر جا اترے۔ مسلمانوں کے اس اجتماع کے قریب سے قریش کے پانی لانے والے اونٹ گذرے جن میں قبیلہ بنو حجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا اور حضورؐ کے صحابہؓ اس سے ابوسفیان اور اس کے ہمراہیوں کا حال پوچھنے لگے۔ غلام نے کہا:۔

ابوسفیان کا حال مجھ کو معلوم نہیں البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیہ بن خلف، یہ سامنے پڑے ہیں۔ "صحابہؓ نے غلام کو مارا تو اس نے کہا: ٹھہرو۔ میں بتاتا ہوں، یہ ابوسفیان موجود ہے" پھر صحابہؓ نے اس کو چھوڑ دیا اور دوبارہ اس سے ابوسفیان کو پوچھا تو اس نے کہا: "ابوسفیان کی مجھ کو خبر نہیں البتہ، ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیہ بن خلف لوگوں کو لیے ہوئے یہ سامنے ٹھہرے ہوئے ہیں" غلام جب یہ بات کہتا تو صحابہؓ اس کو مارنے لگتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے یہ حالت دیکھ کر

نماز ختم کر دی اور فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب یہ سچ بات کہتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب وہ جھوٹی بات کہتا ہے تو تم اس کو چھوڑ دیتے ہو"۔

راوی کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز زمین کے مختلف مقامات پر انگلی رکھ رکھ کر یہ فرمایا تھا: اس جگہ فلاں شخص مارا جائے گا (اور) اس جگہ فلاں شخص قتل کیا جائے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مقامات جن کافروں کے قتل کے معیّن تھے وہ وہیں مارے گئے ایک بھی اِدھر اُدھر نہ ہوا۔ (مسلم)

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ بدر میں) "کون ہے جو ہماری طرف سے جا کر یہ معلوم کرے کہ ابوجہل کا کیا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، گئے اور اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا۔ عفراء کے بیٹوں نے اس کو قتل کیا تھا اور وہ ٹھنڈا پڑا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہا: تو ابوجہل ہے؟ ابوجہل نے (جو ابھی زندہ تھا) کہا: جس شخص کو تم نے قتل کیا ہے یا جس شخص کو اس کی قوم نے قتل کیا ہے اس سے بڑا آدمی کوئی اور بھی ہے"؟ (یعنی مرتے وقت بھی اس کا تکبر نہ گیا)

ایک راوی کا بیان ہے کہ ابوجہل نے یہ الفاظ بھی کہے تھے "کاش! کاشت کاروں کے سوا کسی اور نے مجھ کو قتل کیا ہوتا"۔ (صحیح مسلم)

## غزوۂ اُحد میں

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب جنگ اُحد میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہو گئے تو میں نے (اُمّ المؤمنین) حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور (میری ماں) اُمّ سلیمؓ کو دیکھا کہ دونوں اپنے دامن سمیٹے ہوئے ہیں اور میں ان کے پیروں کی پازیب دیکھ رہا تھا۔ دونوں اپنی پیٹھ پر پانی کی مشک لاتیں اور پیاسے مسلمانوں کو پلاتی تھیں۔ پھر لوٹ جاتیں اور مشکیزے بھر کر لاتیں اور پیاسے مسلمانوں کو پلاتیں۔ (بخاری)

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے کام لیتے تھے اور حضرت ابوطلحہؓ بہت اچھے

تیر انداز تھے جب یہ تیر چلاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کو اٹھا کر اس کا ہدف دیکھا کرتے۔ (بخاری)

○ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دن کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس وقت حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال لیے ہوئے کھڑے ہوئے حضرت ابو طلحہؓ بڑے سخت تیر انداز تھے۔ اس روز وہ دو تین کمانیں توڑ چکے تھے۔ جب کوئی آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ترکش لیے ہوئے نکلتا تو حضورؐ اس سے فرماتے "ابو طلحہؓ کے لیے یہاں تیر ڈال دو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گردن اٹھا اٹھا کر لوگوں (یعنی دشمنوں) کو دیکھ رہے تھے اور حضرت ابو طلحہؓ عرض کرتے جاتے تھے۔ اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، گردن اونچی نہ کیجیے کہیں دشمن کا کوئی تیر آکر نہ لگ جائے۔ میرا سینہ حضورؐ کی ڈھال ہے"۔

میں نے اس روز عائشہؓ حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی اور (میری ماں) اُم سلیم کو دیکھا کہ دامن اُٹھائے ہوئے تھیں اور ان کی جھانجنیں مجھ کو نظر آرہی تھیں اور وہ لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ جب مشکیزے خالی ہو جاتے تو ان کو پھر بھر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ اس روز نیند کے غلبہ سے حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر گئی تھی۔ (مسلم)

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن (جب مسلمان کفار کے عقب سے حملہ آور ہونے پر بھاگ گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ساتھ تنہا رہ گئے۔ پھر جب کافروں نے حضورؐ کو گھیر لیا تو حضورؐ نے فرمایا: "جو شخص ان کافروں کو ہماری طرف سے پھیر دے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا"۔ ایک انصاری آگے بڑھا اور کافروں سے لڑ کر شہید ہو گیا۔ اس کے بعد پھر کافروں نے حضورؐ کو گھیر لیا۔ اسی طرح سلسلہ جاری رہا اور ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں قریشی ہمراہیوں سے فرمایا۔ "ہم نے اپنے انصاری دوستوں سے انصاف نہیں کیا۔ (یعنی وہ سب شہید ہو گئے اور تم میں سے ایک بھی آگے نہ بڑھا۔

(مسلم شریف)

## غزوۂ خندق میں

○ حمید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خندق کی جانب تشریف لے گئے تو آپؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار صبح کے وقت بھی خندق کھود رہے ہیں حالانکہ سردی کافی تھی۔ ان کے پاس غلام بھی نہ تھے جن سے یہ کام لیا جاتا۔ جب آپؐ نے ان کی مشقت اور بھوک ملاحظہ فرمائی تو بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ ط

اے اللہ! زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے، پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما اور وہ آپؐ کے جواب میں کہتے ہے

نحن الذین بایعوا محمداً

علی الجھاد ما بقینا ابداً

ترجمہ:۔ بک گئے ہیں ہم محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ پر۔ عمر بھر تازہ رہے گا اپنا یہ عزم جہاد۔ (بخاری)

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار مدینہ طیبہ کے ارد گرد خندق کھودتے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈالتے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمداً۔ علی الاسلام ما بقینا ابداً۔

"محمد مصطفیٰؐ کے ہاتھ پر ہم تو مسلمان ہو گئے۔ اب ندا شمع رسالت پر رہیں پروانہ وار"

راوی کا بیان ہے کہ پروانوں کو جواب دیتے ہوئے شمع رسالت کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوتے جاتے۔

اللّٰھم انّہ لا خیر الا خیر الاخرۃ

فبارک فی الانصار والمھاجرۃ

"اے اللہ! بھلائی تو حقیقت میں آخرت کی بھلائی ہے، پس انصار اور مہاجرین کو اور برکت عطا فرما۔"

○ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس وقت اگر ایک ہتھیلی بھر جَو بھی میسر آتے تو انھیں بدمزہ چربی میں پکا کر سب حضرات کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ اور وہ اسی کو بانٹ کر کھا لیتے حالانکہ وہ کھانا حلق کو پکڑتا اور اس سے بدبو آتی تھی۔ (بخاری)

## یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی سرکوبی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا میں جبرئیلؑ کے گھوڑے کے غبار کو اب بھی دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں پھر گیا تھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی جانب ان کی سرکوبی کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ (بخاری)

## غزوۂ خیبر میں

○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ساتھ لے کر جہاد فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کی جانب نکلے تو وہاں رات کے وقت پہنچے اور آپؐ جب رات کے وقت کسی قوم کے پاس پہنچتے تو صبح ہونے سے پہلے ان کے خلاف جہاد نہیں فرماتے تھے۔ صبح ہوئی تو بعض یہودی کسیاں اور ٹوکرے لے کر قلعہ سے باہر نکلے۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا تو چلائے۔ محمدؐ، خدا کی قسم محمدؐ اور فوج۔ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کی صدا بلند فرمائی اور فرمایا، خیبر تباہ ہو گیا۔ کیونکہ جس قوم کے میدان میں ہم اترتے ہیں اس کی صبح شام غربیاں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ (بخاری)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر کے مقام پر پہنچے۔ چنانچہ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب کسی جگہ رات کو پہنچتے تو صبح تک ان لوگوں پر حملہ نہیں کیا کرتے تھے، جب صبح کے وقت یہودی اپنی کلہاڑی اور زنبیلیں وغیرہ لے کر باہر نکلے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ محمدؐ، خدا کی قسم محمدؐ اور ان کی فوج۔ پس نبی کریمؐ نے فرمایا کہ خیبر برباد ہو گیا۔ کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کافروں کی

قسمت پھوٹ جاتی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ جب خیبر کے مقام پر ہمیں صبح ہوئی تو وہاں کے باشندے اپنی کلہاڑیاں وغیرہ لے کر باہر نکلے لیکن جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے۔ محمد۔ خدا کی قسم محمد اور ان کی فوج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ خیبر برباد ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کا نزول کی قسمت پھوٹ جاتی ہے۔ وہاں ہمیں گدھوں کا گوشت دستیاب ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے منادی کرنے والے نے ندا کی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ ناپاک ہے۔ (بخاری)

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ گدھے کا گوشت کھا لیا گیا ہے۔ آپؐ خاموش۔ وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ گدھے کا گوشت کھا لیا گیا ہے۔ آپؐ اس دفعہ بھی خاموش رہے۔ وہ تیسری مرتبہ حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اب تو گدھے کا گوشت کھا پی کر ختم بھی کر دیا گیا۔ پس آپؐ نے ندا کرنے والے کو حکم دیا کہ لوگوں میں یہ منادی کر دو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے تمہیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔ پس ہانڈیاں اُلٹ دی گئیں اور اس وقت گدھوں کا بہت سارا گوشت پکایا جا رہا تھا۔ (صحیح بخاری)

## خیبر سے واپسی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلا، تاکہ آپؐ کی خدمت کرتا رہوں۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر سے لوٹے اور اُحد پہاڑ آپؐ کو نظر آیا، تو فرمایا، یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر اپنے دستِ مبارک سے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کر کے کہا۔

" اے اللہ! میں اس کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان والی جگہ کو حرم بناتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے صاع اور

مُد میں برکت عطا فرما" (بخاری)

## صلح حدیبیہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ قریشیوں نے جن میں سہل بن عمرو بھی موجود تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سہل بولا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" معلوم نہیں کیا چیز ہے۔ "باسمک اللھم" لکھو جس کو ہم بھی جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا لکھو۔ منؐ محمدؐ رسول اللہ قریش نے کہا اگر ہم کو علم ہوتا کہ آپؐ رسول اللہ ہیں۔ تو پھر آپؐ کے پیرو ہی بن جاتے۔ (لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ نہ لکھو) بلکہ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھو۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا۔ منؐ محمدؐ بن عبد اللہ لکھو۔ قریشیوں نے حضورؐ سے یہ بھی شرط کر لی کہ ہم میں سے جو شخص تمہارے پاس چلا جائے گا اس کو تم واپس کر دوگے اور تمہارا کوئی آدمی ہم میں چلا آئے گا تو ہم واپس نہیں دیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا یہ بھی لکھ دیں۔ فرمایا ہاں بات یہ ہے کہ جو شخص ہم میں سے ان کے پاس چلا جائے گا۔ اس کو خدا ہم سے دُور کر دے گا۔ (یعنی وہ مسلمان ہی نہ ہوگا اس کا ہمارے پاس نہ رہنا ہی بہتر ہے) اور جو آدمی ان میں سے ہمارے پاس آئے گا اس کے واسطے خدا تعالےٰ کشائش اور راستہ نکال ہی دے گا۔ (مسلم)

## حدیبیہ سے واپسی

○ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آپؐ حدیبیہ سے واپس ہو رہے تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (سورہ فتح)

ترجمہ: "تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے"

تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے اوپر ایسی آیت اتری ہے جو مجھے اس سب سے زیادہ محبوب ہے جو روئے زمین پر ہے، پھر آپ نے اپنے صحابہؓ کو آیت پڑھ کر سنائی، صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا۔ مبارک ہو، خوش گوار ہو۔ اے اللہ کے نبیؐ! اللہ پاک نے جو کچھ آپؐ کے ساتھ کرنے والا ہے واضح کر دیا، جانے ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا، تو حضورؐ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا (سورہ فتح)

ترجمہ: "تاکہ اللہ تعالےٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشت میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تاکہ ان کے گناہ دور کر دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔"

(بخاری، مسلم، مسند احمد، التفسیر لابن کثیر)

○ حضرت انسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا کے بارے میں روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی صلح حدیبیہ سے واپسی پر یہ آیت اتری، صحابہ کرامؓ کے حج کی ادائیگی میں کفار آڑے آئے تھے۔ چنانچہ ہدی (قربانی کا جانور) حدیبیہ ہی میں آپؐ نے اور آپؐ کے اصحابؓ نے ذبح کیا، سب پر رنج و غم طاری تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک آیت اتاری گئی جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ پیاری ہے۔ اور آپؐ نے پڑھا۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا (سورہ فتح)

ترجمہ: "بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے اور آپؐ پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دے اور آپؐ کو سیدھے راستہ پر لے چلے اور اللہ آپؐ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو۔"

تو آپؐ کے اصحابؓ نے عرض کیا مبارک ہو یا رسول اللہ! (ابن جریر)

---

## فتح مکہ

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے اسی آدمی تیغ کے پہاڑ سے ہتھیار باندھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ پر اچانک حملہ کرنے کی غرض سے اترے۔ حضورؐ نے بغیر لڑے بھڑے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر ان کو دیکھ کر شرما گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (الفتح)

"وہ وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے حالانکہ وہ ان پر تمہیں غلبہ عطا کر چکا تھا۔"

○ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تمام لوگ حضورؐ کو دیکھنے کے لیے آئے۔ آپؐ نے اپنا سر خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر رکھ لیا۔ (ابویعلیٰ)

حضرت انسؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ اپنی ٹھوڑی مبارک خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر ٹیکے ہوئے تھے۔

(بیہقی)

## غزوۂ حنین میں

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میری ماں) اُم سلیمؓ نے حنین کے دن ایک خنجر تیار کیا جو ان کے پاس تھا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اس کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہؐ اُم سلیمؓ کے پاس خنجر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیسا خنجر ہے؟

اُم سلیمؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ یہ خنجر میں نے اس لیے بنایا ہے کہ اگر کوئی مشرک

میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ یہ سن کر حضورؐ ہنسنے لگے۔ اُمِّ سلیمؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فتح مکہ کے دن جن لوگوں کو آپؐ نے آزاد کر دیا تھا (اور پھر وہ مسلمان ہو گئے تھے) ان کو قتل کر دیجئے۔ اس لیے کہ وہ جنگ میں آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمِّ سلیمؓ خدائے عزّوجل کافی ہے اور وہی بھلائی کرنے والا ہے۔ (مسلم)

○ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جنگ حنین میں ہوازن اور غطفان اور ان کے علاوہ سب اپنے جانور اور اپنی اولاد لے کر آئے تھے اور حضورؐ کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر تھا اور وہ لوگ بھی تھے جو فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے جنہیں طلقاء کہتے ہیں۔ مسلمانوں کا تمام لشکر آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا تھا صرف ایک صحابیؓ آپؐ کے ہمراہ تھے۔ اس دن دو آوازیں لگیں جو الگ الگ تھیں۔ اپنی دائیں طرف آپؐ نے التفات کیا۔ اور فرمایا اے انصار کے گروہ! انصار فوراً لوٹ پڑے اور کہا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ خوش رہیئے ہم آپؐ کے ساتھ ہیں، حضورؐ سفید خچر پر سوار تھے آپؐ نے نیچے اُتر کر فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اتنے میں مشرکین کی شکست ہوئی اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ لگا، آپؐ نے اس مال کو مہاجرین اور مکہ کے نومسلموں میں تقسیم فرمایا اور حضرات انصارؓ کو اس میں سے کچھ نہ دیا (بعض) انصار نے کہا جب سختی آتی ہے تو ہم لوگ بلائے جاتے ہیں اور غنیمت کا مال دوسروں کو دیا جاتا ہے جب آپؐ کو اس کی خبر لگی تو انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے جماعتِ انصار! وہ کیا بات ہے جو مجھے پہنچی؟ انصار چپ لگا گئے، آپؐ نے فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ دُنیا کا مال و متاع لے کر جائیں اور تم لوگ اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ؟ اور اپنے گھروں میں جمع کر دو، انصار نے کہا بے شک ہمیں یہ بات منظور ہے آپؐ نے فرمایا کہ اگر لوگ وادیوں کا راستہ اختیار کریں اور انصار کسی گھاٹی کا تو میں انصار کی گھاٹی کی طرف چلوں گا، ہشام کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا تم وہاں موجود تھے؟ فرمایا کہ میں وہاں سے کہاں چلا گیا تھا؟ (البخاری)

## غزوۂ تبوک میں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے اور ہم مدینہ کے نزدیک آپہنچے تو حضور نے فرمایا کہ "بے شک مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب تم دور دراز کا سفر کرتے اور وادیوں کا عبور کر رہے تھے تو اس وقت بھی وہ تمہارے ساتھ تھے۔"

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ تو مدینہ میں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی وہ مدینہ میں رہے لیکن انھیں عذر نے روکے رکھا۔ (البخاری)

## جنگِ یمامہ میں

موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا کہ میرے والدِ محترم حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور وہ اپنی رانیں کھولے ہوئے خوشبو مل رہے تھے۔ حضرت انسؓ نے کہا، چچا! کیا چیز آپ کو ہمارے ساتھ جہاد میں جانے سے روک رہی ہے؟ فرمایا، اے بھتیجے! ابھی چلتا ہوں اور وہ حنوط کی خوشبو مل رہے تھے۔ پھر وہ جاکر مجاہدین میں بیٹھ گئے اور لوگوں کی حالت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ جب دشمن ہمارے روبرو ہوتا تو ہم ڈٹ کر اس سے مقابلہ و مقاتلہ کرتے لیکن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس طرح تو نہیں لڑتے تھے جیسے تم لڑتے ہو، تم نے تو دشمنوں کی بُری عادت ڈال دی ہے۔ (صحیح بخاری)

## عراق کی جنگ میں

اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ اور ان کے بھائی عراق کے موضع حریق میں دشمنوں کے قلعوں میں کے ایک قلعہ کے پاس تھے۔ دشمن

گرم زنجیروں میں لوہے کے آنکڑے لگا کر مسلمانوں کی طرف ڈالتے اور ان کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے حضرت انسؓ پر بھی یہ آنکڑا ڈالا یہ دیکھ کر حضرت براءؓ دیوار پر چڑھے پھر اپنے ہاتھوں سے اس زنجیر کو تھام لیا اور برابر تھامے رہے یہاں تک کہ اس زنجیر کی رسّی کو کاٹ دیا اس کے بعد اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو ہاتھ کی ہڈیاں چمک رہی تھیں جو کچھ گوشت ہاتھ پر تھا جل کر ختم ہو گیا تھا، اللہ پاک نے حضرت انسؓ بن مالک کو اس طرح نجات دی۔ (الاصابۃ)

طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے کہ ان آنکڑوں میں سے ایک آنکڑے نے حضرت انسؓ کو بھی گھیر لیا۔ قلعہ والوں نے ان کو اٹھایا یہاں تک کہ یہ زمین سے اٹھ بھی چکے تھے ان کے بھائی براءؓ آئے ان سے کہا گیا کہ تمہارے بھائی کو آنکڑے میں اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ لڑائی میں مشغول تھے یہ فوراً لپکے اور کود کر دیوار پر چڑھ گئے پھر اپنے ہاتھ سے اس زنجیر کو پکڑا اور وہ زنجیر چکر کھا رہی تھی۔ یہ لگاتار ان لوگوں سے زنجیر کو کھینچ رہے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ جل رہے تھے یہاں تک کہ زنجیر جس رسّی سے بندھی ہوئی تھی وہ رسّی کاٹ دی اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو دیکھا، آگے پہلی روایت جیسا تذکرہ ہے۔

## جنگ تستر میں

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے تستر کا محاصرہ کیا۔ ہرمزان حضرت عمرؓ کا حکم پا کر قلعہ سے اتر آیا میں اسے لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آیا جب ہم حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کلام کر اس نے کہا زندوں کی بات کروں یا مُردوں کی ہ (یعنی اگر زندگی کی اُمید ہو تو ویسی بات کروں اور اگر قتل کی اُمید ہے تو ایسی بات کروں) حضرت عمرؓ نے فرمایا تو بات کر کوئی ڈر نہیں۔ ہرمُزان نے کہا کہ ہمیں اور تمہیں اے عرب کی جماعت! جب تک اللہ نے چھوڑے رکھا ہم لوگ تمہیں غلام بناتے تھے اور تمہیں قتل کر دیا کرتے تھے اور تم سے چھین جھپٹ کیا کرتے تھے، جب خدا

تمہارے ساتھ ہو گیا۔ ہمارے دونوں ہاتھ ٹوٹ گیے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اے انسؓ! کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا اے امیرالمومنین! میں نے اپنے پیچھے بہت دشمن چھوڑے ہیں اور سخت طاقت اور قوت چھوڑی ہے اگر آپ اس کو قتل کر دیں گے تو اس کے سارے لوگ حیات سے ناامید ہو جائیں گے اور یہ بات مسلمانوں کی شوکت میں اور اضافہ پیدا کرے گی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں براء بن مالک اور مجزاۃ بن ثور رضی اللہ عنہما کے قاتل سے کیا شرما جاؤں؟۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ حضرت عمرؓ اس کو قتل کر دیں گے تو میں نے عرض کیا کہ اس کے قتل کے لیے کوئی سبیل نہیں رہ گئی ہے، آپ نے اس سے فرمایا تھا کہ! کوئی خطرہ کی بات نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے اس سے رشوت لی ہے اور کچھ حاصل کیا ہے حضرت انسؓ نے کہا نہ میں نے اس سے رشوت لی اور نہ مجھے اس کی جانب سے کچھ ملا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم اپنے اس دعوی پر میرے پاس اپنے علاوہ کو گواہ لاؤ ورنہ میں پہلے تجھے سزا دینے میں ابتدا کروں گا، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور حضرت زبیر بن عوامؓ سے ملا انہوں نے میرے ساتھ گواہی دی تب حضرت عمرؓ رکے، اور ہرمزان اسلام لے آیا اور اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔

(البیہقی، کنزالعمال)

# خیر و برکت کے دن

## ۱ سنہ ہجری تا ۱۱ سنہ ہجری

ہے جہانِ آب و گِل میں ترے دم قدم سے رونق
تو فروغِ بزمِ ہستی، تو بہارِ باغِ امکاں

(ماہر القادری علیہ الرحمۃ)

# جانِ بہار

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

(الحجرات)

"خوب جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو تم خود ہی مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے لیے دل پسند بنا دیا اور کفر و فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا۔ ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل و احسان سے راست رو ہیں اور اللہ علیم و حکیم ہے۔"

## آخری شریعت

اسلامی شریعت، آخری شریعت ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی نئی شریعت کا لانے والا ہے۔ وحی و الہام کا سلسلہ بند ہو چکا ہے دستور و آئین، احکام و قوانین کا سرچشمہ قرآن اور احادیث ہے۔ اس کے مقابل تمام آئین و دساتیر احکام و قوانین منسوخ اور کالعدم ہیں۔ اللہ کے نزدیک مردود اور ناقابل تسلیم ہیں۔

اس کا نازل کرنے والا اللہ ہے جو انسانوں کا خالق اور مالک ہے اور جو انسان کی ضرورتوں اور حاجتوں کو جانتا ہے اسی نے پیدا کیا ہے اور ہدایت دینا بھی اسی کا کام ہے اس کو نافذ کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ کی جانب سے مامور ہیں۔ شرعی قوانین قرآن میں مرقوم ہیں۔ احادیث میں منقول ہیں۔ اس کا ایک ایک جز موجود ہے جو باہم مربوط ہے۔ اس کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ اس کی اساس عدل و انصاف پر قائم ہے۔

یہ شریعت تمام نقائص سے پاک ہے تمام عیوب سے مبرا ہے تمام خامیوں سے پاک ہے۔ اس میں انسانی تدبیر کا کوئی دخل نہیں ہے۔ کسی فرد یا مجلس یا اس کے ارکان کی قانون سازی کی پیوندکاری نہیں ہے۔ قانون ساز خدا ہے۔ مخلوق کا کام شریعت مطہرہ پر عمل کرنا ہے۔

## عالمگیر شریعت

یہ شریعت عربوں کے لیے خاص اور ملک عرب کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ شریعت بیضاء، سورج کی روشنی کی طرح سب کے لیے عام ہے۔ ہر قوم، ہر نسل اور ہر ملک کے لیے قابل عمل اور قابل نفاذ ہے۔ ابدی اور دائمی ہے ہر دور اور ہر زمانہ کے لیے ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا تغیر ناممکن ہے۔ اس کے قوانین ناقابل ترمیم یا تنسیخ ہیں۔

**پاکیزہ شریعت:۔** شریعت مطہرہ، انسانی سماج کو سود کی لعنت سے، شراب

کی خباثت سے، فحش کی اشاعت سے، چھوت چھات کے مرض سے، بڑے اور چھوٹے کی تفریق سے، رنگ و نسل کے امتیاز سے، معاشی ناہمواریوں سے، اقتصادی بحران سے، غریبی اور مفلسی سے اور رشوت ستانی سے محفوظ رکھنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔

شریعت اسلامیہ، حکمرانوں کے ظلم و استبداد سے، ظالموں کے آہنی پنجوں سے، فساق و فجار کی قیادت سے، سیاستدانوں کے مکر و فریب سے، فوجی حکمرانوں کی سازشوں سے، شاہی خانوادوں سے اور نوکر شاہی سے نجات دلانے کے لیے نازل ہوئی ہے۔

## انعام الٰہی

یہ شریعت "امت مسلمہ" کو عطا کی گئی۔ پھر اس کے ذریعہ تمام اقوام و ملل تک پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔ یہ خاص اللہ کا انعام ہے۔ جو "خیر امت" کو عطا ہوا تھا۔ امتِ وسطا اسی لیے قائم کی گئی تھی کہ تمام قوموں کے درمیان شریعت اسلامی کا اعلان کرے اور ہر جگہ اس کے نفاذ کے لیے عملی تدابیر اختیار کرے اور جہاں غلبہ و تمکنت حاصل ہو عملاً اس کو نافذ کرے جسد اسلامی میں اس کی حیثیت "روح" کے مانند ہے۔ مسلمانوں کو کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ کی دھمکی اور دباؤ کی پروا کیے بغیر شریعت اسلامی پر چلنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ نہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے رومی، یونانی اور عیسائی اقوام کے گھڑے ہوئے قوانین پر عمل کرنا ہے اور نہ خود ہی قوانین بنانے کے لیے بیٹھ جانا ہے۔ ایسا کرنا سراسر اللہ سے بغاوت ہے۔ اس کی کھلی نافرمانی، اس سے نمک حرامی اور دین حق سے غداری ہے۔ مومنوں سے بے وفائی اور صریح منافقت ہے۔

شریعت مطہرہ کے ایک ایک قانون پر ایمان لانا، اس کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنا، اس کے قوانین کے خلاف دل میں ذرا بھی تنگی محسوس نہ کرنا ایک مومن کا شیوہ ہے۔

## روشن شریعت

انسانی مزاج سے مطابقت رکھنے والی، طبیعت انسانی سے میل کھانے والی، دل کو

اطمینان اور روح کو سکون بخشنے والی، نفس کو پاکیزہ کرنے والی، جسم کو آلودگی اور کثافت سے بچانے والی، انسانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے والی، سوسائٹی کو فتنہ و فساد سے بچانے والی، سماج سے برائیوں کا قلع قمع کرنے والی، معاشرے میں بھلائیوں کو پھیلانے والی، سیاست کو گندگی سے پاک و صاف کرنے والی، اعلیٰ انسانی اخلاق کو پروان چڑھانے والی، نیکیوں کو فروغ دینے والی، منکرات کو مٹانے والی، حاکم کو نیک دل، قاضی کو عادل، تاجر کو دیانتدار، سرکاری ملازم کو امانتدار، سپاہی کو وفادار، مزدور کو جفاکش، کسان کو محنتی، محاسب کو امین، استادوں کو شفیق، طالب علم کو اطاعت شعار بنانے والی۔ روشن شریعت مدینہ کی نوزائیدہ اسلامی حکومت میں نافذ تھی۔

## چراغِ ہدایت

ان مبارک ایام میں ہر طرف خیر ہی خیر تھا، ہر شخص کے لیے روٹی کپڑا، مکان اور روزگار کا انتظام تھا۔ فرد کی روحانی ارتقاء کا سامان تھا۔ نیکیوں میں مسابقت تھی، برائیوں سے اجتناب تھا۔ چراغِ ہدایت مدینہ میں روشن تھا۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی، نور ہی نور تھا۔ گویا نور کا موسم مدینہ میں چھایا ہوا تھا اور انوار کا دریا رواں دواں تھا۔

ان ایام میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے عشقِ الٰہی، عشقِ رسولؐ کے ایسے جلوے اور سمع و طاعت کے لیے نظارے دیکھے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور نہ کوئی قوم ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے آہ! کسے خبر تھی کہ یہ دن خیر و برکت کے پلک جھپکتے ہی گزر جائیں گے اور حضرت انسؓ کو ایک تاریک دن دیکھنا پڑے گا۔

---

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں حاضر تھا۔ اُس دن سے زیادہ قبیح اور تاریک میں نے کبھی بھی کسی دن کو نہیں دیکھا جس دن کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ (ابن سعد)

دیکھا نہیں جب سے تجھے اے نورِ مجسّم
آنکھوں میں رہا کرتا ہے برسات کا عالم

(محمد احمد پرتاب گڑھی)

# گلِ خوش رنگ

گل خوش رنگ، رسولِ مدنی و عربی
زیب دامانِ ادب طرۂ دستارِ ازل

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
نہ کوئی اس کا مماثل، نہ مقابل، نہ بدل

مہرِ توحید کا ضو، اوجِ شرف کا مہِ نو
شمعِ ایجاد کی لو، بزمِ رسالت کا کنول

ہفت اقلیم ولایت میں شہِ عالی جاہ
چار اطرافِ ہدایت میں نبیٔ مرسل

محسن کاکوروی

# گلہائے فردوس

خالی ہاتھ آئے گی روضے پہ نہ حضرتؐ کے بہار
پھول فردوس کے چن لائے گی مالن بن کر

(امیر مینائیؒ)

# آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم

## میرے آقا! صلی اللہ علیہ وسلم!

مجھ پر خدا کا کتنا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجھے آپؐ کی خدمت کا شرف بخشا۔
ہفت اقلیم کی بادشاہتیں اس سعادت پر قربان۔
زمین کے خزانے اس اعزاز پر نچھاور۔
کہاں افضل الانبیاء، امام المرسلین، خاتم النّبیین، رحمت العالمین، ساقی کوثر، شافع محشر، اولادِ آدم کے سردار، مدینہ کے تاجدار، حاملِ وحی، صاحبِ قرآن، معلّم کتاب وحکمت، محسنِ انسانیت۔

**اور کہاں مالک کا بیٹا انس؟**

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
- جن کا تن پاک، من پاک اور روح پاک۔
- جن کے اخلاق پاکیزہ، اوصاف حمیدہ، خصائل عمدہ
- جن کی حیات طیبہ کا ہر ورق روشن اور درخشندہ۔
- جن کا شاہد قرآن، جس کی گواہ حدیث اور جس کے راوی صحابۂ کرامؓ۔
- میں چھوٹا سا بچہ تھا۔ آپؐ نے مجھے گلے سے لگایا۔ مجھے پیار سے اپنا بیٹا کہہ کر پکارا۔

ہمیشہ مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا۔ مسکراتے ہوئے کلام فرمایا۔ محبت وشفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ میری غلطیوں کو نظر انداز کیا۔ میری تربیت کی، میرے عیوب کی پردہ پوشی فرمائی، میری اصلاح فرمائی۔ مجھے دولتِ علم سے مالا مال کیا۔ مجھے حکمت سکھائی اور میرے نفس کا تزکیہ فرمایا۔ میری زندگی کو اخلاقی خوبیوں سے آراستہ کیا۔ میرے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو بیدار کیا۔ انھیں جلا بخشی اور ان سے کام لیا۔

## میرے مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انس جو کچھ ہے آپؐ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔
جو کچھ بنا ہے آپؐ کے بنانے سے بنا ہے۔
آپؐ کی نسبت نے اسے کیا سے کیا بنا دیا۔
آپؐ نے ذرہ کو آفتاب بنا دیا۔ پتھر کو پارس اور خام کو کندن بنا دیا۔
حضورؐ! آپؐ نے انس کو "اُنس" (محبت) میں تبدیل کر دیا۔ اور اسے سراپا محبت و مجسمۂ خیر بنا دیا۔

## میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم!

آپؐ نے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا۔ اپنی معیت میں رکھا۔ صحابیت کا تمغہ عنایت فرمایا۔ سفر و حضر میں ساتھ رکھا۔ غزوات میں اپنی ہمرکابی کا شرف بخشا۔ حجرات میں بلا روک ٹوک داخلہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اپنی نمازوں میں شریک رکھا اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھا۔

## میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم!

آپؐ ہمارے گھر تشریف لائے اور اسے روشن و منور کیا۔
ہمارے گھر میں آرام فرما کر ہمارے دلوں کو سکون و آرام بخشا۔
گھر کی چٹائی پر لیٹ کر اس کو فرش گل بنا دیا۔
ہمارے گھر خدا کی عبادت کر کے اس کو پاکیزہ و مقدس بنا دیا۔
ہماری دعوت قبول کی۔ ہمارے گھر کھانا کھایا۔ مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ ہم پر احسان کیا۔

ہمیں عزت بخشی۔ اور ہم پر کرم فرمایا۔
میری ماں (اُمّ سلیمؓ) آپؐ کی ممنونِ احسان ہے۔
میرے باپ (ابوطلحہ انصاریؓ) آپؐ کے مدح خواں ہیں۔
اور آپ کا یہ غلام اور خادم (انس بن مالکؓ) آپؐ کا زیر بار احسان ہے۔

## میرے سرور صلی اللہ علیہ وسلم!

حضورؐ جنت کے ایک باغیچہ میں (حجرۂ عائشہ میں) پھولوں کے بستر پہ آرام فرما ہیں۔ جسدِ اطہر کو فرشتوں نے اپنے پیروں سے ڈھانپ رکھا ہے آپؐ کے خدام (صحابہ کرامؓ) سر جھکائے ہوئے آپؐ کے در پر کھڑے ہیں۔ سب کے سر جھکے ہوئے ہیں۔ ان کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ ان کی روحیں بے چین و بے قرار ہیں۔ ان کے سینہ سے دھواں اُٹھ رہا ہے۔ ان کے ہونٹوں پر ایک ہی نغمہ ہے۔ ان کی روحوں کا ایک ہی ترانہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

## یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

انس خستہ جان کا بہت ہی بُرا حال ہے۔ صبح ہی سے رو رو کر ہلکان ہو رہا ہے۔ اب کون اُسے سمجھائے؟ کون اس کو سنبھالے؟ اور کون اسے بتائے کہ انس، نبوت کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ سلسلۂ وحی اختتام کو پہنچ گیا۔ نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

## آہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

آج آپؐ کا انس، آپؐ کا خادم انس، آپؐ کا بیٹا "انس" شفقت پدری سے محروم ہو گیا۔
اب کون مجھے اپنے سینے سے لگائے گا؟
کون مجھے اپنا بیٹا کہہ کر پکارے گا۔؟
جب میں اپنا نام زبان صدق سے سنتا تو میری روح جھوم اُٹھتی تھی۔

حضورؐ کچھ ارشاد فرماتے تو میں اُسے گرہ سے باندھ لیتا تھا۔
سرکارؐ حکم فرماتے تو دوڑ کر اس کی تعمیل کرتا تھا۔
حضورؐ قرآن کی تلاوت فرماتے تو خاموشی سے سنا کرتا تھا۔ اس کے معنیٰ و مفہوم سے آگاہ فرماتے تو اس کو ذہن نشین کر لیتا تھا۔
حضورؐ کی زبانِ مبارک سے احادیث کے پھول جھڑتے تو ان سے اپنا دامن بھر لیتا تھا۔
انس بن مالکؓ انہی یادوں میں کھوئے ہوئے تھے کہ حجرۂ عائشہؓ سے کدالیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ انسؓ کا دل دھڑکنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ تیار ہو رہی تھی۔ ابوطلحہ انصاریؓ، قبر مبارک کھود رہے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ نگرانی فرما رہے تھے حضرت عمرؓ حجرۂ عائشہؓ پر پہرہ دے رہے تھے۔ حضرت علیؓ غسل مبارک کی تیاری کر رہے تھے۔ حضرت عباسؓ، علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ اُمہات المؤمنین تصویر غم و پیکر الم بنی بیٹھی تھیں۔ حضرت عثمانؓ، حضورؐ کے احسانات کو یاد کر کے رو رہے تھے۔ سیدہ فاطمہ زہراؓ کا غم سے بُرا حال تھا۔ آخر وہ ساعت آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ پوشی فرما گئے۔ آسمان پر غم واندوہ کے بادل چھا گئے۔ دن تاریک ہو گیا۔ فراق کی پہلی شب نمودار ہوئی۔ تنہائی کے سایے رینگتے ہوئے آئے اور حضرت انس بن مالکؓ کی زندگی پر چھا گئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہو گئے اور خادم آقا کی یادگاروں کو سینے سے لگائے ان کی یادوں میں کھو گیا۔
ان ایام میں حضرت انسؓ کے دلِ ناتوان کا جو حال ہوا اور جو واردات گزریں اس کا حال انھیں کی زبانی سنیے:۔

## آخری نظارہ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے پیر کے روز نمازِ فجر ادا کر رہے تھے تو اچانک چونک اٹھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے کا پردہ اٹھا کر مسلمانوں کو ملاحظہ فرما رہے تھے جب کہ وہ نماز کی

صفوں میں تھے۔ پس آپؐ تبسم کی حد تک ہنسے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ پہلی صف میں جا ملیں۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید نماز کے لیے آنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور دیگر مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں اپنی نمازیں توڑنے کا ارادہ کر لیا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرما دیا کہ اپنی نمازیں پوری کر لو، پھر آپؐ حجرے میں داخل ہو گئے اور پردہ لٹکا لیا۔
(البخاری)

## آخری دیدار

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ لوگوں کو آپؐ کی اس تکلیف کے زمانہ میں نماز پڑھاتے رہے جس درد میں کہ آپؐ نے وفات پائی یہاں تک کہ جب دوشنبہ کا دن ہوا اور لوگ صف بنائے ہوئے نماز میں کھڑے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ کھولا ہماری طرف دیکھ رہے تھے اور آپ کھڑے ہوئے تھے گویا آپؐ کا چہرہ (کمزوری کے باعث) قرآن کریم کے ورق جیسا تھا، آپؐ مسکرا رہے تھے اور ہم لوگوں کا یہ حال ہوا کہ مارے خوشی کے فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ تھا، حضورؐ کو دیکھنے کی وجہ سے اور حضرت ابو بکرؓ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے تاکہ صف میں مل جائیں اور انھیں یہ گمان ہوا کہ آپؐ نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں تو آپؐ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اپنی نماز پوری کر لو، اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن آپؐ کی وفات ہو گئی۔ (بخاری)

## آخری وصیت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہوئی تو آپؐ کی عام وصیت یہ تھی کہ "نماز قائم رکھنا اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا" آپؐ اس بات کو یہاں تک کہتے رہے کہ آپؐ غرغرہ میں مبتلا ہو گئے اور ان الفاظ کو صاف طور سے زبان مبارک سے نہ ادا فرما سکے۔ (بیہقی، ابن ماجہ، نسائی)

احمد کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ وفات کے

وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام وصیت یہ تھی کہ نماز کو قائم رکھنا اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہاں تک کہ آپ کے سینے میں ان کلمات کی گڑگڑاہٹ ہوئی اور حضورؐ کی زبان میں اس بات کی سکت نہیں رہ گئی کہ آپ زبان سے اس کو ادا کرسکیں۔ (مسند احمد)

## تاریک دن

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ دن ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی وفات سے مدینہ کی ہر چیز تاریک دکھائی دینے لگی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ اپنے دلوں میں تبدیلی محسوس کی۔ (ابن سعد)

حضرت انسؓ سے ہجرت کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ "میں حاضر تھا جس دن کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مدینہ میں ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے، میں نے کسی دن کو بھی اتنا اچھا اور روشن نہیں دیکھا اس دن سے کہ جس دن آپؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور جس دن کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی میں حاضر تھا، اس دن سے زیادہ قبیح اور تاریک میں نے کبھی بھی کسی دن کو نہیں دیکھا جس دن کہ آپ کی وفات ہوئی۔ (ابن سعد)

## بارانِ وحی

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے (چند روز پہلے) مسلسل وحی نازل فرمائی اور جس روز حضورؐ کی وفات ہوئی اس روز تو بہت زیادہ وحی نازل ہوئی۔ (مسلم)

## حضرت فاطمہ زہراؓ کی فریاد

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہوئے درد کی وجہ سے آپؐ پر بے ہوشی کا دورہ پڑا، حضرت فاطمہؓ نے کہا ہائے میرے باپ کی تکلیف! آپؐ نے ان سے فرمایا آج کے دن کے بعد تیرے ابا جان پر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

جب حضورؐ کی وفات ہو گئی حضرت فاطمہؓ نے کہا یَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ یَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ یَا اَبَتَاهُ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ نَنْعَاهُ

ہائے میرے والد محترم! ان کے رب نے انھیں بلایا اور انہوں نے رب کی پکار پر لبیک کہی۔ ہائے میرے والد محترم! جنت الفردوس میں ان کا ٹھکانا ہو گیا۔ اے میرے والد محترم! میں حضرت جبریلؑ کو آپ کی خبرِ وفات سے مطلع کرتی ہوں۔

## ہائے انسؓ! کیا تم نے گنجینۂ نبوت کو مٹی میں چھپا دیا؟

جب حضورؐ دفن ہوئے حضرت فاطمہؓ نے فرمایا اے انسؓ! کیا تمہارے نفوس کو یہ بات پسند آگئی کہ تم نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی؟ (بخاری)

امام احمدؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا "اے انسؓ! کیا تمہارے نفوس کو یہ گوارا ہوا کہ تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی میں دفن کیا اور لوٹ آئے"؟

حماد راوی کہتے ہیں کہ ثابت جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ ان کی پسلیاں روتے روتے ایک دوسری پر چڑھ جاتیں۔

(البدایہ، ابن عساکر، ابو یعلی، ابن سعد، کنز العمال)

بھولے ہیں نہ بھولیں گے کسی حال میں ہرگز

ہر وقت نگاہوں میں ہے پیمانِ محبت

(محمد احمد پرتاب گڑھی)

## آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد

آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی یاد
آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ذکر خیر
آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چرچا
آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی باتوں کا تذکرہ
آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیات طیبہ کا بیان

○ آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حلم، تواضع، انکسار، سخاوت، قناعت، شجاعت، بسالت، بصیرت، فراست، عزیمت اور استقامت کا تذکرہ۔

○ آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویوں بیٹیوں، بچوں، عزیزوں اور قرابت داروں، پڑوسیوں، بیواؤں، یتیموں، غریبوں، مسکینوں، کمزوروں، بیماروں، مجبوروں اور لاچاروں، دوستوں اور دشمنوں، اور عام انسانوں سے حسنِ سلوک کی منظر کشی۔

○ آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کریم النفسی، دنیا سے بے رغبتی، عبادت، ریاضت، توبہ و استغفار، دعائیں و مناجاتیں، محبت پروردگار، خوف کردگار، دین کے غلبہ کے لیے انتھک جد و جہد، کفار و منافقین کے خلاف پیہم جہاد۔

○ آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مومنین پر شفقت و رحمت، ان کے لیے دعائیں، ان کی نجات کی فکر، ان کے صالحین کے لیے جنت کی بشارت، گنہگاروں کو شفاعت کی خوش خبری،

## مقصدِ جلیل

توحید کا اعلان، حق کی شہادت، دین کی حفاظت، اعلاء کلمۃ الحق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ارشادات و فرمودات آپ کے اقوال و اعمال اور افعال لوگوں تک پہنچانا، حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے نومسلم بھائیوں کی (جو دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے تھے) تعلیم و تربیت، قرآن کی تعلیم احادیث کی نشر و اشاعت، مخلوق خدا کی خدمت، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بقیہ زندگی کا مقصد جلیل تھا۔

○ **کامل۔** دس برس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت انجام دینے کے بعد بیس سالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زندگی کا دوسرا باب ان کے عینِ شباب میں شروع ہوتا ہے۔ اور ان کی مثالی زندگی ہمارے سامنے آتی ہے۔

# سنہرے دن

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
- حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم حضورؐ سے دریافت کرو اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں تو میں نے حضورؐ سے دریافت کیا آپؐ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ ابو بکر صدیقؓ کے حوالہ کردیں۔ اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا جاکر یہ اور دریافت کرو کہ اگر ابو بکر صدیقؓ کو بھی ہم نہ پائیں تو؟ میں نے جاکر عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا ان سے کہہ دو حضرت عمرؓ کے حوالہ کردیں تو میں نے ان سے یہ کہہ دیا۔ انہوں نے کہا آپؐ سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمرؓ کو بھی نہ پائیں؟ میں نے حضورؐ سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا ان سے کہہ دو حضرت عثمانؓ کے حوالہ کردیں۔ اور فرمایا جس دن حضرت عثمانؓ قتل کیے جائیں اس دن تم لوگوں کو ہلاکت ہو۔

(ابن عساکر)

# خلیفۂ اوّل

## امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"میری اُمت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔"
(ترمذی)

## کڑوے اور جان لیوا پھل

جب کسی ملک کا بادشاہ مر جاتا ہے تو اس کی سلطنت کے کئی دعویدار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے بیٹے اپنا حق جتاتے ہیں اگر اولاد نرینہ نہ ہو تو بیٹی دعویٰ کرتی ہے۔ داماد استحقاق جتاتا ہے۔ بادشاہ کے بھائی، چچا، چچا زاد بھائی دعویٰ لے کر اٹھتے ہیں۔ حرم کی بیگمات اپنی اولاد کو بادشاہ بنانے کی فکر میں سازشیں کرتی ہیں۔ فوجی افسر بغاوت کر کے حکومت کا تختہ پلٹ دیتے ہیں۔ بادشاہ کے منظور نظر، چہیتے غلام تک درباری سازشوں سے سلطنت پر قابض ہو جاتے ہیں۔

اقتدار کی اس رسہ کشی میں ہزاروں لوگوں کی جان جاتی ہے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا ہے۔ ملک کا امن و سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ ملک کی سلامتی کو سخت خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ گرانی آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہے۔ اقتدار کی اس کشمکش اور خانہ جنگی سے بیرونی طاقتیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اقتصادی بدحالی کا شکار کمزور ممالک پر قبضہ کر لیتی ہیں اور ان سے آزادی چھین لیتی ہیں۔ تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے اور اقتدار کے حصول کے لیے قتل و خوں ریزی کی داستانوں سے آلودہ ہے۔

## میٹھے اور حیات بخش پھل

اسی زمین پر، اس کے ایک حصہ میں اقتدار کی منتقلی کا ایک حیرت ناک اور سبق آموز منظر دیکھنے میں آیا۔ اقتدار حاصل کرنے کے لیے نہ "بیٹی" نے دعویٰ کیا۔ نہ داماد نے حق جتایا۔ نہ چچا امیدوار بن کر کھڑے ہوئے اور نہ چچا زاد بھائیوں نے بغاوت کا علم لہرایا نہ ساتھیوں نے دغا کی اور نہ وفاداروں نے غداری کی۔ اس کے لیے نہ تلواریں نیام سے باہر نکلیں۔ نہ فوجی دستے حرکت میں آئے۔ نہ جتھہ بندیاں ہوئیں۔ نہ خفیہ کاروائیاں ہوئیں۔ نہ کسی نے اقتدار پر قابض ہونے کی کوشش کی اور نہ اس کا خیال تک دل میں لایا۔ منصب کو حاصل کرنے کے لیے نہ "رائے" خریدی گئی۔ نہ ایمان کا سودا ہوا۔

نہ ضمیر بیچے گئے۔ نہ جاہلی عصبیت کو ہوا دی گئی۔ نہ قومیت کی آواز بلند ہوئی۔ نہ کسی کی پگڑی اچھالی گئی۔ نہ کردار کشی کی گئی اور نہ بہتان کا طوفان کھڑا کیا گیا۔

## باغِ احمدؐ کا شیریں ثمر

باہمی مشورہ اور جمہوری و آئینی طریقہ سے "حکمران" کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور یہ حکمران بھی دراصل اپنی مرضی کا آپ مالک نہیں تھا بلکہ حاکم اعلیٰ اللہ ربّ العٰلمین کی مرضی اور اس کے احکامات کا پابند تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس شخص کا انتخاب عمل میں آیا وہ اس منصب کو قبول کرنے سے ہچکچا رہا تھا۔ اور اس بارِ گراں کو اٹھانے سے کانپ رہا تھا۔ منصبِ خلافت کو قبول کرنا اور اس سے عہدہ برآ ہونا۔ بچّوں کا کھیل نہیں تھا۔ یہ ایک بڑی اور بھاری ذمہ داری اور ایک دشوار گزار گھاٹی تھی جس سے گزرنا تھا اور اس شخص کو اپنے نفس اور اس کی خواہشوں سے اور شیطان کی ترغیبات سے ہر آن لڑنا تھا۔ یہ تھے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ!

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھی، دستِ راست، یارِ غار اور وزیر!

## انتخابِ خلیفہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آخری خطبہ سنا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بالکل خاموش تھے کسی سے بات نہیں کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بس یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم اتنے دنوں زندہ رہیں گے کہ ہم لوگوں کا پورا انتظام کر جائیں گے، اس کہنے سے حضرت عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ آپؐ کی وفات تمام صحابہؓ کے آخر میں ہوگی۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے اللہ پاک نے تمہارے درمیان میں ایک نور باقی رکھا ہے جس کے ذریعہ تم ہدایت

حاصل کر سکتے ہو، اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی تھی اور بلاشبہ حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھی ہیں اور دو میں کے دوسرے ہیں اور بے شک حضرت ابوبکرؓ تمام مسلمانوں میں سے تمہارے کاموں کے زیادہ مناسب ہیں، آؤ آگے بڑھو اور ان سے بیعت کرو اور ایک جماعت حضرت ابوبکرؓ سے اس سے پہلے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت ہو چکی تھی، اور عام لوگوں سے بیعت ممبر پر ہوئی۔

زہریؒ نے کہا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آج کے دن حضرت ابوبکرؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ممبر پر تشریف لے چلئے، اور برابر حضرت ابوبکرؓ سے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ ممبر پر تشریف لائے اور عام لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ (بخاری)

## اگر میں ٹھیک کام نہ کروں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ سے لوگ بیعت ہو چکے اور اگلا دن ہوا، حضرت ابوبکرؓ ممبر پر تشریف لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے پہلے لوگوں سے اس طرح خطاب کیا کہ ــــــ اللہ کی حمد و ثنا جس کا کہ وہ اللہ پاک ہی اہل ہے بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ ــــــ اے لوگو! میں نے کل گذشتہ تم سے ایک بات کہی تھی جو ہو چکی، اور میں نے اس بات کو نہ تو اللہ کی کتاب میں پایا اور نہ وہ کوئی ایسا وعدہ تھا جو مجھ سے رسول اللہؐ نے لیا ہو لیکن وہ میرا گمان تھا۔ کہ رسول اللہؐ ہم لوگوں کے امر کی تدبیر کریں گے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عمرؓ کی یہ تھی کہ آپؐ کی وفات ہم سب کے آخر میں ہو گی اور بلاشبہ اللہ پاک نے تم میں اپنی ایسی کتاب باقی رکھی ہے جس کے ذریعہ حضورؐ کو اللہ نے ہدایت دی اگر تم لوگوں نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو بے شک اللہ پاک تم لوگوں کو اسی چیز کی ہدایت دے گا۔ جس کی کہ رسول اللہؐ کو ہدایت دی تھی، اور اللہ پاک نے تمہارے کام کو تم میں سے بہتر آدمی پر جمع کر دیا ہے، جو رسول اللہؐ کے شریک کار اور غار

کے ساتھی ہیں۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ۔ اب تم لوگ کھڑے ہو جاؤ اور آپ سے بیعت کرو، چنانچہ تم لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے عام طور پر بیعتِ سقیفہ کے بعد بیعت کی، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں سے خطاب فرمایا ـــــــ اللہ کی حمد و ثنا جس کا کہ اللہ پاک اہل ہے بیان کرنے کے بعد فرمایا، اما بعد! اے لوگو! میں تمہارے امر کا والی ہوا ہوں حالانکہ میں تم سے بھلا نہیں ہوں اگر میں ٹھیک کام کروں تو میری اعانت کرنا اور اگر میں ٹھیک کام نہ کروں تو مجھ کو درست کر دینا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، اور تمہارا کمزور میرے نزدیک قوی ہے، میں اس کے دکھ درد کو ضرور زائل کروں گا۔ اور تمہارا قوی میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے ان شاء اللہ پورا حق وصول کروں گا، کسی قوم نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کو نہیں چھوڑا مگر اللہ پاک نے ان میں ذلت اتار دی، اور جب کسی قوم میں فحش باتیں پھیل گئیں ان سب پر عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں، جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری فرماں برداری نہیں، نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے۔ (ابن اسحاق، البدایہ)

## حضرت انس بن مالکؓ ۔ عاملِ بحرین

خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کو بحرین میں صدقات کا افسر بنانا چاہا۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر فاروقؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ انس بہت ہوشیار شخص ہیں۔ آپ نے جو خدمت ان کے لیے تجویز کی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت انسؓ کو بارگاہِ خلافت میں طلب کیا اور بحرین کا عامل بنا کر بھیجا۔ (سیر الانصار ج اول)

## سرکاری مہر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مجھے بحرین کی طرف بھیجا اور ایک خط لکھ دیا جس پر رسول اللہ ؐ والی مہر لگا دی۔ تین سطریں کندہ تھیں۔ پہلی سطر میں لفظ محمد۔ دوسری میں رسول۔ اور تیسری میں اللہ۔ (صحیح بخاری)

## سرکاری اعلان

حضرت انس روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ نے انھیں وہ صدقہ واجب (زکوٰۃ) لکھ بھیجا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے فرض کیا۔ جس شخص پر زکوٰۃ کے ضمن میں پانچ سالہ اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس موجود نہ ہو بلکہ چار سالہ اونٹنی ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور اس سے دو بکریاں اگر اس کے پاس موجود ہوں ورنہ بیس درہم وصول کیے جائیں گے اور جس شخص پر زکوٰۃ میں چار سالہ اونٹنی واجب ہو لیکن اس کے پاس وہ نہ ہو بلکہ پانچ سالہ اونٹنی ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور زکوٰۃ لینے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس پر زکوٰۃ کے ضمن میں چار سالہ اونٹنی واجب ہو لیکن وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو سالہ ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور دو بکریاں یا بیس درہم دے گا اور جس پر زکوٰۃ میں دو سالہ اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس اس کی بجائے چار سالہ ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر دو سالہ اونٹنی واجب ہو لیکن اس کے پاس دو سالہ اونٹنی کی بجائے ایک سالہ اونٹنی ہو تو وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ (زکوٰۃ دینے والا) بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ (بخاری)

## فرمان ابو بکرؓ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے جب انھیں یمن بھیجا تو اس مضمون کا مراسلہ بھی دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فرض صدقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا اس لیے جس مسلمان سے اس کے مطابق طلب کیا جائے تو وہ دے دے اور جس شخص سے اس سے زیادہ مانگا جائے تو وہ نہ دے چوبیس اونٹوں اور اس سے کم میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری دے اور جب پچیس سے پینتیس تک پہنچ جائے تو اس میں ایک سالہ اونٹنی دے اور چھتیس سے پینتالیس تک دو سالہ اونٹنی اور چھیالیس سے ساٹھ تک چار سالہ اونٹنی جو جفتگی کے قابل ہو اکسٹھ سے پچھتر تک پانچ سالہ اونٹنی دے اور چھہتر سے نوے تک دو دو سال کی دو اونٹیاں دے اکیانوے سے ایک سو بیس تک چار چار سالہ دو اونٹنیاں جو جفتگی کے قابل ہوں دے اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں ایک دو سالہ اونٹنی اور ہر پچاس میں چار سالہ اونٹنی دے اور جن کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے ہاں اگر اس کا مالک دینا چاہے تو ! اور جب پانچ اونٹ ہوں تو ایک بکری واجب ہے اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ میں چالیس سے ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہے اور ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو دو سو تک دو بکریاں، دو سو سے تین سو تک میں تین بکریاں اور جب تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو پر ایک بکری دینا ہو گی اور کسی شخص کی چرنے والی بکریاں اگر چالیس سے ایک بھی کم ہوں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، الا یہ کہ اس کا مالک دینا چاہے اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے اگر کسی شخص کے پاس ایک سو نوے درہم ہوں تو اس میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا مالک دینا چاہے" (صحیح بخاری)

حضرت انس روایت کرتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ، نے انھیں وہ کچھ لکھ بھیجا جس کا

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا (اس میں یہ بھی تھا) زکوٰۃ کے طور پر بوڑھی اور معیوب بکری نہ لی جائے اور نہ بکرا دیا جائے۔ مگر یہ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا لینا چاہے۔ (بخاری)

## یہ مال تمہارا ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے صدقہ کی وصولیابی کا عامل بنایا۔ جب میں وصولیابی کر کے واپس آیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہو چکی تھی۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کیا تم ہمارے پاس سواریاں بھی لائے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا سواری کی اونٹنیاں ہمارے پاس لے آنا اور مال تمہارا ہے۔ میں نے کہا وہ مال بہت کثیر ہے۔ فرمایا اگرچہ کتنا ہی کثیر ہو اور وہ سب تیرا ہے، اور وہ مال چار ہزار تھا، لہٰذا میں اہلِ مدینہ میں سب میں زیادہ مال دار ہو گیا۔ (ابن سعد کنزالعمال)

## نشانِ صداقت

حضرت ابوبکر صدیقؓ صداقت کا نشان تھے۔ رسالت محمدیؐ کے مصدق، صدیق کے لقب سے نوازے گئے تھے۔

ان کی پیشانی نورِ ایمان سے چمک رہی تھی۔

ان کا سینہ نورِ ہدایت سے معمور تھا۔

ان کی زبان سے صداقت کے پھول جھڑ رہے تھے۔

ان کی متاعِ حیات ان کا قلبِ سلیم تھا جو یقین کی دولت سے مالا مال تھا۔

خدا پر یقین۔

وحی الٰہی (قرآن کریم) پر یقین۔

جبریل ملائکہ (فرشتوں) پر یقین اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر یقین۔ اس کے رسولوں پر یقین۔

رسالتِ محمدیؐ پر یقین۔

ختم نبوت پر یقین۔

یوم آخرت پر یقین۔

عذاب قبر پر یقین۔

برزخ کی زندگی پر یقین۔

روز محشر پر یقین۔

شفاعت محمدیؐ پر یقین۔

جنت کی نعمتوں پر یقین۔

جہنم کے عذاب پر یقین۔

دیدار الٰہی پر یقین۔

خیر و شر کی تقدیر پر یقین۔

اللہ کے دین (دین یا ضابطۂ حیات) پر یقین۔

اس کے غلبہ و تفوق پر یقین۔ اس کے روحانی نظام پر یقین۔ اس کے اخلاقی نظام پر یقین۔ اس کے معاشی نظام پر یقین۔

اور اس کے سیاسی نظام پر یقین۔

اللہ کی شریعت پر یقین۔

اس کے ایک ایک حکم پر یقین۔

یہ تھی وہ دولت! بے بہا، بیش بہا۔

یہ تھا وہ خزانہ! انمول محفوظ و لازوال۔

اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دل میں ایک اور چیز (دریائے محبت) پنہاں تھی۔

محبت الٰہی (اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی)

عشق رسولؐ۔

اہل بیت رسولؐ کی محبت۔

اصحابِ محمدؐ کی محبت۔

مسلمانوں کی محبت۔

مخلوقِ خدا کی محبت۔

مستضعفین یعنی کمزوروں، غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور غلاموں سے محبت۔

○ اس یقین و اعتماد کے ساتھ عزیمت و استقامت کا یہ ہمالہ اُٹھ کھڑا ہوا کہ جو بھی اس سے ٹکرایا پاش پاش ہوگیا۔ اس نے اسلام، اسلامی حکومت، اسلامی دستور کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کا مقابلہ کیا۔ اس نے آخری ضرب "ملوکیت" (بادشاہی طرزِ حکومت) پر لگائی اور اپنے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بجائے بنی عدی کے خاندان کے ایک فرد "عمر بن الخطاب" کا نام منصبِ خلافت کے لیے پیش کرکے ملوکیت کی جڑیں کاٹ دیں اور اس شجرِ خبیث کو چمنِ اسلام میں اُگنے نہ دیا۔

# خلیفۂ دوم

## حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ کے امر میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔
(ترمذی)

## بیعتِ فاروقیؓ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حاضر ہوا۔ حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ ہو چکے تھے۔ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے کہ میں آپ کے ہاتھ پر اسی طرح بیعت ہوں جیسا کہ آپ کے ساتھی کے ہاتھ پر آپ سے پہلے بیعت کی تھی۔

(ابن سعد، ابن ابی شیبہ، طیالسی، کنزالعمال)

## خلیفۂ اسلام۔ بادشاہ عرب وعجم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو ان دنوں دیکھا جب کہ وہ امیرالمومنین تھے۔ ان کے آگے ایک صاع کھجوروں کا ڈال دیا جاتا۔ اس سے کھاتے یہاں تک کہ اس میں سے ردی کھجور بھی کھا جاتے۔

(ابن سعد)

## عدل فاروقیؓ کی ایک جھلک

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مصر کے باشندوں میں سے ایک آدمی نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں آکر عرض کیا اے امیرالمومنین! میں ظلم سے آپ کی پناہ پکڑنے آیا ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے تجھے پناہ دی اس آدمی نے کہا میں نے ابن عمرو بن عاصؓ سے دوڑنے میں بازی لگائی اور میں اس سے آگے نکل گیا، تو اس نے مجھے کوڑے سے مارنا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا۔ میں بڑے آدمیوں کا بیٹا ہوں یہ سن کر حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی طرف لکھا اور ان کو آنے کا حکم دیا اور اس بات کا کہ اپنے لڑکے کو بھی اپنے ساتھ لائیں، جب حضرت عمرو بن عاصؓ آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ مصر کا رہنے والا کہاں ہے؟ کوڑا لے اور اس کو مار، وہ مصری

ان کے لڑکے کو کوڑے سے مار رہا تھا اور حضرت عمرؓ فرما رہے تھے "مار" ملامت کئے گئے ہوئے کے بیٹے کو، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس مصری نے مارا اور بے شک اسے مارا اور ہم پسند کرتے تھے کہ وہ مارا جائے وہ مصری مارنے سے نہ رکا یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ اب یہ مصری اپنا ہاتھ اٹھالے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے مصری سے کہا کہ عمرو بن عاصؓ کی کھوپڑی پر مار اس مصری نے کہا اے امیر المومنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا ہے۔ انہوں نے نہیں، اور میں اس سے اپنا بدلہ لے چکا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عمرو بن عاصؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انھیں آزاد جنا ہے؟ عمرو بن عاصؓ نے جواب دیا امیر المومنین! مجھے اس قصہ کا کچھ علم نہیں اور نہ یہ آدمی کبھی میرے پاس آیا۔

(ابن عبد الحکم۔ منتخب کنز العمال)

## حضرت عمر فاروقؓ وفات سے پہلے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے کچھ دیر پہلے حضرت ابوطلحہؓ انصاری کے پاس آدمی بھیج کر انھیں بلایا اور کہا:

اے ابوطلحہؓ! تم اپنی قوم انصار میں سے پچاس آدمی لے کر ان اصحاب شوریٰ کے ساتھ ہو جاؤ۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہ لوگ ایک گھر میں جمع ہوں گے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت دروازہ پر رہنا۔ اور کسی کو اندر داخل نہ ہونے دینا اور ان کو بھی تین دن تک نہ چھوڑنا یہاں تک کہ یہ اپنے میں سے ایک کو امیر بنا لیں اور اے میرے اللہ! تو میرا خلیفہ ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں۔ (ابن سعد۔ کنز العمال)

## حضرت انس بن مالکؓ بصرہ میں

حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت انس بن مالکؓ کو فقہ کی تعلیم کے لیے ایک

جماعت کے ساتھ بصرہ روانہ کیا۔ اس جماعت میں تقریباً دس اشخاص تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مستقل طور سے بصرہ میں سکونت اختیار کرلی اور زندگی کا بقیہ حصہ یہیں بسر کیا۔ (سیر الانصار)
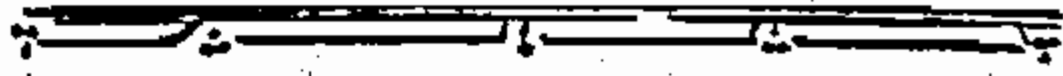
## نشانِ خلافت

وہ ہمالہ پربت کے مانند کھڑا تھا۔ بلند و بالا۔ اس کی عظمت کی چوٹی آسمان سے باتیں کر رہی تھی۔ بادشاہوں کے تاج اس کے قدموں پر پڑے تھے۔ اس کے چاروں طرف اشرفیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ کسریٰ کا قالین اس کے روبرو بچھا ہوا تھا۔ سونے اور چاندی کے ظروف جنھیں بادشاہ اور نواب استعمال کرتے تھے اس کے آگے رکھے ہوئے تھے ہیرے جواہرات زمرد و الماس، نیلم و پکھراج اس کے سامنے جگمگا رہے تھے۔ بیش قیمت کپڑے، ریشم و کمخواب کے تھان، قیمتی چادریں، مشک و عنبر، عود و لوبان، موتیوں کے ہار اور سونے کی انگشتریاں دعوتِ نظارہ دے رہے تھے۔ اس نے ایک اچٹتی ہوئی نظر ان پر ڈالی اور حکم صادر کیا:۔

"یہ سامان مجاہدین، غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دو، باقی مال بیت المال میں جمع کر دو۔"

○ وہ ننگے پیر دوڑ رہا تھا۔ سرکاری اونٹ گم ہو گئے تھے اور وہ ان کی تلاش میں تھا۔

○ وہ منبرِ رسولؐ پر کھڑا لوگوں سے خطاب کر رہا تھا۔ اس کے جسم پر دو چادریں تھیں۔ کسی نے ٹوکا تو اس نے اس کی بات کا بُرا نہ مانا۔ اس کو تسلی بخش جواب دیا اور صفائی میں اپنے بیٹے کو بطور گواہ پیش کیا۔

○ ایک دن اسے لوگوں کا امتحان لینے کی سوجھی۔ اس نے کہا کہ اگر میں خلافِ حق یا خلاف قانون کوئی حکم دوں ؟۔ بھری مجلس میں ایک شخص نے تلوار سونتتے ہوا کہا کہ ہم اس سے تجھ کو سیدھا کر دیں گے۔ اس نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ اس نے ایسی رِعایا مجھے بخشی۔

○ وہ ایک درخت کے نیچے سو رہا تھا۔ اس کے قریب کوئی باڈی گارڈ نہیں تھا اور نہ کوئی محافظ۔

○ وہ دارالخلافہ کی گلیوں میں آزادانہ گھوم رہا تھا۔ اس کے آگے ہٹو بچو کی صدا، بادشاہ کی سلامتی کی سواری آ رہی ہے، کی پکار، سائرن بجاتی ہوئی موٹر گاڑیاں، اس کے پیچھے پولیس

کے دستے، سکریٹریوں کی فوج اس کے ساتھ کمانڈوس (جاں باز دستہ) کوئی شئی نہ تھی۔ وہ تنہا تھا یا اس کے ساتھ دو تین اس کے ساتھی یا اس کا غلام۔

○ وہ جا رہا تھا۔ کسی نے اس کو پکارا۔ ایک بڑھیا تھی جو اس کو اس کا نام لے کر بلا رہی تھی۔ وہ لپک کر اس کے پاس پہنچا اور ادب کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا اس کی باتیں سنتا رہا۔

لوگوں نے پوچھا:۔

کہاں تم اور کہاں یہ بوڑھی عورت؟ اس نے کہا:۔ میں اس کی کیوں نہ سنوں جب عرش والے خدا نے اس کی پکار کو سنا۔

○ اس کے آگے دستر خوان بچھا تھا۔ سوکھی روٹی اور سالن کے ساتھ گھی تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا میری رعایا کو بھی یہ چیزیں میسر ہیں۔ جواب نفی میں ملا تو اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور آہ سرد بھر کر کہا کہ میری قلمرو میں اگر ایک شخص بھی بھوکا رہا تو میں قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوں گا۔

○ وہ دار الخلافہ سے محاذ جنگ پر روانہ ہوا۔ ایک غلام ساتھ تھا۔ دونوں باری باری ناقہ پر سوار ہوتے تھے۔ جب فوجی کیمپ سامنے آیا تو غلام کی اونٹنی پر سوار ہونے کی باری تھی۔ غلام نے لاکھ کہا، منت سماجت کی مگر وہ کب ماننے والا تھا۔ ناقہ پر غلام سوار تھا۔ اور وہ اونٹنی کی مہار پکڑے آگے آگے چل رہا تھا۔ لوگ اس منظر کو دیکھ کر حیران تھے اور پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی اس کو اور کبھی اس کے غلام کو دیکھتے تھے۔

○ ایک مرتبہ اس کے گورنر کے بیٹے نے رعایا کے ایک فرد کو ناحق مارا۔ وہ شخص سیدھا دار الحکومت پہنچا اور اس سے شکایت کی۔ اس نے گورنر صاحب اور اس کے بیٹے کو طلب کیا۔ اس شخص سے کہا:۔

مار! گورنر صاحب کے بیٹے کو مار۔ اس شخص نے مارا۔ اس نے کہا۔ مار، گورنر صاحب کی کھوپڑی پر ایک مار۔ اس شخص نے کہا۔ جس سے بدلہ لینا تھا لے لیا۔ اس میں گورنر کا کیا قصور؟ اس نے گورنر سے خطاب کرتے ہوئے کہا "کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے

حالانکہ ان کی ماؤں نے انھیں آزاد جنا ہے"۔

○ وہ قاصد کی راہ دیکھ رہا تھا۔ قاصد گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اسی کی طرف آرہا تھا۔ وہ فتح کی خوش خبری لا رہا تھا۔ اس نے دوڑ کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ اور گھوڑے کے ساتھ دوڑتا ہوا جنگ کے حالات، محاذ جنگ کی کیفیت، امیر لشکر اور سپاہیوں کی خیریت دریافت کرنے لگا۔ قاصد نے تو یہ پیغام "امیرالمؤمنین" کو دینا تھا۔ درمیان میں یہ کون شخص آن ٹپک پڑا۔ جب لوگوں نے بتایا کہ تمہارا گوہر مقصود یہی ہے جس شخص کو تم پیغام پہنچانا چاہتے تھے وہی ہے جو تمہارے گھوڑے کی لگام تھامے تمہارے ساتھ دوڑتا ہوا آیا ہے۔ تو وہ حیران رہ گیا۔

○ ایک مرتبہ ایک صوبہ کا امیر اس سے ملنے آیا۔ اس کے بارے میں رپورٹ تھی کہ وہ زرق برق لباس پہنتا ہے۔ عمدہ گھوڑے پر سواری کرتا ہے اور رومیوں کا دیکھا دیکھی ان کی طرز معاشرت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اسے گورنر کے یہ لچھن اچھے نہیں معلوم ہوئے۔ اس نے اس سے سخت باز پرس کی اور اس کو معزول کر دینے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ پیغام اَجلُ آپہنچا۔

○ اس کی وفات کا وقت آیا تو اس کا جانشین بننے کے لیے اس کا بیٹا موجود تھا۔ ہونہار اور سعادت مند۔ اس کے اندر وہ تمام صفات موجود تھیں جو ایک نیک دل اور پارسا حاکم میں ہونی چاہئیں لیکن اس نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کرنے سے انکار کر دیا اور صاف اعلان کر دیا کہ نیا حاکم وہی ہوگا جسے لوگ اپنی آزادانہ رائے سے منتخب کریں گے اور کہا کہ "میرے بیٹے کا اس اَمر سے کوئی تعلق نہیں۔ میرے خاندان میں کل قیامت کے دن خدا کے روبرو جواب دہی کے لیے بس میں ہی کافی ہوں"۔

اس طرح اس نے جمہوری اقدار اور روح جمہوریت کو پروان چڑھایا اور ملوکیت کے تصور کو معاشرے میں اُبھرنے اور پنپنے نہ دیا۔

کیا آپ نے اس شخص کو اب تک نہیں پہچانا؟

○ آپ ہیں:۔ امیرالمؤمنین وخلیفۃ المسلمین وامام المتقین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

# خلیفۂ سوم

## حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
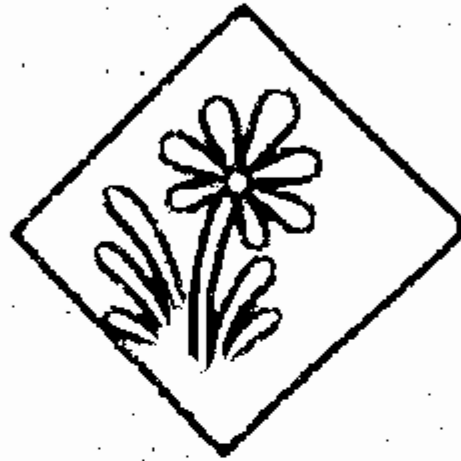
ابن عدی و ابن عساکر نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے۔

## حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

انتخابی کمیٹی کے نگران اعلیٰ حضرت ابو طلحہؓ انصاری کی نگرانی میں ان چھ افراد میں سے جنہیں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، نے نامزد کیا تھا بالاتفاق حضرت عثمان غنیؓ کا انتخاب عمل میں آگیا۔ تاج خلافت داماد خیر الانام کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔ بلاشبہ وہ اس منصب کے قابل تھے۔ ان کے اندر وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک خلیفہ میں ہونے چاہئیں۔

حضرت عثمان غنیؓ نے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم کام قرآن کریم کی نشر و اشاعت ہے۔

### پہلا کام

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے مصاحف لکھوائے اور دوسرے ملکوں کو بھجوائے۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آئے۔ حضرت حذیفہؓ فتح آرمینیہ اور آذربائیجان میں۔ عراق والوں کے ہمراہ ہو کر شام والوں سے جہاد کرنے میں مصروف تھے۔ اس موقعہ پر حضرت حذیفہؓ نے قرآن پاک میں ان لوگوں کو اختلاف کرتے دیکھا۔ تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ مسلمان کتاب اللہ کے بارے میں اختلافات پیدا کریں جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا۔ آپ ان کی خبر لیجئے۔ (اور ان کو اختلاف سے بچنے اور دین کے بارے میں متحد رہنے کا انتظام کیجئے) حضرت عثمانؓ نے ایک شخص کو حضرت حفصہ کے پاس بھیجا کہ میرے پاس اپنا صحیفہ بھیج دیجیے۔ ہم اس کو (اپنے) مصاحف میں نقل کرنے کے بعد (اور اس سے مطابق کر لینے کے بعد) آپ کو واپس کر دیں گے) حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفہ حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت سعید بن العاصؓ، حضرت عبد الرحمٰن بن الحارث بن

ہشام اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس بھی آدمی بھیجا کہ ان صحیفوں کو مصحفوں میں لکھ لو۔ اور قریش کی جماعت کے تینوں افراد سے فرمایا کہ جس (لفظ یا عبارت کے بارے) میں تمہارے اور حضرت زید بن ثابتؓ کے درمیان اختلاف ہو جائے اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھ لو۔ کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ الغرض ان حضرات نے ان صحیفوں کو کئی بار مصحفوں میں لکھا (اور اس طرح قرآن پاک معتمد اور مستند لوگوں کے ہاتھوں ایک جگہ جمع ہو گیا۔) اور حضرت عثمانؓ نے اس کا ایک ایک نسخہ (ملک میں) ہر طرف بھیج دیا۔ (ترمذی)

## ہر دلعزیز خلیفہ

حضرت عثمان ذوالنورینؓ خلیفہ اسلام تھے۔ اسلامی مملکت کے سربراہ اور اسلامی فوج کے سپہ سالار اعظم تھے۔ مسلمانوں کے امام مومنین کے امیر تھے جس مملکت کے وہ حکمران تھے وہ کابل سے لے کر دریائے نیل تک پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی عظیم سلطنت پر حکمرانی کرنا بچوں کا کھیل نہیں۔ حضرت عثمانؓ کو کسی تحریک کے قائد کسی جماعت کے امیر یا کسی انجمن کے صدر پر قیاس کرنا ٹھیک نہیں۔ لوگ اپنے قلعہ میں بند، اپنے خیالات میں گم خیالی گھوڑے دوڑا رہے ہوتے ہیں۔ صفحۂ قرطاس پر کام کا نقشہ کھینچتے ہیں اور اپنے حامیوں سے اپنی تعریف میں "واہ! واہ!" سن کر اور زندہ باد کے نعروں سے خوش ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلامی حکومت کے حکمران پر ذمہ داریوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ وہ خدا اور مخلوق خدا کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے اسے رعایا کے ایک ایک فرد کی خبرگیری کرنی پڑتی ہے۔ اگر اس نظر سے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت اور ان کے عہد خلافت کا مطالعہ کیا جائے تو اس کے درخشاں پہلو آپ کے سامنے آئیں گے اور سیدنا حضرت عثمانؓ کی عظمت کا راز کھلتا جائے گا۔

حضرت عثمان بن عفانؓ ہر دلعزیز خلیفہ تھے۔ مسلمانوں کی آنکھوں کا نور اور امت

مسلمہ کے مستقبل کا روشن ستارہ تھے۔ خلیفہ کی حیثیت میں وہ ان تمام ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے رہے تھے جو ان کے سپرد تھیں۔ رعایا ان سے خوش تھی۔ لوگ انہیں چاہتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ کسی کو خلیفۂ اسلام سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں تھی۔

## حاجیوں کے بھیس میں

اسلامی حکومت کی بڑھتی ہوئی فتوحات، دین اسلام کے عالمگیر غلبہ اور قرآن کریم کی اشاعت سے اسلام دشمن طاقتیں (یہودی، عیسائی، مجوسی، کفار ومشرکین اور منافقین) خوفزدہ ہو گئی تھیں اور اندر ہی اندر خفیہ سازشوں کی تیاری میں لگی ہوئی تھیں۔ منصوبہ بندی میں پورے چھ سال لگ گئے اور اس کے فوراً بعد "بلی تھیلے کے باہر آ گئی" اور ان کے ناپاک ارادے کھل کر سامنے آ گئے۔ ان کا مقصد اسلامی سلطنت کے استحکام کو ختم کر کے ملت اسلامیہ کے اندر انتشار پیدا کرنا اور اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا تھا۔ حضرت عثمانؓ ان کی راہ میں چٹان کی طرح حائل تھے اور دشمن کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے۔ ان کی موجودگی میں مفسد و باغی عناصر اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس چٹان کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا، جیسا کہ وہ سمجھتے تھے۔ ایسے نیک نفس، خداترس، رعایا پرور عادل حکمران کو ہدفِ ملامت بنانا ناممکن تھا اس لیے انہوں نے خلیفہ اسلام کی بعض پالیسیوں اور عثمانی عمال کی کارکردگی کو نشانہ بنایا اور زور وشور سے اس کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ اور جگہ جگہ فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا دی۔

حضرت عثمانؓ کی پالیسی پر تنقید کرنا اور ان سے جواب طلب کرنا ان کے پیش نظر ہوتا اور عثمانی امراء وعمال کی کارکردگی سے متعلق شکائتیں ہوتیں یا ان کی معزولی کا مطالبہ ہوتا تو وہ براہ راست خلیفۂ اسلام سے مل سکتے تھے۔ دربارِ خلافت کھلا ہوا تھا۔ خلیفۂ اسلام بات سننے کے لیے تیار تھے۔ گفت وشنید سے مسائل حل کیے جا سکتے

تھے۔ ان کا حل نکالا جا سکتا تھا۔ یہ جمہوری و آئینی طریقہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو کوفہ، بصرہ اور مصر سے حاجیوں کے بھیس میں اسلحہ سے لیس ہو کر مفسد و باغی عناصر کو مدینہ آکر اس کا محاصرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟۔

## آہ! عثمانؓ

باغیوں نے صحابہ کرامؓ کو اپنے ساتھ ملانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ان بزرگوں نے انھیں بُری طرح جھڑک دیا۔ حضرت عثمانؓ نے مفسدین کے ایک ایک الزام کا جواب دیا۔ مگر وہ کب ماننے والے تھے؟ ان کے ارادے ہی کچھ اور تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کبار صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ ان کے مشوروں پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے صاحب زادوں کو خلیفۂ اسلام کی حفاظت کے لیے متعین کیا۔ مفسدین کو سمجھایا مگر ان کے سر پہ خون سوار ہو چکا تھا۔ قصرِ خلافت کے انہدام کی اس منظم کوشش کو وہ ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ کو اس شورش کی اطلاع مل چکی تھی۔ وہ حضرت عثمانؓ کی مدد پر کمربستہ ہو گئے اور اپنی پُرجوش دھواں دار تقریروں سے بصرہ میں آگ لگا دی۔ ابھی یہ امدادی فوج اور دستے بصرہ سے روانہ ہونے ہی والے تھے کہ خلیفۂ اسلام کی شہادت کی دردناک خبر بصرہ پہنچ گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ حضرت عثمانؓ کو یاد کر کے رونے لگے اور رو رو کر ان کی آنکھیں خشک اور ویران ہو گئیں۔

## عثمانؓ ! ذی شان

○ وہ حلیم تھا۔ دل کا سخی، فیاض اور کریم تھا۔
○ وہ سچا، صادق اور امین تھا۔
○ وہ بہت شرمیلا، باحیا، باکردار صابر و شاکر انسان تھا۔
○ اس کا دِل نرم، جسم ملائم، چہرہ پُر نور، پیشانی روشن اور کردار مضبوط تھا۔

○ وہ اپنے سینے میں قلب سلیم رکھتا تھا۔

○ جب ایمان کی صدا بلند ہوئی، اس نے اٹھ کر لبیک کہا۔

○ جب ہجرت حبشہ کا حکم ملا، وہ مکہ چھوڑ کر حبشہ نکل پڑا۔

○ جب ہجرت مدینہ کا فرمان ملا، وہ مکہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوا۔

○ مدینہ میں میٹھے پانی کا کنواں تھا، جس کا مالک ایک یہودی تھا۔
اس نے وہ کنواں خرید لیا اور خدا کی راہ میں اس کو وقف کر دیا۔

○ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ موجود نہ تھا۔ مکہ میں تھا۔ اس کے قتل کی افواہ اڑی۔

○ پھر کیا ہوا؟

○ رسولِ خدا نے اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سب سے بیعت لی۔ اپنے دست مبارک کو عثمان کا ہاتھ کہا۔

○ عسرت کے دن تھے۔ اسلحہ کی کمی تھی۔ رسد کے لیے رقم کی ضرورت تھی۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو الگ خریدنا تھا۔ اس نے اپنے خزانے کا منہ کھول دیا۔ اشرفیاں رسولِ خدا کے قدموں پر نچھاور کر دیں۔

○ قحط کا زمانہ تھا۔ مدینہ میں کال پڑا تھا۔ اجناس کی کمی تھی۔ اس کا قافلہ غلہ سے لدا ملکِ شام سے آیا۔ بیوپاری دوڑے۔ بھاؤ بڑھاؤ لگنے لگے۔ لیکن اس نے جو دام لگائے اس میں بیوپاریوں کے لیے گھاٹا ہی گھاٹا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ ان سے بڑھ کر دام لگانے والا وہ کون سا تاجر آج مدینہ میں آ گیا۔ در اصل اس نے یہ سودا خدا کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ اس نے سارا غلہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔

○ اسے خدا سے محبت تھی۔ خدا کو اس سے محبت تھی۔ وہ خدا کی رضا و خوشنودی کا جویا تھا۔ خدا کا کلام اس کی روح کے اطمینان کا سامان تھا۔ اس کے سینے میں قرآن کا نور سمایا ہوا تھا۔ اس کی زبان پر ہر وقت قرآن جاری تھا۔ وہ کاتب وحی تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے خدا کی پاک و مقدس وحی لکھی تھی۔

○ دربارِ رسالت میں وہ اتنا معزز و مکرّم تھا کہ رسولِ خدا نے اس کے بارے میں

فرمایا۔ کیا میں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

— اپنی دو بیٹیاں اس کے نکاح میں دیں۔ اسے اپنا سفیر مقرر کیا۔

— اس کو جنتی کہا اور جنت میں اپنے پڑوسی ہونے کی خوش خبری سنائی۔

○ وہ صدیق اکبرؓ کا دوست تھا۔ فاروق اعظمؓ کا مشیر تھا۔ علی مرتضیٰؓ کا رفیق تھا۔

○ اس نے کب کہا کہ خلافت میرا حق ہے۔ حالانکہ وہ داماد رسول تھا۔

○ اس نے کب منصب خلافت کی خواہش کی تھی جب کہ وہ قبیلہ قریش کا ایک ممتاز فرد تھا۔

○ یہ تاج تو اس کے سر پر عزت و احترام اور سب کی رضا و رغبت اور پسند سے رکھا گیا تھا۔

○ اس نے اپنی رعایا کو پیار دیا۔ ان سے شفقت کا برتاؤ کیا اور ان کے حق میں ایک عادل حکمران ثابت ہوا۔

○ اس کی نرم دلی سے باغی عناصر نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس کی جان کے دشمن بن گئے۔

○ لیکن اس نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟

○ کیا اس نے زنا جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کیا تھا؟

○ کیا وہ دین اسلام سے پھر گیا تھا؟

○ کیا اس نے کسی کو ناحق قتل کیا تھا؟

## آخر اس کا جرم کیا تھا؟

کیا اس نے رعایا پر ظلم ڈھایا تھا؟

○ کیا اس نے بنیادی حقوق سلب کر لیے تھے؟

○ کیا اس نے آئین کو معطل کر دیا تھا؟

○ کیا اس نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے؟

○ کیا اس نے اظہارِ رائے پر پابندی لگادی تھی؟
○ کیا اس نے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا؟
○ کیا اس نے ملک میں مارشل لا لگادیا تھا؟
○ کیا اس نے غبن کیا تھا؟ بیت المال میں خیانت کی تھی؟ ناجائز کسی سے ایک پیسہ لیا تھا؟ اور ناجائز کسی کو ایک پیسہ دیا تھا؟
○ اس کا دامن ان تمام عیوب سے پاک تھا۔
○ دراصل اس کی ذات کو نشانہ بنا کر نظامِ خلافت کو ختم کرنا، دشمنانِ اسلام کا مقصودِ اصلی تھا۔

## پھر کیا ہوا؟

○ باغیوں نے اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔
○ اس پر پانی بند کر دیا۔ خوراک پہنچانے کے تمام راستے بند کر دیئے۔
○ کیا وہ اکیلا اور نہتا تھا؟
○ کیا اس کے پاس فوج نہیں تھی۔ محافظ دستہ نہیں تھا؟
○ کیا اس کے جاں نثار دوست نہیں تھے؟ یار اور وفادار رفیق نہیں تھے؟
○ کیا اس کے پاس اسلحہ کی کمی تھی؟ زور و طاقت نہیں تھی؟
○ سب کچھ تھا۔ یار و وفادار جاں نثار کرنے کے لیے تیار تھے۔ محافظ دستہ لڑنے بھڑنے کے لیے تیار تھا۔ فوج باغیوں کی تکا بوٹی کرنے کے لیے تیار تھی۔ بس اس کے ایک اشارہ کی دیر تھی۔

## پھر کیا ہوتا؟

مدینہ کی گلیاں خون سے لالہ زار ہو جاتیں۔
مسجد نبوی کی حرمت پامال ہو جاتی۔

مسلمانوں کا قتل عام ہوتا۔
ہر طرف افراتفری پھیل جاتی اور وہ تلوار جو دشمنان اسلام کے سر پر لٹکی ہوئی تھی۔
آپس میں چلنے لگتی۔
یہ سوچ کر اس نے ایک فیصلہ کر لیا۔ مضبوط اور اٹل فیصلہ۔
ملت اسلامی کے اتحاد کی خاطر اپنی جان کا فدیہ۔ اور پھر اس نے اپنی جان کا نذرانہ
پیش کر دیا لیکن کس حال میں ہ انتہائی مظلومیت و بے کسی کے عالم میں۔

o قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے۔

o روزہ کی حالت میں۔

## میزان عدل

o حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف باغیوں کے الزامات دہرانے والو!
تم نے انھیں تاریخی حقائق کا نام دے رکھا ہے۔ یہ تمہاری اپنی سوچ اور فکر کے
نتائج اور تمہارے خود ساختہ نظریات ہیں۔
حضرت محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (صحابہؓ) کی سیرت کو تولنے
اور ناپنے کی الگ ہی میزان اور پیمانے ہیں۔ اس کے لیے ایک الگ ہی کسوٹی ہے جس
سے ان حقائق کو پرکھا جا سکتا ہے۔

o حضرت عثمانؓ، تاریخ ساز ہستی کا نام ہے اور یہ نام تاریخ اسلام میں جگمگا رہا
ہے۔ اس میں جان کو بچا کر نہیں بلکہ جان کو کھو کر اپنا نام کندہ کیا جاتا ہے۔
یہ صبر و رضا، صدق و صفا، ایثار و قربانی، عزیمت و استقامت اور شہادت کے
واقعات سے بھری تاریخ ہے۔
انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی تاریخ جس پر انسانیت کو ہمیشہ ناز ہے اور
رہے گا۔

(ابن عبدالشکور)

# خلیفۂ چہارم

## حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خلافت کی خبر پہلے ہی سُنا دی تھی۔

میں جو کچھ کہتا ہوں اُس کا میں ذمہ دار ہوں اور میں ذہی لااس کا ضامن بھی ہوں۔
جس شخص کو اس کے سامنے کی چیزوں کی عبرت ناک حالتیں (دنیا) کی سختیاں کھول (کر دکھادیں) اس کو تقویٰ مشتبہ اُمور میں پھنسنے سے روک دے گا۔
خبردار ہو جاؤ! تمہاری پہلی بلا پھر اُسی طرح پلٹ آئی جس طرح اس روز تھی جب کہ خدا نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (حق کے ساتھ) مبعوث کیا کہ تم لوگ اچھی طرح پھینٹے جاؤ گے اور پوری طرح چھانے جاؤ گے۔ اور دیگ کے اُبال کی طرح تہ و بالا کئے جاؤ گے۔ یہاں تک کہ تمہارا ادنیٰ اعلیٰ ہو جائے گا اور اعلیٰ ادنیٰ۔ اور وہ سبقت کرنے والے جو پیچھے تھے بڑھ جائیں گے اور وہ بڑھے ہوئے لوگ جو مقدم تھے پیچھے کو دب جائیں گے
بخدا میں نے کوئی بات نہیں چھپائی اور نہ کوئی جھوٹ کہا ہے۔
مجھے اس مقام (خلافت) اور اس روز (بیعت) کی خبر (پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) مل چکی ہے۔

(نہج البلاغہ)

## علیؓ حیدر

آسمان پر بادل چھا گئے تھے۔ سورج بادلوں کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ ہوائیں زور سے چلنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اولے برسنے لگے۔ قیامت خیز سماں تھا۔ اہلِ چمن پر بپتا آن پڑی تھی۔ گلشن خلافت کا باغبان حضرت عثمانؓ خون میں نہائے زمین پر پڑا تھا۔ اس دردناک منظر کو دیکھ کر پھولوں کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔ سب ششدر و حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا؟ کیسے ہو گیا اور سوچ رہے تھے کہ اب اس چمن کا کیا ہو گا۔ کون اس گلشن کی نگہبانی کرے گا؟ کون اس کا رکھوالا ہو گا؟

چمن میں طلحہؓ تھے۔ زبیرؓ تھے۔ سعدؓ بن ابی وقاصؓ اور علیؓ تھے۔ سب کی نگاہیں علیؓ پر لگی ہوئی تھیں۔ سب کی یہی خواہش تھی کہ اس باغ کی رکھوالی علیؓ کو سونپی جائے۔ مگر علیؓ کو کون سمجھائے؟ علیؓ تو اپنے موقف پر اٹل رہے۔

"میں نے اب تک وزیر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ لوگ جس کو چاہیں اپنا امیر چن لیں، مجھے اس منصب کی ضرورت نہیں۔ میں نے جس طرح ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کا ساتھ دیا ہے۔ اسی طرح نئے خلیفہ کے ساتھ بھرپور تعاون کروں گا۔ ہم نے مال و دولت، جاہ و حشم، عہدہ و منصب کے حصول کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ ہمارے پیشِ نظر رضائے الٰہی ہے اور جو نعمتیں اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے مہیا کر رکھی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کی یہ چیزیں ہیچ ہیں"

بے شک حضرت علیؓ فرزند آخرت تھے۔ ان کی نظرِ آخرت پر تھی۔

علیؓ خدا کے نیک اور صالح بندے تھے۔

علیؓ۔ پاکیزہ صفات، بلند اخلاق کے حامل تھے۔

ان کا آئینہ دِل رشک و حسد کینہ و کدورت، حرص و ہوس سے پاک تھا۔

علیؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔

علیؓ۔ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے شوہر نامدار تھے۔
علیؓ۔ حسنؓ و حسینؓ کے پدر بزرگوار تھے۔
علیؓ۔ مسلم اول اور مومن حنیف تھے۔
علیؓ۔ امام المتقین، سید العابدین تھے۔
علیؓ۔ اقلیم زہد کے تاجدار تھے۔
علیؓ۔ صادق تھے۔ مصدق تھے۔ سچے اور راست باز تھے۔
علیؓ۔ تو بس اللہ کی رضا اور رسول خدا کی خوشنودی کی خاطر جیے جا رہے تھے۔
علیؓ۔ کی محبت رسول خدا کے قلب مبارک میں مستور تھی اور علیؓ تو رسول خدا پر دل و جان سے فدا تھے۔
علیؓ۔ میدان ہائے کارزار میں رسول خدا کی حفاظت کے لیے سر ہتھیلی پر لیے پھرتے رہتے تھے۔
علیؓ۔ بدر کے شہسوار تھے۔
علیؓ۔ اُحد کے ہیرو اور خیبر کے فاتح تھے۔
علیؓ۔ بیعت رضوان میں شریک تھے۔
علیؓ۔ کاتب وحی اور کاتب صاحب وحی تھے۔

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کی مانند کون تھا۔ جو اسرارِ شریعت سے آگاہ ہوتا، احکام الٰہی سے واقف ہوتا؟ اور اسلامی حکومت کی سربراہی کے قابل ہوتا؟

علیؓ۔ فخرِ ملت بیضاء اور کاروانِ اُمت کے سالارِ اعظم تھے۔

حضرت علیؓ گھر میں بیٹھے اُمتِ مسلمہ کے مستقبل کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ بادِ صبا لحد مصطفےٰ کو چومتی ہوئی آئی اور علیؓ سے سرگوشی کرنے لگی۔

علیؓ حیدر! سوچ کیا رہے ہو؟ اُٹھو! زمام خلافت اپنے ہاتھوں میں لے لو۔ اس نازک موقع پر اگر تم نہ کھڑے ہوئے تو اور کون کھڑا ہو گا؟

اس طوفانِ بادوباراں میں جو ابھی سر سے گزرا ہے تم نے اس کشتی کو نہ سنبھالا تو اور کون اس سفینہ کو کنارے سے لگائے گا؟

علیؓ! دعوت ذوالعشیرہ میں ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ کی صدائے توحید پر تم نے لبیک کہا۔

- بدر و اُحد، خیبر و خندق، طائف و حنین کے میدان تمہیں آواز دے رہے تھے، تم اس پکار پر دوڑ پڑے۔
- صلح نامہ حدیبیہ کے وقت تم نے غیرت ایمانی اور صداقت رسالت محمدیؐ کا ثبوت پیش کیا۔
- مشرکین مکہ کے درمیان سورہ التوبہ سُناتے رہے۔
- حجۃ الوداع میں خطبۂ نبوی دہراتے رہے۔
- رسولِ خدا دنیائے فانی سے رخصت ہوئے تو سرکار کے جسم اطہر کو اپنے سینہ سے پٹائے تم نے غسل دیا۔
- خلافت راشدہ کا قیام عمل میں آیا تو تم نے اپنے بزرگ رفیق ابو بکرؓ کا ساتھ دیا۔ اور ابو سفیان کو جھڑک دیا۔
- عمرؓ خلیفہ بنے تو تم نے اپنے ساتھی کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔
- عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو تم اپنے زرّیں مشوروں سے انھیں نوازتے رہے۔ اور اب اس نازک موقع پر ہاتھ پر ہاتھ دھرے خاموش بیٹھے ہو!

## ابو تراب! اُٹھو

- اے صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل سے کام لینے والے! اُٹھو۔

دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔ علیؓ نے دروازہ کھولا۔ لوگوں کا جم غفیر علیؓ کے در پر کھڑا تھا۔ ان میں مہاجرین اور انصار تھے۔ مدینہ کے نیک اور صالح مسلمان تھے۔ اور ان کے پیچھے "قاتلینِ عثمانؓ" تھے۔ علیؓ نے طائرانہ نظر ڈالی اور

کہا۔" میری بیعت خفیہ طور سے نہیں ہو سکتی۔ بیعت علانیہ ہو گی اور سب کی پسند اور رضا مندی سے ہو گی"۔

مقدس، متبرک اور مبارک مسجد نبوی میں خدا کے نیک اور صالح بندے۔ حضرت علی رضی کا انتخاب عمل میں آیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضرت علیؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ انھیں یقین کامل تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان رضی سے قصاص لیں گے۔ حالات پر قابو پا کر ملک میں امن کی فضا قائم کریں گے۔ ہائے افسوس! حضرت انس رضی اللہ عنہ کی آرزو مٹی میں مل گئی۔ فتنہ کی آگ اور بغاوت و سرکشی کے شعلوں نے ان کے ارمانوں کے محل کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

# آگ

# اور

# دھواں

دِل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
(جگر مراد آبادی)

## فخرِ ملت

○ چمن میں فتنہ وفساد کی آگ لگ چکی تھی۔ بغاوت وسرکشی کے شعلے بھڑکنے لگے تھے۔ انتشار وتفرقہ کی چنگاریاں پھیلنے لگی تھیں۔ قصرِ خلافت کا پردۂ زریں آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ گلشن خلافت کے مالی ـــــ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ـــــ آگ پر قابو پانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ لیکن آگ برابر زور پکڑ رہی تھی۔ دشمنانِ اسلام (یہودی، نصاریٰ، مجوسی، مشرک اور منافقین) تیل کے کنستر انگاروں پر انڈیل رہے تھے۔ چمن کا زرخیز خطہ (ملک شام) آگ میں جھلس گیا تھا۔ قاتلینِ عثمان خلیفۂ اسلام کے دامن سے جونک کی طرح لپٹ گئے تھے۔ ان سے پیچھا چھڑانا مشکل نظر آرہا تھا۔

○ کلیاں رو رہی تھیں۔ شگوفے آنسو بہا رہے تھے۔ پھول فریاد کر رہے تھے۔ طائرانِ خوشنوا پھڑپھڑاتے ہوئے ہوا میں اُڑ رہے تھے۔ ان کے آشیانے خطرے کی زد میں تھے۔

○ باطل پروپیگنڈے کے اسلحے سے لیس ہو کر میدان میں آگیا تھا۔ حق، بدگمانیوں، ظن وتشکیک کے بادلوں میں چھپ گیا تھا۔

○ ملوکیت کا عفریت اپنا سر اُبھار رہا تھا۔ اور اپنے خونیں پنجوں سے اُمتِ مسلمہ کے جسدِ واحد کو دبوچنے کی فکر میں تھا۔ خلیفۂ اسلام نے اس خطرہ کو بھانپ لیا تھا۔ ان کی دوربین نگاہیں اس کو آگے بڑھتا ہوا دیکھ رہی تھیں۔ اور ان کے کان اس موذی کے قدموں کی چاپ سن رہے تھے۔

○ ان کے سامنے دو راستے تھے۔

ایک وہ راہ تھی، جس کی طرف ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی تھی۔ یعنی راہِ حق وصداقت جس پر خلفاءِ ثلاثہ (ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ) گامزن تھے۔ جو عین اسلامی راہ تھی۔ جس میں اسلامی رُوح کارفرما تھی۔ اسلامی اصول وآداب مضمر تھے۔

○ دوسرا جھوٹ، دغا وفریب کا راستہ! جس میں حلال اور حرام جائز اور ناجائز کی تمیز نہیں تھی۔ حق اور ناحق کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

شاطرانہ سیاست، وفاداریوں کی تبدیلی، سیم وزر، جواہرات اور اشرفیوں سے ضمیر کی خرید وفروخت، اقتدار کے حصول کے لیے قتل و غارت گری اس راہ کی بے شمار پگڈنڈیاں تھیں۔

ہاں، علیؓ! اس طرح کی سیاست سے نابلد تھے۔ اور قدیم بادشاہوں کی طرز حکمرانی سے ناآشنا علیؓ تو خلیفہ تھے، بادشاہ نہیں تھے۔ حکومت انھیں بطور امانت کے ملی تھی۔ انہوں نے نہ کسی سے زبردستی چھینی تھی اور نہ زور بازو سے حاصل کی تھی۔

## مصلحِ اُمّت

تختِ خلافت پر جلوہ گر ہوتے ہی خلیفۂ راشد سیدنا علی بن ابی طالبؓ کو مختلف گروہوں کا سامنا کرنا پڑا۔

○ پہلا گروہ صدقِ دل سے اصلاح چاہتا تھا۔

○ دوسرا گروہ بغاوت پر آمادہ تھا۔

○ تیسرا گروہ متشدد اور انتہاپسند تھا جو خلیفۂ اسلام کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا۔

○ چوتھا گروہ حق و باطل کی اس کشمکش سے دور گوشہ نشین تھا اور اپنے دامن کو آگ کی لپیٹوں سے بچانے کی کوششوں میں لگا تھا۔

○ پانچواں گروہ خلیفۂ اسلام کے ان ساتھیوں کا تھا جن کی بزدلی سے خود خلیفۂ اسلام بےزار تھے۔

علی مرتضیٰ ان متضاد عناصر سے برسرِ پیکار تھے اور چمنِ خلافت کو بچانے کی خاطر اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔

آگ زور پکڑتی جا رہی تھی۔ خلیفۂ اسلام ایک محاذ سے نپٹتے تو دوسرا محاذ

کھل جاتا۔ اس کی خبر لیتے تو تیسرا محاذ ان کے روبرو ہوتا۔ ممکن تھا۔ اور عین ممکن تھا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان پر قابو پا کر چمن خلافت کو اُجڑنے سے بچا لیتے لیکن افسوس کہ تیسرے گروہ کے ایک انتہا پسند سنگدل انسان نے قصر خلافت کے آخری محافظ کی شمع حیات گل کر دی۔ اور پھر ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ آگ سے اُٹھتا ہوا دھواں پھیلنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قصرِ خلافت جل کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا اور اس کے کھنڈر پر بنو زرقاء کی حکومت قائم ہوئی جسے ہم بنی اُمیہ کی حکومت کے نام سے جانتے ہیں اور اس طرح بادشاہی نظام قائم ہو گیا۔ جس کو مٹانے کے لیے اسلام آیا تھا۔

اس دوران حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دل پر جو گزری اسے ان کا دل ہی خوب جانتا ہے۔ ان کا ایک ایک لمحہ کرب والم میں گزرا۔ انہوں نے جس کو آباد ہوتے دیکھا تھا ان کی آنکھوں کے سامنے وہ چمن برباد ہو گیا۔ ان کی نگاہوں کے روبرو ابوبکرؓ کا طرز حکمرانی، عمرؓ کا طرز حکومت، عثمانؓ کا طرز سلطنت اور علیؓ کا طرز خلافت موجود تھا جو کہ عین اسلام کے مطابق تھا۔

آہ! اب چراغ لے کر ڈھونڈنے پر بھی ایسے لوگ کہاں ملیں گے؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافتِ اسلامی کے بانی۔

عمر رضی اللہ عنہ خلافت اسلامی کے معمار۔

عثمان رضی اللہ عنہ خلافتِ اسلامی کے تزئین کار۔

علی رضی اللہ عنہ خلافتِ اسلامی کے محافظ۔

اب جن لوگوں سے پالا پڑنے والا تھا۔ اور جیسے کچھ کے کام انہوں نے اپنے زمانۂ حکومت میں کیے اس کی تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

# بنو زرقاء کی حکومت

(زرقاء بنو آمیہ کی ایک عورت کا نام ہے جو ان کی اصل سے تھی۔)

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں (علیٰ منہاج النبوت) خلافت تیس سال ہوگی۔ اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی، پھر حضرت سفینہؓ نے مجھ سے فرمایا۔ حساب کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت۔ اب حضرت علیؓ کی خلافت کا حساب کرو۔ ہم لوگوں نے ان سب کو دیکھا (حساب کیا تو پورے) تیس سال ہوئے۔ سعید کہتے ہیں میں نے حضرت سفینہ کی خدمت میں عرض کیا۔ بنو آمیہ کا دعویٰ ہے کہ خلافت ہم میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنو زرقاء نے جھوٹ کہا۔ وہ لوگ خلیفہ نہیں ہیں بلکہ بادشاہ ہیں۔ اور سب سے بُرے بادشاہوں میں سے ہیں۔

(ترمذی)

چمن کے تخت پر جس دم شہہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بُلبلوں کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا
جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ، یہاں گل تھا

## بادشاہ حقیقی

زمین اللہ کی۔ بادشاہی اسی کی۔ حکم اسی کا۔ فرمان اسی کا جاری۔ وہی ہدایت دینے والا۔ وہی سیدھا راستہ بتلانے والا۔ وہی قانون دینے والا۔ وہی احکامات کا نازل کرنے والا۔

اللہ بڑی طاقتوں والا انتہائی بلند مرتبہ والا اور انتہائی بلند شان والا بادشاہ!

## اللہ کا بندہ

انسان اللہ کا بندہ۔ زمین پر اس کا نائب۔ اللہ کے قانون کے تحت زندگی کے نظام کا چلانے والا۔

انسانی معاشرہ میں امن و سلامتی اور عدل و انصاف کے لیے حکومت کا نظام ضروری اور اس کے لیے ایک حاکم کا تقرر لازمی۔ باہمی مشورہ سے اس کا (خلیفہ، امیر، حاکم) انتخاب۔

معروف میں اس کی اطاعت۔

اس کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے تحت۔

خلیفہ دیکھنے میں حاکم، حقیقت میں خادم۔

امین اور راعی۔ اپنی رعیت کا نگہبان و نگران۔ اسلامی سرحدوں کا محافظ۔

خدا اور مخلوقِ خدا کے روبرو جوابدہ۔

جو ایک شہری کے حقوق، وہی اس کے حقوق۔

خلیفہ پر قانونِ شریعت کی پابندی لازم۔

اس کی ذات قانون سے بالا تر نہیں، قتل کرے تو قصاص لیا جائے گا۔

قانونِ شریعت کی خلاف ورزی کرے تو معزول کیا جائے گا۔

یہ تھے وہ بنیادی اصول جس پر خلافتِ راشدہ کا نظام قائم تھا۔

## نقلی بادشاہ

خلافتِ راشدہ کے خاتمہ کے بعد بادشاہوں اور ولی عہدو بہادروں کے دور کا آغاز ہوا۔ اور طرز حکومت اس طرح تبدیل ہو گیا:

زمین اللہ کی۔ حکومت بادشاہ کی۔

بادشاہ ! حکومت قوت قاہرہ اور فوجی طاقت کے بل پر حکومت کرنے والا۔

جس کا چاہے سر قلم کرے۔ جسے چاہے زندان کے حوالے کرے۔ جس کی چاہے جان بخش دے۔

خزانہ اس کی ملکیت۔ رعایا اس کی غلام۔ فوج اس کی وفادار۔

جو اس کے خلاف زبان کھولے گا، وہ دوسرے دن کا سورج دیکھنے نہ پائے گا۔

جو اس کے خلاف کھڑا ہو گا، وہ جلاّد کے حوالے اور اس کا گھر منہدم کر دیا جائے گا۔

ملک بادشاہ کا۔ مرضی اسی کی۔ وہ جو چاہے سو کرے کوئی اس کے روبرو دم نہیں مار سکتا۔

کسی میں دم ہے تو وہ روبرو آئے اور طاقت کے بل پر اس سے حکومت چھین لے۔

ورنہ وہ حکومت سے دست بردار ہونے والا نہیں۔ جیتے جی اقتدار چھوڑنے والا نہیں۔

## چمنِ اسلام پر قبضہ

۴۰ھ سے ۶۰ھ تک ملوکیت زمین میں جڑیں پکڑتی رہی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آکاس بیل کی طرح چھا گئی۔

حضرت انس بن مالک رضؓ چمنِ اسلام میں شوریٰ کے پھولوں، مشورہ کی کلیوں، اظہار رائے اور آزادئ ضمیر کے غنچوں کو تلاش کر رہے تھے۔ لیکن آہ کسی نے

انہیں مسل ڈالا تھا۔ پنکھڑیاں بکھری پڑی تھیں۔ کلیاں بن کھلے دم توڑ چکی تھیں۔ چمن کے گوشہ میں بلبل بیٹھی ترانۂ غم سنا رہی تھی۔ نسیم سحر روٹھ گئی تھی۔ چمن کی رونق اجڑ گئی تھی۔ بہاروں نے ادھر کا رخ کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ چمن وہی تھا۔ روشیں وہی تھیں کیاریاں وہی تھیں۔ بہار و باغبان وہ نہیں رہے تھے جن کے دم سے خلافتِ راشدہ میں بہار آئی ہوئی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ چمن اسلام کے ان چار باغبانوں کو یاد کر کے رو رہے تھے کہ جو گلشن اسلام کے گل سرسبد تھے۔ اور اس کے نگران و محافظ بھی تھے۔

## بادشاہ کا بیٹا

ایک دن باغبان کے دل میں خیال آیا کہ چونکہ میں نے اس باغ پر زبردستی قبضہ کیا ہے اور اب یہ میری ملکیت ہے اس لیے میرے بعد میرا بیٹا میرا جانشین ہوگا اور پھر اس نے اس کا اعلان کر دیا اور اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کی بیعت لینی شروع کر دی۔ چمن میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔

اہل چمن حیران اور پریشان تھے کہ یہ کیا ہو گیا۔ چمن میں ایک سے ایک ماہر فن، تجربہ کار و جہاں دیدہ باغبان موجود تھے۔ جو اس کی دیکھ بھال اور رکھوالی کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔ ان میں سے کسی ایک کو منتخب کر کے چمن کی حفاظت کا کام سونپ دیا جا سکتا تھا۔ یہی چمن کی ریت تھی اور اسی کا حکم چمن کے مالک نے دیا تھا۔

ظاہر ہے اس حرکت سے اہل چمن بے زار تھے لیکن وہ بے بس تھے۔ گلچین کے ہاتھ ان کی طرف بڑھے ہوئے تھے۔ سروں پر تلواریں لٹکی ہوئی تھیں۔ زبان پر پہرے بٹھا دیے گئے تھے۔ نقل و حرکت پر پابندی عائد تھی۔ ملنے جلنے والوں پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی۔ درس قرآن، درس حدیث، فقہ کی تعلیم کی مجالس بھی جاسوسوں سے خالی نہ ہوتی تھیں۔ خفیہ نامہ نگار ہر شخص کا روزنامچہ لکھا کرتے تھے۔

اور اس کی رپورٹ افسرانِ بالا تک پہنچاتے رہتے تھے۔

## چمن کے پھول

چمن میں سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔ نہ بلبل کا ترانہ تھا، نہ کوئل کی کُوکُو۔ قمری کا گیت تھا۔ اور نہ کسی طائر خوش الحان کا نغمۂ جاں فزا۔ چمن میں پانچ پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے۔

گُلِ صدیق (عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ)

گُلِ فاروق (عبداللہ بن عمرؓ)

گُلِ عباس (عبداللہ بن عباسؓ)

گُلِ زبیر (عبداللہ بن زبیرؓ)

گُلِ علی (حسین بن علیؓ)

○ ان میں "گُلِ صدیق" ایک گوشہ میں مہک رہا تھا۔ گُلِ فاروق اور گُل عباس کُنج عافیت میں مہک رہے تھے۔ باغ پر پہلے باغبان کا بیٹا قابض ہو چکا تھا اسے ان تین پھولوں کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا۔ البتہ گُلِ زبیر اور گُل علی اس کی نگاہوں میں کانٹوں کی طرح کھٹکنے لگے۔ وہ انھیں مسل دینا چاہتا تھا اور موقع کی تاک میں تھا۔ اس نے چاروں طرف اپنے جاسوس روانہ کر دیے تھے۔ چمن کے اس حصہ میں جہاں جنت کا باغیچہ موجود تھا اور جہاں یہ پھول مہک رہے تھے جاسوسوں کی ٹولی موجود تھی۔ کسی وقت بھی ان پر ناگہانی حملہ ہو سکتا تھا۔ ادھر چمن کے ایک گوشہ سے نامہ بر چلے آ رہے تھے اور گُلِ علیؓ کو وہاں چلے آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ ابن علیؓ موقع کی نزاکت کو دیکھ کر چمن کے اس حصہ میں چلے آئے جہاں سے اس چمن کی ابتداء ہوئی تھی لیکن یہاں بھی چین نہیں تھا۔ باغبان کے زر خرید غلام چمن کے اس مقدس و متبرک حصہ کو کسی بھی وقت پامال کر سکتے تھے۔

گُلِ علیؓ:- چنانچہ علی کا لالؓ، اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کے ساتھ سفر پہ

روانہ ہوا۔ اس کی منزل کوفہ تھی۔

اس کا مقصد "اعلاء کلمۃ الحق" تھا۔ قافلۂ حق روانہ ہوا۔ چمن کے اس حصہ سے اس حصہ تک خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ غاصب باغبان کے کان کھڑے ہو گئے اسے اپنا سنگھاسن ڈولتا نظر آیا۔ اس نے فرمان پر فرمان جاری کر دیے اور گلشن نبوت کے گلِ تر کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اس کے زر خرید غلام اور کرایہ کے سپاہی اس کے حکم پر روانہ ہوئے۔ پھر کیا ہوا؟ یہ ایک دردناک اور زہرا گداز داستان ہے جس کو سننے کے لیے پتھر کا دل چاہیے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بھی یہ داستان سُنی۔ ان کا دل دہل گیا۔ انھیں چمن کے حقیقی باغبان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد آگیا۔

○ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: آپؐ کو اہل بیت میں کس سے زیادہ محبت ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ حسنؓ اور حسینؓ سے۔

اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا سے فرمایا کرتے تھے۔ "میرے پاس، میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ" اور حضورؐ دونوں کو سونگھتے تھے۔ اور اپنے سینے سے چمٹاتے تھے۔ (ترمذی)

آہ! گلشن نبوت کے گلِ تر کی رگ گلو کاٹ دی گئی۔ اس کا جسم اطہر روندڈالا گیا اس کا مبارک سر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ گلشن علی کے مزید چھ پھولوں محمد بن علیؓ، عباس بن علیؓ، ابوبکر بن علیؓ، عبداللہ بن علیؓ، عثمان بن علیؓ اور جعفر بن علیؓ کو مسل ڈالا گیا۔ گلشن حسنؓ کے تین پھولوں ابوبکر بن حسنؓ، عبداللہ بن حسنؓ، قاسم بن حسنؓ سے زندگی کی مسکراہٹیں چھین لی گئیں۔ گلشنِ حسینؓ کی دو نوخیز کلیوں علی بن حسینؓ، عبداللہ بن حسینؓ (جو علی اکبر اور علی اصغر کے نام سے مشہور ہیں) نے شہادت کا سرخ پیراہن زیب تن کر لیا۔ گلشن عقیل بن ابی طالب کے چھ پھولوں جعفر بن عقیلؓ، عبدالرحمٰن بن عقیلؓ، عبداللہ بن عقیلؓ، مسلم بن عقیلؓ (کوفہ میں شہید ہوئے) محمد بن ابی سعید بن عقیلؓ اور عبداللہ بن مسلم بن عقیلؓ نے عروسِ شہادت کو گلے سے لگا لیا۔

درندہ صفت باغبان نے گلشنِ عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے دو غنچوں عون و محمد کو بھی نہیں بخشا۔ اور یوں شہداء اسلام کے خون کی خوشبو سے سارا چمن مہک اٹھا۔ پھولوں میں تازگی آ گئی۔ ریشوں میں خون دوڑنے لگا۔ عارضِ گل خون کی لالی سے دمکنے لگے۔

## گلِ حنظلہؓ غسیل الملائکہ (عبداللہ بن حنظلہؓ)

ظالم باغبان گلشن نبوت کی تاراجی کے بعد فتح کے نشہ میں چور وحشیانہ انداز میں چیخ کر کہنے لگا۔ یہ چمن میرا ہے۔ میرے باپ سے وراثت میں ملا ہے۔ اور اب یہ میری میراث ہے۔ اہلِ چمن! تم سب میرے غلام ہو۔ خبردار! میرے غاصبانہ قبضے کے خلاف آواز نہ اٹھانا ورنہ میں چمن میں آگ لگا دوں گا۔ میرے خلاف بغاوت کرنے والوں کا انجام تم نے دیکھ لیا۔ جو حشر گلشن علیؓ کا ہوا ہے وہی حشر اس شخص کا بھی ہوگا جو میرے خلاف کھڑا ہوگا۔"

اس نقلی اور بہروپیہ باغبان کی ہفوات کو سن کر گل حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ نے کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کہا:۔

اے نابکار، وحشی جانور! تجھے باغ میں گھسنے اور اس کو اجاڑنے کے سوا اور کیا آتا ہے۔ ہزاروں پھول اس باغ کی عظمت، شان و شوکت پر قربان ہونے کے لیے تیار ہیں۔ غنچوں نے سر سے کفن باندھ لیا ہے۔ کلیاں شہید ہونے کے لیے تیار ہیں۔

یہ چمن نہ تیرا ہے اور نہ کسی اور کا۔ یہ چمن خدا کا ہے اور وہی اس کا مالک ہے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار باغبانوں نے اس کی آبیاری کی ہے۔ آخری باغبان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حصار بندی کی ہے۔ شہداء بدر و اُحد، خندق، موتہ و بیر معونہ نے اپنے خون سے اس کو سیراب کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیتؓ نے اپنا فریضہ سر انجام دے دیا ہے اور

اب اصحابؓ اور اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندوں کی باری ہے۔

لے آ اپنی فوجیں، چڑھا لا اپنے وحشی لشکر۔ بلا لا اپنے حمایتوں کو۔ چند ٹکوں کے عوض اپنا ضمیر اور ایمان بیچنے والوں کو۔

تیرے آباد اجداد نے بدر و اُحد اور غزوۂ احزاب میں چمنِ اسلام کے وفاداروں جاں نثاروں اور فدائیوں کی وفا کے منظر دیکھے ہیں اب تو بھی دیکھ لے۔

آ! انصار کی جاں نثاری دیکھ۔ ان کے جذبۂ شہادت کو دیکھ۔

تو جفا کے تیر برسا۔ ہم وفا کے نمونے پیش کریں گے۔

سُن لے ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار ہیں، وفادار تھے، وفادار رہیں گے۔

ہم دینِ حق کے مددگار ہیں۔ مددگار تھے، مددگار رہیں گے۔

ناظرین! واقعۂ کربلا نے ایسی شہرت حاصل کرلی کہ اس کی چمک دمک کے آگے "واقعہ حرّہ" کی تابناکی پر کسی کی نظر نہیں جاتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دونوں واقعات تاریخ اسلام کے روشن، زریں اور درخشاں ابواب ہیں جو ہمیشہ روشن اور تابناک رہیں گے۔

# حرّہ

## مدینہ کی تباہی

اور

## انصارؓ کا قتلِ عام

سنہ ۶۳ھ

جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقتِ شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

(جگر مراد آبادی)

## مدینہ منوّرہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ اے اللہ میں اس کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان والی جگہ کو حرم بناتا ہوں، جیسے ابراہیمؑ نے مکّہ کو حرم بنایا تھا۔ (صحیح بخاری)

# انصارؓ

## انصارؓ کے بارے میں اُمت کو وصیت

میں تمہیں انصار کے بارے میں نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ معدہ کی تھیلی کے مانند میرے محرم راز ہیں ان پر جو واجب تھا۔ اسے وہ ادا کر چکے اور ان کا حق باقی ہے لہذا ان کے نیک لوگوں کی نیکی کو قبول کرنا اور جو ان میں قصوروار ہوں ان سے درگزر کرنا۔ (صحیح بخاری)

ارشاد مبارک ــــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
راوی ــــــ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## واقعہ کربلا کے بعد

## جنگ حرّہ (ملوکیت کے خلاف دوسری جنگ)

### امیر المجاہدین حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ غسیل الملائکہ

یہ بڑے شریف و فاضل سردار عبادت گزار شخص تھے۔ ان کے آٹھ بیٹے ان کے ساتھ تھے۔ (تاریخ طبری)

## یزید بن معاویہؓ

### ○ یزید کا کردار

اشراف مدینہ کا بیان:۔ ہم ایسے شخص کے پاس ہو کر آئے ہیں جو کوئی دین ہی نہیں رکھتا۔ شراب پیتا ہے۔ طنبورہ بجاتا ہے۔ اس کی صحبت میں گانیں گایا بجایا کرتی ہیں۔ کتّوں سے کھیلتا ہے۔ بچوں سے اور لونڈیوں سے صحبت رکھتا ہے۔ (تاریخ طبری)

منذر بن زبیرؓ بن العوام کا بیان:۔ "واللہ وہ شراب پیتا ہے ایسا مست ہو جاتا ہے کہ نماز کا بھی ہوش نہیں رہتا" (تاریخ طبری)

### یزیدی فوج کا کمانڈر مشہور سفاک:۔ مسلم بن عقبہ

مسلم بن عقبہ کا فرمان:۔ لوگو اس بات پر بیعت کرو کہ تم سب یزید کے غلام ہو، وہ تمہاری جان و مال و اہل و عیال کا مالک ہے جس طرح چاہے ان سے پیش آئے۔ (طبری)

## علی بن حسین (امام زین العابدین) کا انکار

منذر نے مدینہ میں پہنچ کر عبد اللہ بن حنظلہ اور عبد اللہ بن مطیع سے کہا کہ تم کو چاہیئے کہ علی بن حسین (امام زین العابدین) کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرو۔ چنانچہ یہ سب مل کر علی بن حسین کے پاس گئے، انہوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ دادا دونوں نے خلافت کے حصول کی کوشش میں اپنی جانیں گنوائیں، میں اب ہرگز ایسے خطرناک کام کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں اپنے آپ کو قتل کرانا پسند نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ مدینے سے باہر ایک موضع میں چلے گئے۔

## علی بن حسین کی یزید سے وفاداری

مروان جو معہ دیگر بنی اُمیہ اپنی حویلی میں قید تھا اس نے عبد الملک کے ہاتھ علی بن حسین کے پاس کہلوا بھجوایا کہ آپ نے جو کچھ کیا، بہت ہی اچھا کیا۔ ہم اس قدر امداد کے اور خواہاں ہیں۔ ہمارے بعض قیمتی اموال اور اہل و عیال جن کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے۔ آپ کے پاس بھجوائے دیتے ہیں۔ آپ ان کی حفاظت کریں۔ علی بن حسین نے اس کو منظور کر لیا اور مروان بن حکم نے رات کی تاریکی میں پوشیدہ طور پر اپنے اہل و عیال اور قیمتی اموال علی بن حسین کے پاس اس کے گاؤں میں بھیج دیے۔ علی بن حسین نے مدینہ کے حالات یزید کو لکھ کر بھیجے اور اپنی نسبت لکھا کہ میں آپ کا وفادار ہوں اور بنو امیہ کی حمایت و حفاظت میں ممکن کوششیں بجا لا رہا ہوں۔

## مسلم بن عقبہ کا تقرر

یزید نے مدینہ کے حالات سے واقف ہو کر نعمان بن بشیر انصاری کو بلا کر کہا کہ "تم مدینہ جا کر لوگوں کو سمجھاؤ کہ ان حرکات سے باز رہو اور مدینہ میں کشت و خون کے

امکانات پیدا نہ کریں۔ نیز عبداللہ بن حنظلہ کو بھی نصیحت کرد کہ تم یزید کے پاس گئے اور وہاں سے انعام واکرام حاصل کر کے خوش و خرم رخصت ہوئے۔ لیکن مدینہ میں آکر یزید کے مخالف بن گئے۔ اور بیعت فسخ کر کے یزید پر کفر کا فتویٰ لگا کر لوگوں کو برانگیختہ کیا یہ کوئی مردانگی اور دانائی کا کام نہیں کیا۔ علی بن حسین (امام زین العابدینؒ) سے مل کر میری طرف سے پیغام پہنچاؤ کہ تمہاری وفاداری و کارگزاری کی ضرور قدر کی جائے گی۔ بنو امیہ سے جو وہاں موجود ہیں، کہو کہ تم سے اتنا بھی کام نہ ہوا کہ مدینہ میں فتنہ پیدا کرنے والے دو شخصوں کو قتل کر کے اس فتنے کو دبا دیتے" یہ باتیں سن کر نعمان بن بشیر ایک سانڈنی پر سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف چلے۔ مدینہ میں آکر انہوں نے ہر چند کوشش کی اور سب کو سمجھایا مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا، مجبوراً وہ مدینہ سے دمشق واپس گئے۔ اور تمام حالات یزید کو سنائے۔ یزید نے مطلع ہو کر مسلم بن عقبہ کو طلب کیا اور کہا کہ ایک ہزار چیدہ جنگجو ہمراہ لے کر مدینہ پہنچو۔ لوگوں کو اطاعت کی طرف بلاؤ۔ اگر وہ اطاعت اختیار کر لیں تو بہتر ہے نہیں تو جنگ کر کے سب کو سیدھا کر دو۔

## یزیدی احکام

مسلم نے کہا کہ میں فرماں بردار ہوں لیکن آج کل بیمار ہوں۔ یزید نے کہا کہ تو بیمار بھی دوسرے تندرستوں سے بہتر ہے اور اس کام کو تیرے سوا دوسرا انجام دینے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ مجبوراً مسلم نے فوج انتخاب کر کے اپنے ہمراہ لی اور تیسرے روز دمشق سے روانہ ہو گیا۔ یزید نے رخصت کرتے وقت مسلم کو نصیحت کی کہ جہاں تک ممکن ہو نرمی اور درگزر سے کام لے کر اہل مدینہ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنا لیکن جب یہ یقین ہو جائے کہ نرمی اور نصیحت کام نہیں آسکتی تو پھر تجھ کو اختیار کامل دیتا ہوں کہ کشت و خون اور قتل و غارت میں کمی نہ کرنا مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ علی بن حسین کو کوئی آزار نہ پہنچے کیونکہ وہ میرا وفادار اور

خیر خواہ ہے اور اس کا خط میرے پاس آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مجھ کو اس شورش اور بغاوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یزید نے مسلم بن عقبہ سے یہ بھی کہا کہ اگر تیری بیماری بڑھ جائے اور تو فوج کی سپہ سالاری خود نہ کر سکے تو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حصین بن نمیر تیرا قائم مقام ہو تو بھی اس کو اپنا نائب مقرر کر دے۔ اس فوج کو رخصت کرنے کے بعد اسی روز یزید نے عبید اللہ بن زیاد کے پاس ایک قاصد خط دے کر بھیجا۔ خط میں لکھا تھا کہ تو کوفہ سے فوج لے کر مکہ پر حملہ کر اور عبد اللہ بن زبیر کے فتنے کو مٹا۔ عبید اللہ بن زیاد نے جواباً لکھا کہ دو کام مجھ سے نہیں ہوں گے۔ میں امام حسین کے قتل کرنے کا ایک کام کر چکا ہوں۔ اب خانہ کعبہ کے ویران کرنے کا دوسرا کام مجھ سے نہ ہو گا۔ یہ کام کسی دوسرے شخص کے سپرد کرنا چاہیئے۔

## یزیدی فوج کی مدینہ میں آمد

مسلم بن عقبہ جب فوج لیے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ والوں نے عبد اللہ بن حنظلہ سے کہا کہ بنو امیہ جو مدینہ میں موجود ہیں، یہ دمشق کی فوج آنے پر سب دشمنوں سے جا ملیں گے۔ اور ہم کو اندرونی لڑائی میں مبتلا کر کے سخت نقصان پہنچائیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ان سب کو مسلم کے پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے۔ عبد اللہ بن حنظلہ نے کہا کہ اگر ہم نے بنی امیہ کو قتل کیا تو یزید تمام شامیوں کو اور عبید اللہ بن زیاد تمام عراقیوں کو لے کر چڑھ آئیں گے اور ہم سے ان کا قصاص طلب کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم تمام بنی امیہ کو بلا کر ان سے اقرار کر لیں اور اس بات کی قسم دیں کہ وہ ہم سے نہ لڑیں گے اور ہمارے خلاف کسی قسم کی مدد حملہ آور فوج کو نہ دیں گے۔ یہ عہد و اقرار لے کر ہم ان کو مدینہ سے باہر نکالے دیتے ہیں۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور عبد اللہ بن حنظلہ نے تمام بنی امیہ سے مذکورہ عہد و اقرار لے لے کر مدینہ سے رخصت کر دیا۔ بجز عبد الملک بن مروان کے کہ اس کو مدینہ میں رہنے کی آزادی حاصل رہی۔ ان لوگوں کی وادی القریٰ میں مسلم بن عقبہ کے لشکر

سے ملاقات ہوئی۔ مسلم نے ان سے پوچھا کہ ہم کو مدینہ پر کس طرف سے حملہ آور ہونا چاہیے۔ انہوں نے اپنے عہد و اقرار کا لحاظ کر کے مسلم کو جواب دینے سے انکار کر دیا اور اپنے عہد و اقرار کا عذر پیش کیا۔ مسلم نے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس نے کوئی عہد نہ کیا ہو اور اس سے قسم نہ لی گئی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں عبدالملک بن مروان ایک ایسا شخص ہے اور وہ مدینہ میں موجود ہے۔ مسلم نے کہا کہ وہ نوجوان ہے، ہم کو تجربہ کار بوڑھے شخص کی ضرورت ہے جو ضروریات جنگ سے واقف ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہ نوجوان بوڑھوں سے بہت بہتر ہے۔ چنانچہ مسلم نے کسی کو بھیج کر مدینہ سے عبدالملک کو بلوایا اور اس کے مشوروں کو سن کر حیران رہ گیا۔ اور انھیں پر عامل ہوا۔

## مدینہ کی تباہی اور مسلمانوں کا قتل عام

اس نے مدینہ کے قریب پہنچ کر اہل مدینہ کے پاس پیغام بھیجا کہ "امیرالمؤمنین یزید تم کو شریف سمجھتے اور تمہاری خون ریزی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم اطاعت اختیار کرو، ورنہ مجبوراً مجھ کو شمشیر نیام سے نکالنی پڑے گی۔" یہ پیغام بھیج کر تین دن مسلم نے انتظار کیا۔ مگر اہل مدینہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ آخر مسلم نے حرّہ کی جانب سے مدینہ پر حملہ کیا۔ اہل مدینہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور لشکر شام کا منھ پھیر دیا۔ لیکن مسلم بن عقبہ کی بہادری و تجربہ کاری سے اہل مدینہ کو شکست ہوئی۔ عبداللہ بن حنظلہ، فضل بن عباس بن عبدالمطلب، محمد بن ثابت بن قیس۔ عبداللہ بن زید بن عاصم محمد بن عمرو بن خزم انصاری۔ وہب بن عبداللہ بن زمعہ۔ زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف۔ عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب وغیرہ بہت سے سرداران مدینہ جنگ میں کام آئے۔ فتح مند فوج مدینہ میں داخل ہوئی۔ مسلم بن عقبہ نے تین دن تک قتل عام اور لوٹ مار کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس لڑائی اور قتل عام میں ایک ہزار کے قریب آدمی مارے گئے جن میں تین سو سے زیادہ

خیر خواہ ہے اور اس کا خط میرے پاس آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مجھ کو اس شورش اور بغاوت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یزید نے مسلم بن عقبہ سے یہ بھی کہا کہ اگر تیری بیماری بڑھ جائے اور تو فوج کی سپہ سالاری خود نہ کر سکے تو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حصین بن نمیر تیرا قائم مقام ہو تو بھی اس کو اپنا نائب مقرر کر دے۔ اس فوج کو رخصت کرنے کے بعد اسی روز یزید نے عبید اللہ بن زیاد کے پاس ایک قاصد خط دے کر بھیجا۔ خط میں لکھا تھا کہ تو کوفہ سے فوج لے کر مکہ پر حملہ کر اور عبد اللہ بن زبیر کے فتنے کو مٹا۔ عبید اللہ بن زیاد نے جواباً لکھا کہ دو کام مجھ سے نہیں ہوں گے۔ میں امام حسین کے قتل کرنے کا ایک کام کر چکا ہوں۔ اب خانہ کعبہ کے ویران کرنے کا دوسرا کام مجھ سے نہ ہو گا۔ یہ کام کسی دوسرے شخص کے سپرد کرنا چاہیئے۔

## یزیدی فوج کی مدینہ میں آمد

مسلم بن عقبہ جب فوج لیے ہوئے مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ والوں نے عبد اللہ بن حنظلہ سے کہا کہ بنو امیہ جو مدینہ میں موجود ہیں، یہ دمشق کی فوج آنے پر سب دشمنوں سے جا ملیں گے۔ اور ہم کو اندرونی لڑائی میں مبتلا کر کے سخت نقصان پہنچائیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ان سب کو مسلم کے پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے۔ عبد اللہ بن حنظلہ نے کہا کہ اگر ہم نے بنی امیہ کو قتل کیا تو یزید تمام شامیوں کو اور عبید اللہ بن زیاد تمام عراقیوں کو لے کر چڑھ آئیں گے اور ہم سے ان کا قصاص طلب کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم تمام بنی امیہ کو بلا کر ان سے اقرار کر لیں اور اس بات کی قسم دیں کہ وہ ہم سے نہ لڑیں گے اور ہمارے خلاف کسی قسم کی مدد حملہ آور فوج کو نہ دیں گے۔ یہ عہد و اقرار لے کر ہم ان کو مدینہ سے باہر نکالے دیتے ہیں۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور عبد اللہ بن حنظلہ نے تمام بنی امیہ سے مذکورہ عہد و اقرار لے لے کر مدینہ سے رخصت کر دیا۔ بجز عبد الملک بن مروان کے کہ اس کو مدینہ میں رہنے کی آزادی حاصل رہی۔ ان لوگوں کی وادی القریٰ میں مسلم بن عقبہ کے لشکر

سے ملاقات ہوئی۔ مسلم نے ان سے پوچھا کہ ہم کو مدینہ پر کس طرف سے حملہ آور ہونا چاہیے۔ انہوں نے اپنے عہد و اقرار کا لحاظ کر کے مسلم کو جواب دینے سے انکار کر دیا اور اپنے عہد و اقرار کا عذر پیش کیا۔ مسلم نے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس نے کوئی عہد نہ کیا ہو اور اس سے قسم نہ لی گئی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں عبدالملک بن مروان ایک ایسا شخص ہے اور وہ مدینہ میں موجود ہے۔ مسلم نے کہا کہ وہ نوجوان ہے، ہم کو تجربہ کار بوڑھے شخص کی ضرورت ہے جو ضروریات جنگ سے واقف ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہ نوجوان بوڑھوں سے بہت بہتر ہے۔ چنانچہ مسلم نے کسی کو بھیج کر مدینہ سے عبدالملک کو بلوایا اور اس کے مشوروں کو سن کر حیران رہ گیا۔ اور انھیں پر عامل ہوا۔

## مدینہ کی تباہی اور مسلمانوں کا قتل عام

اس نے مدینہ کے قریب پہنچ کر اہل مدینہ کے پاس پیغام بھیجا کہ "امیرالمؤمنین یزید تم کو شریف سمجھتے اور تمہاری خون ریزی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تم اطاعت اختیار کرو، ورنہ مجبوراً مجھ کو شمشیر نیام سے نکالنی پڑے گی"۔ یہ پیغام بھیج کر تین دن مسلم نے انتظار کیا۔ مگر اہل مدینہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ آخر مسلم نے حرہ کی جانب سے مدینہ پر حملہ کیا۔ اہلِ مدینہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور لشکر شام کا منھ پھیر پھیر دیا۔ لیکن مسلم بن عقبہ کی بہادری و تجربہ کاری سے اہلِ مدینہ کو شکست ہوئی۔ عبداللہ بن حنظلہ، فضل بن عباس بن عبدالمطلب، محمد بن ثابت بن قیس۔ عبداللہ بن زید بن عاصم محمد بن عمرو بن خرم انصاری۔ وہب بن عبداللہ بن زمعہ۔ زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف۔ عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب وغیرہ بہت سے سرداران مدینہ جنگ میں کام آئے۔ فتح مند فوج مدینہ میں داخل ہوئی۔ مسلم بن عقبہ نے تین دن تک قتل عام اور لوٹ مار کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس لڑائی اور قتل عام میں ایک ہزار کے قریب آدمی مارے گئے جن میں تین سو سے زیادہ

شرفائے قریش وانصار شامل تھے۔ چوتھے روز مسلم نے قتلِ عام کو موقوف کر کے بیعت کا حکم دیا۔ جس نے مسلم کے ہاتھ پر آکر بیعت کی وہ بچ گیا۔ جس نے بیعت سے انکار کیا وہ قتل ہوا۔ ۲۷ ذی الحجہ ۶۳ھ مسلم بن عقبہ فاتحانہ مدینہ میں داخل ہوا اور قتلِ عام کا حکم ہوا۔ (تاریخ اسلام حصہ دوم)

(یہ تمام تفصیلات تاریخ طبری سے ماخوذ ہیں۔)

اب ہم آپ کو اُن اصحابِ عزیمت و استقامت کے حالات سنانا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے ملوکیت کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کیا۔ اور پوری پامردی سے یزیدی فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

## امیر المجاہدین حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ کا عزم

ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہوں کہ واللہ اگر میں کسی کو اپنے بیٹے کے سوا شریک و معین اپنا نہ پاؤں جب بھی اس سے (یزید سے) جہاد کروں گا۔ (تاریخ طبری)

## عبداللہ بن حنظلہؓ کا خطبہ

عبداللہؓ بن حنظلہ انصاری غسیل ملائکہ نے جب ان لوگوں کو دیکھا کہ ایک فوج اپنے اپنے علم کے ساتھ یورش کرنے کو آرہی ہے تو اپنے اصحاب میں یہ خطبہ پڑھا۔

"لوگو جس طریقہ سے تمہیں جنگ کرنا مقصود تھا وہی طریقہ تمہارے دشمن نے تم سے جنگ کرنے کا اختیار کیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی ساعت کے بعد تمہارے اور ان کے درمیان خدا فیصلہ کر دے گا۔ تمہارے موافق ہو یا مخالف، سنو تم لوگ صاحب بصیرت ہو۔ دار الہجرت کے رہنے والے ہو، واللہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ بلاد اسلام میں سے کسی شہر کے لوگوں پر خدا اتنا خوش نہ ہوگا جتنا کہ تم لوگوں سے خوش ہے اور بلاد عرب میں سے کسی شہر کے لوگوں سے خدا ایسا غضب ناک ہے جو تم سے

لڑنے آئے ہیں۔ تم سب کو ایک دن مرنا ہے اور واللہ کسی طرح کی موت شہید ہو کر مرنے سے بہتر نہیں۔ لو شہادت کی دولت خدا نے تمہارے سامنے رکھ دی ہے اسے لوٹ لو اور واللہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جتنی تمہاری مرادیں ہوں سب پوری ہو جائیں" (تاریخ طبری)

## عبداللہؓ بن حنظلہ کی شہادت

حصین بن نمیر بھی اپنا علم لیے ہوئے قریب آپہنچا۔ مسلم نے عبداللہ بن عضاہ کو پانسو قدر اندازوں کے ساتھ ابن غسیل پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ تیروں کا مینہ اہل مدینہ پر برسنے لگا۔ ابن غسیل نے کہا آخر کب تک تیر کھایا کرو گے، جسے بہشت میں چلنے کی جلدی ہو وہ اس عَلَم کے ساتھ ہو لے یہ سنتے ہی جتنے جاں باز تھے وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن غسیل نے کہا اپنے پروردگار کے حضور میں چلو۔ واللہ مجھے امید ہے کہ بس ایک ساعت کی دیر ہے کہ تمہاری آنکھیں خنک ہو جائیں گی۔ یہ سُن کر سب جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ ایک ساعت تک ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ اس زمانہ میں کم ہوئی ہو گی۔ ابن غسیل نے اپنے فرزندوں کو ایک ایک کر کے میدان میں بھیجا۔ سب ان کے سامنے قتل ہو گئے۔ وہ خود رجز پڑھتے جاتے تھے۔ اور شمشیر زنی کر رہے تھے۔ اسی طرح قتل ہو گئے۔ (تاریخ طبری)

○ حرّہ کے دن حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ نے وہ چادر اوڑھی تھی جو ان کے والد بزرگوار نے جنگ اُحد میں اوڑھی تھی۔

## محمد بن ثابت بن قیس کی شہادت

عبداللہ بن حنظلہؓ کے برادر اخیافی محمد بن ثابت انھیں کے ساتھ قتل ہوئے۔ یہ کہتے کہ اگر کفار دیلم مجھے قتل کرتے تو میں ایسا خوش نہ ہوتا جیسا ان لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہو جانے میں میں خوش ہو رہا ہوں۔ (تاریخ طبری)

## محمد بن عمرو بن حزم انصاری کی شہادت

انھیں کے ساتھ محمد بن حزم انصاری بھی قتل ہوئے۔ ان کی لاش پر مروان بن حکم گذرا لاش سے خطاب کر کے کہنے لگا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ میں نے کتنے ہی رکنوں کے پاس تمہیں طولانی نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔

## فضل بن عباس بن حارث بن عبدالمطلب کی شہادت

اسی اثنا میں فضل بن عباس جو حارث بن عبدالمطلب کے پوتوں میں تھے۔ کوئی بیس سواروں کو ساتھ لیے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ سے آکر ملے اور بڑی خوبی سے نہایت شدید جنگ انہوں نے کی۔ پھر عبداللہ بن حنظلہ سے کہا تمہارے ساتھ جتنے سوار ہوں سب کو حکم دے دو کہ میرے پاس آکر ٹھہریں۔ جب میں حملہ کروں تو وہ بھی حملہ آور ہوں۔ میں مسلم تک بغیر پہنچے ہوئے واللہ دم نہیں لینے کا۔ یا تو میں اسے قتل کروں گا یا قتل ہو جاؤں گا۔

عبداللہ بن حنظلہ نے عبداللہ بن ضحاک انصاری کو حکم دیا کہ سواروں سے پکار کر کہہ دو کہ سب فضل بن عباس کے ساتھ رہیں۔ غرض ندا ہوئی اور سب سوار فضل بن عباس کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے اہل شام پر حملہ کر دیا۔ سب منتشر ہو گئے۔ فضل بن عباس نے اپنے اصحاب سے کہا۔ تم نے دیکھ لیا یہ نالائق کیسا بھاگ رہے ہیں۔ میں تم پر فدا ہو جاؤں، پھر حملہ کرو۔ ان کے سردار کو میں دیکھ پاؤں تو واللہ ضرور اسے قتل کروں گا یا اس کوشش میں مارا جاؤں گا۔ سمجھ لو ایک ساعت کی ثابت قدمی کا نتیجہ خوشی ہے۔ ثبات قدم کے بعد اگر ہے تو فتح ہے۔ یہ کہہ کے فضل نے اور ان کے ساتھ والوں نے ایسا حملہ کیا کہ شامیوں کا رسالہ مسلم کو پیادوں میں چھوڑ کر منتشر ہو گیا۔ اس کے گرد پانسو پیادے گھٹنے ٹیکے ہوئے برچھیاں ان لوگوں کی طرف تانے کھڑے تھے۔ فضل اسی حالت میں علم دار فوج کی

طرف بڑھے۔ اس کے سر پر ایک وار کیا کہ مغفر کو کاٹ کر سر کو ٹکڑے کر دیا وہ گرتے ہی مر گیا۔ اس کے گرتے ہی فضل نے پکار اخذھا منی وانا ابن عبد المطلب یہ سمجھے کہ مسلم کو مار لیا۔ کہا قتلت طاعنتہ القوم ورب الکعبتہ مسلم نے فحش گالی دے کر کہا تو غلط کہتا ہے" علم دار اسی کا رومی غلام تھا۔ جسے فضل نے قتل کیا تھا۔ مگر تھا بڑا شجاع۔ اب مسلم نے عَلَم خود اٹھا لیا اور پکار کر کہا اے اہل شام کیا اپنے دین کی حمایت میں اسی طرح قتال کرتے ہیں کیا اپنے امام کی نصرت میں اسی طرح جہاد کرتے ہیں۔ خدا کی مار تمہاری اس لڑائی پر جیسی لڑائی کہ تم آج لڑ رہے ہو۔ کیسا میرے دل کو دکھا رہے ہو کیسا مجھے غصہ دلا رہے ہو۔ سن رکھو واللہ اس کا عوض تمہیں یہ ملے گا کہ عطیات سے محروم کر دیے جاؤ گے اور کسی دور دراز سرحد کی طرف بھیج دیے جاؤ گے اس عَلَم کے ساتھ بڑھو۔ اگر تلافی تم سے نہ ہو سکے تو خدا سمجھے تم سے" مسلم نشان کو لے کر بڑھا اور نشان کے آگے آگے سب لوگ حملہ کرتے ہوئے چلے۔ اس حملہ میں فضل بن عباس قتل ہو گئے۔ یہ جب قتل ہوئے ہیں کہ مسلم کا خیمہ ان سے کوئی دس گز کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ فضل کے ساتھ زید بن عوف اور ابراہیم عدوی اور بہت سے لوگ مدینہ کے قتل ہو گئے۔

○ ایک روایت یہ ہے کہ جنگ آزما و بہادر شہ سواروں کی جماعت کو ساتھ لیے ہوئے فضل بن عباس نے اہل شام پر حملہ کر دیا اور یہ مسلم کی کرسی و تخت کی طرف بڑھے۔ مسلم کو اسی کے سراپردہ کے سامنے درمیان صف جنگ خادموں نے لا کر بٹھا دیا تھا۔ فضل اس کے تخت تک پہنچ گئے۔ ان کے چہرہ کا رنگ سرخ تھا۔ تلوار اٹھا کر وار کیا چاہتے تھے کہ وہ چلایا او یارو تم کہاں ہو یہ مرد سرخ رنگ مجھے قتل کیے ڈالتا ہے۔ اے نیک بی بیوں کے فرزندو دوڑو، اسے برچھیوں میں پرو لو۔ لوگ فضل کی طرف برچھیاں لے کر دوڑ پڑے وہ برچھیاں کھا کر گر پڑے۔

(تاریخ طبری)

## شہداء مدینہ

ان کے علاوہ عبداللہ بن زیاد بن عاصم، عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب، وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حاطب، زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے میدانِ جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔ (تاریخ ابن خلدون)

حضرت انس رضؓ کے ایک صاحبزادے اور بعض اعزہ اس جنگ میں مارے گئے۔ (مسند احمد)

## مدینہ میں تین دن تک قتل عام

روایت ہے کہ مسلم کرسی پر بیٹھتا تھا لوگ کرسی کو اٹھائے ہوئے پھرتے تھے اسی ہیئت سے وہ ابن غسیل سے جنگ حرہ میں قتال کر رہا تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص اس جنگ میں تیغ زنی کر رہے تھے جب لوگ پسپا ہونے لگے پہلے تو یہ بھاگنے والوں ہی کو تلواریں مارنے لگے۔ آخر خود ہی بھاگے۔ مسلم نے تین دن تک مدینہ کی لوٹ شامیوں کو مباح کر دی۔ لوگوں کو قتل کرتے پھرتے تھے اور ان کا مال لوٹ لیتے تھے۔ صحابہ میں سے جو لوگ مدینہ میں تھے ہراساں ہوئے۔ (تاریخ طبری)

## جنگ کے خاتمہ کے بعد

مسلم نے مقام قبا میں بیعت کرنے کے لیے لوگوں کو بلایا۔ قریش میں سے یزید بن زمعہ اور محمد بن ابی الجہم کے لیے اور معقل بن سنان کے لیے بھی امان طلب کی گئی تھی۔ لڑائی کے ایک دن بعد یہ تینوں شخص مسلم کے پاس لائے گئے۔ مسلم نے دونوں قریشیوں سے بیعت کرنے کو کہا۔ انہوں نے کہا ہم کتاب خدا اور سنت رسول اللہ پر تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ مسلم نے جواب دیا۔ واللہ میں تمہاری

اس بات کو ہرگز نہیں معاف کروں گا۔ اس کے بعد وہ دونوں سامنے لائے گئے۔ اور دونوں کی گردن ماری گئی۔ مروان نے کہا۔ سبحان اللہ دو قریشی اس لیے لائے گئے تھے کہ ان کو امان ملے گی تو انھیں قتل کرتا ہے۔ مسلم نے مروان کی کمر میں چھڑی کی نوک کو چبھو کر کہا۔ واللہ اگر تو بھی وہ کلمہ کہے جو ان دونوں نے کہا تو تلوار کی چمک سے تیری آنکھیں خیرہ کر دی جائیں گی۔ (تاریخ طبری)

## حضرت معقلؓ بن سنان کا قتل

اس کے بعد معقلؓ بن سنان کو مسلم کے سامنے لوگ لے کر آئے اور پہلے مسلم اس کے دوستوں میں تھا۔ مسلم نے کہا مرحبا یا ابی محمدؓ خوش آمدید ابو محمد معلوم ہوتا ہے تم اس وقت پیاسے ہو۔

معقلؓ نے کہا ہاں پیاسا ہوں۔

مسلم نے کہا دیکھو میرے ساتھ جو برف آئی ہے وہ شہد میں ڈال کر شربت بنا کر ان کے لیے لاؤ۔

شربت آیا۔ معقلؓ نے پی کر کہا سقاك الله من شراب الجنة۔

مسلم نے جواب دیا۔ سن واللہ اب تجھے حمیم جہنم کے سوا کچھ بھی پینا نصیب نہ ہوگا۔

معقلؓ نے کہا خدا اور صلۂ رحم کا میں تجھے واسطہ دیتا ہوں۔

مسلم نے جواب دیا۔ مجھ سے تجھ سے مقام طبریہ میں جس شب کو تو یزید سے رخصت ہو کر نکلا ہے ملاقات ہو چکی ہے۔ میں نے تجھے یہ کہتے سنا کہ مہینہ بھر کا ہم نے سفر کیا اور یزید کے پاس سے خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ اب ہم مدینہ میں جا کر اس فاسق کو خلافت سے معزول کر دیں گے۔ "بھلا غطفان و اشجع کو عزل و نصب خلافت میں کیا دخل ہے سن میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب کسی جنگ میں تیرے قتل کرنے کا موقع پاؤں گا ضرور تجھے قتل کروں گا"۔ یہ کہہ کر مسلم نے حکم دیا کہ معقل کو قتل کرا دو وہ قتل ہو گئے۔

(تاریخ طبری) (تاریخ طبری)

## محمد بن ابی حذیفہؓ کا قتل

پھر محمد بن ابی حذیفہؓ، مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے گئے۔ ان کے قتل کا حکم صادر ہوا اور وہ قتل کر دیے گئے۔ (تاریخ ابن خلدون)

## یزید بن وہب کا خاتمہ

پھر یزید بن وہب کو مسلم کے سامنے لائے۔ مسلم نے اس سے کہا کہ بیعت کر اس نے کہا میں سنت عمرؓ پر تم سے بیعت کر دوں گا۔ واللہ میں تیرے قصور کو معاف نہ کروں گا۔ مروان اور ابن وہب میں کچھ عروسی ودامادی کا رشتہ تھا۔ اس سبب سے مروان نے کچھ سفارش کی۔ مسلم نے حکم دیا کہ مروان کا گلا گھونٹ ڈالو خادموں نے گلا اس کا دبا دیا اور مسلم نے کہا۔ تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ تم سب کے سب یزید بن معاویہ کے غلام ہو۔ اس کے بعد ابن وہب کے قتل کا حکم دیا۔ وہ قتل ہو گئے۔

(تاریخ طبری)

## عمرو بن عثمانؓ کی اہانت

اس کے بعد عمرو بن عثمانؓ کو مسلم کے سامنے لائے۔ یہ بنی اُمیہ کے ساتھ مدینہ سے نہیں نکلے تھے۔ مسلم ان کو دیکھ کر پکارا۔ اے اہل شام اس شخص کو پہچانتے ہو۔ کہا کہ نہیں۔ کہا یہ ایک طیب وطاہر کا خبیث فرزند ہے۔ یہ امیرالمؤمنین عثمان کا بیٹا عمرو ہے۔ تعجب ہے اے عمرو۔ اہل مدینہ کا غلبہ دیکھو تو تم کہو کہ میں بھی تمہیں میں سے ہوں۔ اور اہل شام کا غلبہ ہو تو کہو میں بھی انہی میں ہوں۔ کہا کہ میں تو امیرالمؤمنین عثمانؓ کا فرزند ہوں۔ یہ کہہ کر مسلم نے ان کی داڑھی نوچ ڈالی۔ پھر اہل شام سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی ماں اپنے منہ میں گوبر کے بدبودار کپڑے رکھ کر کہتی تھی کہ امیرالمؤمنین بوجھو میرے منہ میں کیا ہے اور منہ میں اس کے ایسی ناگوار د

قابل نفرت چیز ہوتی تھی۔ پھر عمرو کو اس نے۔ باکرہ پایا۔ ان کی والدہ دوس کی تھیں۔
(تاریخ طبری)

## حضرت علی بن حسینؓ سے سلوک

اس کے بعد علی بن حسینؓ کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے۔ علی بن حسینؓ نے مروان کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا کہ جس زمانہ میں بنی امیہ مدینہ سے نکالے گئے ہیں۔ انہوں نے مروان کے مال ومتاع کو اور اس کی زوجہ ام ابان بنت عثمانؓ کو لٹنے سے بچالیا تھا اور اپنے یہاں انھیں پناہ دی تھی۔ پھر جب اُمِّ ابان طائف کی طرف روانہ ہوئیں تو علی بن حسینؓ نے ان کی حفاظت کے لیے اپنے فرزند عبداللہ کو ان کے ساتھ کر دیا تھا۔ مروان نے اس احسان کا شکر بھی ادا کیا تھا۔ علی بن حسینؓ اس وقت مروان وعبدالملک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے مسلم کے سامنے آئے کہ یہ دونوں شخص ان کے لیے مسلم سے امان کی سفارش کریں گے۔ غرض مسلم کے پاس آکر دونوں شخصوں کے بیچ میں علی بن حسینؓ بیٹھ گئے۔ مروان نے شربت پینے کو مانگا۔ مطلب یہ تھا کہ مسلم کے دل میں جگہ پیدا کر دے۔ شربت آیا تو مروان نے تھوڑا سا پی کر علی بن حسینؓ کو دے دیا۔ ان کے ہاتھ میں رعشہ سا پیدا ہو گیا۔ انھیں اندیشہ ہوا کہ مجھے یہ قتل کرے۔ وہ اسی طرح ہاتھ میں پیالہ لیے ہوئے رہ گئے۔ نہ پیتے ہیں نہ ہاتھ سے پیالہ رکھتے ہیں اب مسلم نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اس لیے آئے تھے کہ مجھ سے امان مل جائے گی۔ واللہ اگر انھیں دونوں کا واسطہ ہوتا تو میں تمہیں قتل ہی کرتا۔ لیکن تم نے امیرالمومنین کو خط لکھا ہے یہی امر تمہارے حق میں بہتر تھا۔ اب تمہارا جی چاہے اسی شربت کو پی جاؤ یا کہو تو اور شربت تمہارے لیے منگاؤں۔ کہا میں اسی شربت کو جو میرے ہاتھ میں ہے پیے لیتا ہوں۔ کہا اچھا یہی پی لو۔ شربت پی لیا تو کہا۔ یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔ علی بن حسینؓ پاس جا کر بیٹھ گئے۔

○ ایک روایت یہ ہے کہ جب علی بن حسین کو مسلم کے پاس لائے تو پوچھا یہ کون

ہیں کہا علی بن حسینؓ کہا تشریف لایئے۔ تشریف لایئے۔ اور ان کو اپنی قالین اور تخت پر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور کہنے لگا۔ امیر المؤمنینؓ نے تمہارے باب میں پہلے ہی مجھ سے کہہ سن لیا ہے۔ وہ تو کہتے تھے کہ بد باطن لوگوں نے تمہارے ساتھ سلوک کرنے سے مجھے دور رکھا۔

پھر کہنے لگا یہاں آنے سے تمہارے اہل وعیال کو تشویش ہو رہی ہوگی۔ کہا واللہ یہی بات ہے۔ اس نے اپنی سواری کا گھوڑا منگایا اس پر ساز ڈالا گیا۔ انھیں گھوڑے پر سوار کر کے واپس کیا۔ (تاریخ طبری)

## حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سعید خدریؓ شہر سے نکل کر پہاڑ کی کھوہ میں جا کر چھپے۔ ایک شامی نے انھیں دیکھ لیا تھا وہ تلوار کھینچے ہوئے اس غار تک پہنچا۔ خدریؓ نے بھی اس کے دھمکانے کے لیے تلوار کھینچ لی کہ شاید بے لڑے ہوئے پلٹ جائے اس پر کچھ اثر نہ ہوا بڑھتا چلا آیا جب انھوں نے دیکھا کہ وہ باز نہیں آتا تو اپنی تلوار میان میں رکھ لی۔ اس سے کہا اگر تو میرے قتل کرنے کو ہاتھ اٹھائے گا تو میں تیرے قتل کرنے کو ہاتھ اٹھانے والا نہیں۔ میں پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔ اس نے پوچھا۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ تم کون شخص ہو۔ کہا میں ابو سعید خدریؓ ہوں۔ اس نے کہا صاحب رسول اللہؐ کہا کہ ہاں یہ سن کر وہ چلا گیا۔ (تاریخ طبری)

## حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما

ایک روز حضرت جابرؓ اپنے گھر سے نکلے اور مدینہ کی تنگ گلیوں میں پھرنے لگے وہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ اس لیے وہ گلیوں میں پڑی ہوئی لاشوں سے ٹھوکریں کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے۔ "وہ شخص برباد ہوگا جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا!" یہ سن کر یزیدی فوج میں کے کسی شخص نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو کس نے ڈرایا؟

حضرت جابرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مدینہ کو ڈرایا اس نے گویا اس چیز کو ڈرایا جو میرے پہلو میں ہے۔"

یہ سن کر ان سپاہیوں میں سے کئی آدمیوں نے ایک دم حضرت جابرؓ کو قتل کرنے کے لیے ان پر حملہ کیا مگر مروان بن حکم نے ان کو پناہ دی اور اپنے گھر میں لے گیا۔

علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ اس روز (یعنی جس دن حرہ کی لڑائی ہوئی) مہاجرین اور انصاری مسلمانوں میں سے ایک ہزار سات سو آدمی شہید کیے گئے۔ اور دوسرے تمام لوگوں میں عورتوں اور بچوں کے سوا دس ہزار انسان قتل کیے گئے۔ (سیرت حلبیہ)

## حضرت انس بن مالکؓ کے اہل خاندان کی شہادت

اس ہنگامہ دارو گیر میں حضرت انسؓ کے گھر والے اور ان کے اہل خاندان شہید کر دیے گئے۔ حضرت انسؓ بصرہ میں تھے۔ انھیں اس کی خبر ملی تو ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ ان کی موت پر بے شک غمزدہ، ملول و محزون تھے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا سر فخر سے اونچا ہو گیا کہ انصارؓ نے جس طرح کفر و شرک، بدعت وضلالت اور نفاق کے خلاف جنگ کی تھی، اسی طرح "ملوکیت و آمریت" کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی جان دینِ ہدیٰ کی سالمیت کے لیے قربان کر دی۔

## حضرت زید بن ارقمؓ کا مکتوب

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انسؓ کو ان کے گھر والوں اور ان کے چچیرے بھائیوں کے متعلق خط لکھا جو یوم الحرہ میں قتل ہوئے تھے۔ اس میں انہوں نے لکھا۔

میں تم کو اللہ کی طرف سے ایک بشارت دیتا ہوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ "اے اللہ تو انصار اور ان کی اولاد اور اولاد کو بخش دے۔" (ترمذی)

## گلِ فاروقؓ

گلِ فاروقؓ سب سے الگ تھلگ چمن کے ایک گوشے میں مہک رہا تھا۔ اس کو کسی سے پرخاش نہیں تھی۔ وہ کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا تھا۔ گلچین کی نظریں بار بار اس پر پڑ رہی تھیں۔ گلِ فاروقؓ اس کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا۔ گو وہ خاموش تھا۔ مگر اس کی خاموش ہزار آوازوں پر بھاری تھی۔ اس کے سکوت میں ایک انقلاب پوشیدہ تھا۔ وہ کوئی مسئلہ اٹھا کھڑا کرنے والا نہیں تھا۔ مگر اس کا وجود ہی اقتدار کی نگاہ میں ایک مسئلہ تھا۔

وہ اپنے وقت کا امام تھا۔ مرجع خاص و انام تھا۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھا۔ مسلمانوں کا حقیقی قائد اور رہنما تھا۔ ان کا ہمدرد، بہی خواہ اور خیر خواہ تھا۔ اسلام کا درد اس کے سینہ میں پنہاں تھا۔ وہ اُمت مسلمہ کی فلاح و بہبودی کا خواہاں تھا۔ اس کی مجلس میں علومِ قرآنی کا چشمہ رواں تھا۔ اس کی محفل میں حدیث نبوی کا ذکر اور بیان تھا۔ اس کے اندر وہ تمام صفات موجود تھیں جو ایک خلیفہ میں ہونی چاہئیں مگر وہ کسی عہدہ و منصب کے حصول کے لیے مسلمانوں کا خون بہانے سے گریزاں تھا۔ گلچین کو اس پر کھلے عام ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے ایک خفیہ تدبیر سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اسے شاخِ شجر سے جدا کر دیا گیا۔ اس کی رگِ حیات کو کاٹ ڈالا گیا۔ اس کے بدن سے خون نچوڑ لیا گیا۔ اس کی پنکھڑیاں بکھر گئیں۔ اس کے بیج ہوا میں اُڑ گئے۔ ظاہر بین نگاہوں نے دیکھا کہ گلِ فاروقؓ پامال ہو گیا۔ لیکن آج اس کے قاتلوں کو کوئی نہیں جانتا کہ وہ ذلت کے کس گڑھے میں جا گرے، گلِ فاروق (ابن عمرؓ) آج بھی مہک رہا ہے اور تا قیامت مہکتا رہے گا۔

## گلِ زبیرؓ

○ رُوحِ چمن، جانِ بہار۔

- زینتِ گلشن، رونقِ گلزار۔
- چمن کا نظارہ اس کے دم سے قائم تھا۔ وہ اہلِ چمن کی آنکھوں کا تارہ تھا۔
- پھولوں کی نگاہیں اسی پر جمع تھیں۔ لے دے کر اب وہی ان کی امیدوں کا سہارا تھا۔
- گلچین پر اس کی شجاعت کا رعب طاری تھا۔
- زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، خشوع و خضوع کی خوشبو اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ کیوں نہ ہو؟ وہ عرب کے شہسوار زبیر بن العوام کا پیارا تھا۔

شیر دل خاتون اسماء بنت ابی بکرؓ کا جگر پارہ تھا۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح اٹھا اور چمن پر چھا گیا۔ اور گلچین کے ناپاک ارادہ پر بجلی بن کر گرا۔

چمن میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھول ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے کہ لو دیکھو! خلافت کا موسم پھر آگیا۔

ادھر غاصبانِ چمن میں کھلبلی مچ گئی۔ ان کے تخت ہلتے اور ان کے سروں سے تاج لڑھکتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ گلِ زبیرؓ نے چمن کی بقا کی خاطر پوری پامردی سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان نچھاور کر دی۔ جلادوں نے گلِ زبیرؓ کا سر تن سے جدا کر دیا اور ان کے مقدس و معطر جسم کو سولی پر لٹکا دیا۔

وہ لوگ دنیا سے نابود ہو گئے جنہوں نے اس جرمِ عظیم کا ارتکاب کیا تھا۔

لیکن آج بھی گلِ زبیر (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما) سے خوشبو کی لپٹیں اسی طرح ہواؤں میں پھیل رہی ہیں، جس طرح اس کی زندگی میں پھیلی تھیں اور یہ خوشبو تا قیامت اسی طرح پھیلتی رہے گی اور اہلِ چمن کی مشامِ جان کو معطر کرتی رہے گی۔

# دنیا کا آخری

اور

# آخرت کا

# پہلا دن

سنہ ۱۰۴ھ

باغ جہاں میں صورت گلہائے تر رہا
باغ جناں میں مثل نسیم سحر گیا
خاک چمن میں گوہر شبنم نہاں نہیں
خورشید جلوہ بار سے پوچھ کدھر گیا

تلوک چند محروم

# گزرے ہوئے ایام

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ۔ (الحاقۃ)

اس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا "لو دیکھو، پڑھو میرا نامۂ اعمال، میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا، عالی مقام جنت میں جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔ (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں"

## غلام حاضر ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہوگا تو عرض کروں گا کہ حضور کا ادنیٰ غلام "انس" حاضر ہے۔

## تین دعائیں

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے تین دعائیں کیں۔ ان میں دو میں نے دنیا ہی میں دیکھ لیں اور تیسری دعا (مغفرت اور جنت کے لیے) کی اُمید آخرت میں رکھتا ہوں۔ (ترمذی)

## جنگلی پھول

چمن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہی حد بندی تھی۔ چشمے و تالاب تھے۔ پودے اور درخت تھے۔ پیڑ اور ٹہنیاں تھیں۔ مہکتے ہوئے پھول اور رسیلے پھل تھے۔ غنچے اور کلیاں تھیں۔
صبح و شام چمن کے مالک کی کبریائی کا اعلان ہوتا تھا۔ چمن کے باغبان کی رسالت کی گواہی دی جا رہی تھی۔
روزانہ پانچ وقت مالک کا دربار سجتا تھا۔
سال میں ایک مرتبہ بہار کا موسم آتا تھا۔
پھول خوشبو کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔
چمن کے مالک کے گھر کی زیارت کے لیے ہر سال قافلے روانہ ہوتے تھے۔
لیکن جس مقصد کے لیے یہ چمن آباد کیا گیا تھا، وہ پورا نہیں ہو رہا تھا۔ جن لوگوں نے چمن پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا انھیں اپنا اقتدار اور مفاد عزیز تھا۔ انھیں چمن کے مفاد اور اس کی دیکھ بھال کی کوئی فکر نہیں تھی۔ انہوں نے چمن میں عجمی عقائد کے پودے منگوا کر لگائے۔ غیر اسلامی نظریات کے کانٹے بوئے۔ چنانچہ آج ہم چمن کے نظم میں ابتری دیکھتے ہیں اور ایسے پھول دیکھتے ہیں کہ جن کے اندر اسلامی اجتماعیت، اسلامی اتحاد کی خوشبو نہیں ہے تو ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ وہ "جنگلی پھول" ہیں جنہیں زبردستی اس چمن میں لا کر لگایا گیا ہے یہ ساری کارستانی ان باغبانوں کی ہے جو صدیوں سے اس چمن پر قابض ہیں۔ ان میں ایک سفاک ڈاکو بھی ہے جس کی خون آشامی سے پھول چیخ اٹھے تھے۔

ο زبیر بن عدی نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گئے اور ایک لاکھ بیس ہزار انسانوں کے قاتل "سفاک حجاج بن یوسف ثقفی" سے ہمیں جو مصیبتیں پہنچ رہی تھیں ان کی شکایت کی۔ یہ سن کر حضرت انسؓ نے فرمایا۔ "ہر آئندہ سال گذشتہ سال سے برا ہوگا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک تم اپنے پروردگار سے نہ جا ملو گے۔

یہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (ترمذی)

## مہکتے پھول

پھول ان سے سخت متنفر تھے لیکن اس بلا کو چھیڑنا فتنہ کو دعوت دینا تھا۔ لوگ مختلف الخیال ہو جاتے۔ مفادات کے بت پوجے جانے لگتے۔ سخت خوں ریزی ہوتی اور گو ہر مقصود حاصل نہ ہوتا اسی لیے پھول چپ تھے۔ ظلم و جور، جبر و استبداد کی اس گھٹن فضا میں چمن اسلام کے اوّلین پھول "صحابہؓ کرام" اسلام کے چشمہ صافی کو ضلالت و گمراہی، شرک و بدعت کی گندگی و نجاست سے محفوظ رکھنے کے لیے برسر عمل تھے۔ خدا کے یہ نیک و صالح بندے اقصائے عالم میں پھیل گئے تھے۔ اور اس چمن کے قیام کی غرض و غایت سے اہلِ چمن کو آگاہ کر رہے تھے۔ چمنِ اسلام کے باغبان کی باتوں (احادیث) کو من و عن لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔ خود ان کا وجود "اسلام کی صداقت" کی گواہی دینے کے لیے کافی تھا۔ ان کی سیرت و اخلاق کو دیکھ کر لوگ ان کے گرویدہ ہوتے جا رہے تھے۔

## گل ہائے سر سبد

دنیا دھیرے دھیرے، ان کے وجود سے خالی ہوتی جا رہی تھی۔ گلشنِ اسلام کے گل سر سبد ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر زندگی میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھی۔ سلام کے بعد آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ (میرے صحابہؓ) جتنے زمین پر ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی آج رات سے پورے سو سال گزرنے کے بعد نئی صدی شروع ہونے پر باقی نہیں رہے گا۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے متعلق بات کرتے وقت غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مقصود تو یہ تھا کہ ایک صدی گزرنے پر یہ قرن ختم ہو جائے گا۔ (ترمذی)

## مدینہ

مدینہ کے صحابہ میں حضرت سہل بن سعدؓ آخری صحابی ہیں جن کی وفات ۸۸ھ میں ہوئی.
انہوں نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ "اگر میں مرجاؤں تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کوئی کرنے والا کوئی دوسرا نہ ملے گا" (الاستیعاب)

## بصرہ

بصرہ کے صحابہ میں حضرت انسؓ بن مالک آخری صحابی ہیں، جن کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی.
وفات کے وقت ان کی عمر ایک سو تین سال سے زائد تھی۔ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ اب
کوئی صحابی باقی ہے یا نہیں؟ حضرت انسؓ نے فرمایا، دیہات کے چند بدو البتہ باقی رہ گئے ہیں
جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، لیکن اب کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جس
نے آپ کی صحبت اٹھائی ہو۔ (اسد الغابۃ)۔

## مکّہ

صحابہ میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ سب سے آخری صحابی تھے، جنہوں نے ۱۱۰ھ
میں مکہ میں وفات پائی۔ وہ خود کہا کرتے تھے کہ آج میرے سوا روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں
ہے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔ (استیعاب)

## دوسرا دور

تاریخ اسلام کا بہترین دور ختم ہو رہا تھا۔ ایک صدی پوری ہو رہی تھی۔ اب دوسرے دور
کا آغاز ہونے جا رہا تھا۔ صحابہ کرام کے تربیت یافتہ فرزندوں اور شاگردوں "تابعینؒ" کا دور۔
اور اس کے ساتھ ہی ہماری اس کتاب کے ہیرو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا پیمانۂ حیات
بھی چھلکنے والا تھا۔

## ہمارے اسلاف

چمن پر مسلط باغبانوں میں اقتدار کے لیے باہمی رسہ کشی شروع ہوگئی۔ ان میں کسی کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا۔ کسی کو زہر دے کر ہلاک کر ڈالا گیا۔ کسی کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی۔ کسی کو جلاد کے حوالے کر دیا گیا۔ پھر یہ اقتدار دوسرے خاندان میں منتقل ہوا۔ ان کے ہاں بھی قتل و غارت گری کے وہی مناظر دیکھنے میں آئے جو اس سے پیشتر دیکھے گئے تھے۔ خلافت علی منہاج النبوت کی ایک جھلک خلیفۂ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور حکومت میں دیکھنے میں آئی۔ پھر یونان کے بطلیموس، فارس کے کسریٰ، روم کے قیصر، ہندوستان کے راجہ و مہاراجوں کی طرح "مسلمان بادشاہوں" کا دور حکومت دوبارہ قائم ہوگیا۔

○ بادشاہوں کے اس دور کو ہم "تاریخ اسلام" نہیں سمجھتے۔ ان کے دور حکومت کو تاریخ کا ایک جزء تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر اس کو تاریخ اسلام نہیں کہا جا سکتا۔ ہمارے نزدیک تاریخ اسلام، بزرگان دین، ائمہ کرام و صلحائے امت کی ان کوششوں کا نام ہے جو دین کی تجدید و احیاء کے لیے کی گئیں۔ اس کے لیے ہمارے اسلاف شاہی عتاب کا شکار ہوئے، پابند سلاسل ہوئے۔ ان کی شکلیں کسی [illegible] گئیں۔ ان کی جائدادیں ضبط کی گئیں۔ انھیں قید خانے کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں ڈال دیا گیا۔ چمن اسلام کے ان [illegible] شاداب پھولوں نے ہنستے اور مسکراتے ہوئے اپنی جان دے دی مگر باطل سے مصالحت [illegible] گوارا نہ کی۔

ہماری دلچسپی، ہمدردی اور دعاؤں کی مستحق وہ [illegible] تحریکیں، جماعتیں، گروہ اور افراد ہیں کہ جو دین کی اقامت، اعلاء کلمۃ الحق، فریضۂ شہادتِ حق و فریضہ "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی ادائیگی کے لیے سر سے کفن باندھے میدانِ جہاد میں [illegible]۔ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ ملوکیت و آمریت کے شجر خبیث نے زمین میں اپنی جڑیں مضبوطی سے اتار دی ہیں، اس سے ٹکرا گئیں۔ اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینک دینے کی جدوجہد میں لگ گئیں۔ ان کی جہاد کی روداد یں اور شہادت کی داستانیں، امت کا سرمایہ افتخار ہیں اور تاریخ اسلام میں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

## فیصلہ کا دن

ان باغبانوں نے اہلِ چمن پر جس قدر ظلم ڈھائے وہ حضرت انس بن مالکؓ کا دل ہی جانتا تھا۔ کتنے ہی گلاب، سیوتی، چنبیلی، بیلہ، موگرہ، جوئی، کیوڑہ، کنول، گیندا، گل بہار، گل مہندی ان کے مظالم کا نشانہ بنے ظالموں نے ان نرم و نازک پھولوں کو مسل ڈالا اور چمن کی سرسبزی و شادابی لوٹ لی۔ ان کو ان کے کیے کی سزا ملنی ضروری ہے۔ اور قادر مطلق نے اس کے لیے ایک دن مقرر کر رکھا ہے اور حضرت انسؓ کو اسی دن کا انتظار تھا۔

## موت کی تمنّا

حضرت انسؓ بن مالک کے صاحبزادے نضر نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی ہے کہ کاش میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ "موت کی تمنا نہ کیا کرو" ورنہ ضرور میں موت کی تمنا کرتا۔ (بخاری)

## میرے کفن سے وہ خوشبو لگا دینا

ثمامہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے لیے ام سلیمؓ چمڑے کا گدا بچھایا کرتیں اور آپؐ اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تو میں آپؐ کا پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتا اور انھیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتا۔

ثمامہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انس بن مالکؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔ ان کا بیان ہے کہ وہی خوشبو ان کے کفن کو لگائی گئی۔ (بخاری)

## میری زبان کے نیچے موئے مبارک رکھ دینا

حضرت انس بن مالکؓ چند ماہ بیمار رہے۔ شاگردوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ دور دور

سے لوگ عیادت کو آتے تھے۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو ثابت بنانی سے فرمایا:۔ میری زبان کے نیچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک رکھ دو۔ ثابت نے حکم کی تعمیل کی اور اسی حالت میں روح اطہر نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

## نماز جنازہ

حضرت انس بن مالکؓ کی نماز جنازہ قطن بن مدرک کلابی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل وعیال، شاگردوں اور احبابِ خاص کی معتد بہ تعداد موجود تھی۔

## آرام گاہ

حضرت انس بن مالکؓ کو بصرہ میں ان کے محل کے قریب دفن کیا گیا۔ (سیر الانصار)

# خراجِ عقیدت

صحابہ کرامؓ کے بابرکت وجود سے دنیا خالی ہو گئی۔ حضرت انس بن مالکؓ کی وفات سے لوگوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اس وقت دنیا میں صرف دو صحابی موجود تھے۔

(۱) حضرت انس بن مالکؓ

(۲) حضرت ابو الطفیلؓ

اب صرف حضرت ابو الطفیلؓ ہی رہ گئے تھے جن کی آنکھیں شمع نبوت کے دیدار سے روشن ہوئی تھیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی وفات پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے مورق نے کہا۔

"آج نصف عالم جاتا رہا؟

لوگوں نے کہا:۔ یہ کیونکر

کہا:۔ میرے پاس ایک بدعتی آیا کرتا تھا۔ وہ جب حدیث کی مخالفت کرتا میں اسے حضرت انسؓ کے پاس حاضر کرتا تھا۔ حضرت انسؓ حدیث سنا کر اس کی تشفی کرتے تھے۔ اب کون صحابی ہے جس کے پاس جاؤں گا۔"؟ (سیر الانصار)

# خصوصی تعارف

## ان سے ملیے

## آپ ہیں

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے
خادم

اے رہرو فرزانہ، رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو صحرا ہے تو طوفاں ہو

(اقبال)

# تعارف

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

نام :.......... انس

کنیت :......... ابو حمزہ

لقب :......... خادم رسول اللہ

قبیلہ :......... قبیلۂ نجار

نسب نامہ :..... انس بن مالک بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جنب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔

والدہ ماجدہ :..... ام سلیمؓ بنت ملحان انصاریہ

## "حلیہ مبارک"

انس بن مالکؓ خوب صورت اور موزوں اندام تھے۔ مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ ہاتھوں میں خلوق (ایک قسم کی خوشبو تھی) ملتے تھے جس کی زردی سے چمک پیدا ہوتی تھی۔ انگوٹھی پہنتے تھے۔ صاحب اسد الغابۃ نے روایت کی ہے کہ انگوٹھی کے نگینہ پر شیر کی صورت کندہ تھی۔

ایام پیری میں دانت ہلنے لگے تو سونے کے تاروں سے کسوائے تھے۔

بچپن میں ان کے گیسو تھے۔ آقائے نامدار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے تو ان بالوں کو بھی مس فرمایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت انسؓ نے گیسو کٹوانا چاہا تو حضرت ام سلیمؓ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بالوں کو چھوا ہے، ان کو نہ کٹاؤ۔

حضرت انسؓ خز کے کپڑے (قیمتی لباس) پہنتے تھے اور راسی کا عمامہ باندھتے تھے۔ (سیر الانصار ج ۲ اول)

# آل واولاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت انس بن مالکؓ کو مال واولاد سے خوب نوازا تھا۔ ان کی وفات کے وقت بیٹوں اور پوتوں کی تعداد سو سے اوپر تھی۔ خدا نے انھیں اسی بیٹے اور متعدد بیٹیاں دی تھیں ان کے مشہور بیٹوں اور بیٹیوں کے نام یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| عبداللہ بن انسؓ | حفصہ بنت انسؓ |
| عبیداللہ بن انسؓ | ام عمرو بنت انسؓ |
| زید بن انسؓ | رملہ بنت انسؓ |
| یحیٰ بن انسؓ | امیمہ بنت انسؓ |
| خالد بن انسؓ | ام حرام بنت انسؓ |
| موسیٰ بن انسؓ | |
| ابوبکر بن انسؓ | |
| براء بن انسؓ | |
| علاء بن انسؓ | |
| عمر بن انسؓ | |

(نزہتہ الابرار بحوالہ سیر الانصار ج اول)

# اولاد کی تعلیم وتربیت

حضرت انسؓ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی۔ وہ اکثر اپنے مکان میں رہتے تھے۔ لڑکوں کو خود تعلیم دیتے تھے۔ لڑکیوں کو بھی حلقہ درس میں بیٹھنے کی اجازت تھی۔ ان کے کئی لڑکے فن حدیث میں شیخ اور امام کا منصب رکھتے تھے اور طبقۂ تابعینؒ میں خاص عظمت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے جو حضرت انسؓ کی تعلیم کا اثر تھا۔ تعلیم کے علاوہ حضرت انسؓ بہت بڑے تیرانداز تھے۔ اپنے لڑکوں کو تیراندازی کی بھی مشق کراتے تھے۔ پہلے لڑکے نشانہ لگاتے جس میں بسا

اوقات غلطی ہو جاتی تو خود حضرت انسؓ ایسا تیر جوڑ کر مارتے کہ نشانہ خالی نہ جاتا تھا۔
(سیر الانصار ج اول)

# حضرت انس بن مالکؓ کا گھرانا

## حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باپ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اُمِ سلیمؓ حضرت انسؓ کے والد کے پاس آئیں اور کہا میں تمہارے پاس آج ایسی چیز لائی ہوں جو تمہیں بری لگے۔ حضرت انسؓ کے والد نے کہا تو ہمیشہ سے اس اعرابی کے پاس سے ایسی بات لاتی ہے جس کو میں ناپسند کرتا ہوں حضرت ام سلیمؓ نے کہا، تھے، جب اعرابی تھے (اب تو انھیں) اللہ پاک نے منتخب اور پسند کر لیا اور ان کو نبی بنا دیا۔ پوچھا تو کیا چیز لائی ہے حضرت ام سلیمؓ نے کہا شراب حرام کر دی گئی، حضرت انسؓ کے والد نے کہا یہ وقت میری اور تیری جدائیگی کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حالت شرک میں وفات پائی۔

(البزار)

## حضرت انسؓ کی والدہ ماجدہ، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کے سوا کسی عورت کے پاس نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیمؓ کے ہاں اکثر جایا کرتے تھے۔ حضورؐ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ام سلیمؓ پر مجھ کو رحم آتا ہے۔ اس کا بھائی میری ہمراہی میں شہید ہوا ہے۔ (مسلم)

(۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کسی کے چلنے کی آہٹ سنی۔ میں نے پوچھا:

کون ہے؟ بتایا گیا: غمیصا بنت ملحان یعنی اُم سلیمؓ (انس کی ماں)

ــــ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "مجھ کو جنت دکھائی گئی تو میں نے اس میں ابوطلحہؓ کی بیوی (اُم سلیمؓ) کو پایا۔ پھر میں نے اپنے آگے کسی کے قدموں کی آہٹ سنی تو "بلال" تھے۔
(مسلم)

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا گذر جب اُم سلیمؓ کے پاس سے ہوتا تو آپ انھیں سلام کرتے۔ (بخاری)

## حضرت ابوطلحہؓ انصاری

## حضرت انس رضی اللہ عنہ

## کے سوتیلے باپ

## یارسول اللہ! میرا سینہ آپ کی ڈھال ہے

## حضرت ابوطلحہؓ

نام :۔ زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن مالک بن النجار ــــ

کنیت :۔ ابوطلحہ۔

○ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار و فدائی۔

○ بیعت عقبہ ثانی کے شریک۔

○ شوہر، حضرت اُم سلیمؓ کے۔ سوتیلے باپ، حضرت انس بن مالکؓ کے۔ رئیس، قبیلہ عمرو بن مالک کے۔

○ اسلام سے پہلے بت پرست، اسلام لانے کے بعد بت شکن۔

○ ایمان کا مزہ چکھنے سے پہلے انگور کی بیٹی پر عاشق، ایمان کی حلاوت پانے کے بعد مئے توحید کے متوالے۔

○ مدینہ میں اسلامی بھائی چارہ قائم ہوا تو امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ

اسلامی بھائی قرار پائے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

## میدانِ جہاد میں

غزوۂ بدر میں حصہ لیا۔ غزوۂ احد میں شریک رہے۔ شان اس مردِ مجاہد کی میدانِ جنگ میں ملاحظہ کریں۔

### مجاہد کی شان

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈھال آڑ کیے سینہ تانے کھڑے تھے۔ نشۂ جہاد میں سرشار یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

نفسی لنفسك الفداء        ووجھی لوجھك الوفاء

میری جان آپ کی جان پر قربان        اور میرا چہرہ آپ کے چہرہ کی سپر ہو۔ (مسند احمد)

ان کی ترکش سے نکلے ہوئے تیز آگ برساتے ہوئے مشرکین کے جسم میں پیوست ہو رہے تھے اور انھیں سیدھا جہنم پہنچا رہے تھے۔ ادھر سے بھی تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک سر اٹھاتے تو ابو طلحہؓ فوراً سامنے آجاتے اور کہتے

نحری دون نحرك        میرا گلہ، آپ کے گلے سے پہلے

وفاداری وجاں نثاری کا نمونہ دیکھ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمغہ عنایت فرمایا۔

"فوج میں ابو طلحہؓ کی آواز، سو آدمی سے بہتر ہے۔ (مسند احمد)

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کو غزوۂ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے گدھے کے گوشت کے کھانے کی ممانعت کا اعلان کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ (مسند احمد)

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ تمام غزوات میں رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور ان کا اونٹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کے برابر چلتا تھا، غزوۂ خیبر سے واپسی کے وقت (اُم المؤمنین) حضرت صفیہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر سوار تھیں۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر ناقہ ٹھوکر کھا کر گری اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صفیہؓ زمین پر آ رہے۔ حضرت ابو طلحہؓ سواری سے فوراً کود پڑے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ یا رسول اللہ چوٹ تو نہیں آئی؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں، مگر صفیہؓ کی خبر لو۔ حضرت ابو طلحہؓ منہ پر رومال ڈال کر حضرت صفیہؓ کے پاس پہنچے اور ان کا کجاوہ درست کر کے اونٹ پر بٹھایا۔ (مسند احمد)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب خاص

نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کے حج کے لیے مکہ تشریف لے گئے اور منیٰ میں حلق کرایا تو سر مبارک کے داہنے طرف کے بال تو اور لوگوں میں تقسیم ہو گئے اور بائیں طرف کے کل موئے مبارک حضرت ابو طلحہؓ کو مرحمت فرمائے۔ (ترمذی)

## ابو طلحہؓ! تمہارا تحفہ قبول ہے

ایک مرتبہ حضرت انس بن مالکؓ ایک خرگوش پکڑ لائے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے اس کو ذبح کیا اور ایک ران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دی۔ حضورؐ نے اپنے محبوب صحابی کا تحفہ قبول فرمایا۔ (مسند احمد)

## ابو طلحہؓ! یہ مال غنیمت تمہارا ہے

غزوۂ حنین میں حضرت ابو طلحہؓ نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ بیس، اکیس کافروں کو قتل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "جو شخص جس آدمی کو مارے وہ اس کے سارے اسباب کا مالک سمجھا جائے گا"۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے بیس، اکیس آدمیوں کا سامان

حفظ میں حاصل کیا۔ (سیر الانصار ج اول)

## یہ باغ راہِ خدا میں نثار ہے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ انصاری مدینہ کے انصار میں بڑے مالدار تھے ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سے سب سے زیادہ عمدہ باغ بیرحاء نامی تھا۔ جو حضرت ابو طلحہؓ کو بہت پسند تھا اور مسجد نبوی کے سامنے بالکل قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم اس باغ میں جاتے اور اس کا میٹھا اور عمدہ پانی پیتے جب یہ آیت نازل ہوئی لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۔ "جب تک تم اپنے پسندیدہ مال میں سے خرچ نہیں کرتے نیکی کو نہیں پا سکتے" تو حضرت ابو طلحہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر اس مضمون کی آیت نازل ہوئی ہے اور میری سب سے پیاری جائیداد "بیرحاء" باغ ہے میں اس اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرہ میں شامل کرے گا۔ حضور اپنی مرضی کے مطابق اس کو اپنے مصرف میں لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ! واہ! بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ مال ہے۔ بڑا نفع مند ہے اور جو تو نے کہا ہے وہ بھی میں نے سن لیا ہے میری رائے یہ ہے کہ تم یہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے وہ باغ اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری)

حضرت ابو طلحہؓ نے باغ کو وقف کرتے وقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کھا کر کہا کہ "یہ بات اگر چھپ سکتی تو کبھی میں ظاہر نہ کرتا"۔ (مسند احمد)

## ابو طلحہؓ! تمہارے کام سے خدا بہت خوش ہوا۔

ایک مرتبہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس کے قیام کا کوئی سامان نہ تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو جو اپنے ہاں مہمان رکھے، اس پر خدا رحم کرے گا۔

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے اٹھ کر کہا دیں لیے جاتا ہوں۔ گھر میں کھانے کو نہ تھا، صرف بچوں کے لیے کھانا پکا تھا۔ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ نے بیوی سے کہا کہ بچوں کو سلا دو۔ اور مہمان کے پاس بیٹھ کر چراغ گل کر دو، اس طور پر وہ کھانا کھائے گا۔ اور ہم بھی فرضی طور پر منہ چلاتے رہیں گے، غرض اس طرح اس کو کھلا کر تمام گھر فاقہ سے پڑا رہا۔ صبح کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضورؐ نے ان کی شان میں یہ آیت پڑھی جو اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط (الحشر) اور حضرت ابوطلحہؓ انصاری سے کہا: "رات تمہارے کام سے خدا بہت خوش ہوا" (صحیح مسلم)

## ابوطلحہؓ! یہ شرف تمہیں حاصل ہوگا۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت ابوطلحہؓ اپنے مکان میں تھے ادھر مسجد نبوی میں صحابہ میں گفتگو ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کون تیار کرے مدینہ میں بغلی اور مکہ میں صندوقی قبروں کا رواج تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغلی قبر پسند فرماتے تھے۔ مسلمانوں میں دو شخص قبریں کھودتے تھے۔

- مہاجرین میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ
- اور انصار میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہؓ صندوقی اور حضرت ابوطلحہؓ بغلی بناتے تھے۔ اس لیے دونوں کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ اور یہ رائے قرار پائی کہ جو پیشتر پہنچے اس شرف کو حاصل کرے اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بغلی کی تھی۔ بہت سے مسلمان دست بدعا تھے کہ ابو عبیدہؓ کے آنے میں دیر ہو اور ابوطلحہؓ جلد آجائیں، یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت ابوطلحہؓ پہونچ گئے اور اپنے ہاتھ سے بغلی قبر کھودی۔ (سیر الانصار ج۱ اول)

## ابوطلحہؓ! جب تک خلیفہ منتخب نہ ہو اپنی جگہ سے ٹلنا نہیں

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ملک شام چلے گئے اور

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں مدینہ تشریف لائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے پہلے چھ آدمیوں کو خلافت کے لیے نامزد کیا اور حضرت ابو طلحہ رض کو اس کا نگران مقرر کیا۔ صحابہ کرام رض نے متفقہ طور پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ حضرت ابو طلحہ رض نے پوری خوش اسلوبی سے یہ فریضہ انجام دیا۔

## شوقِ شہادت اور شہادت

عمر مبارک ستّر سال

۵۱ھ (راوی حضرت انس بن مالک رض)

ایک جزیرہ میں مدفون ہیں۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رض ایک دن سورۂ توبہ تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اس آیت

انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ (التوبۃ ۱۱)

(نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو)

پر پہونچے تو ولولہ جہاد تازہ ہوا۔ گھر والوں سے کہا کہ خدا نے بوڑھے اور جوان سب پر جہاد فرض کیا ہے، میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، سفر کا انتظام کر دو (آپ نے دو مرتبہ کہا) بڑھاپے کے علاوہ روزے رکھتے تھے نہایت نحیف اور لاغر ہو گئے تھے۔ گھر والوں نے کہا: خدا آپ پر رحم کرے۔ عہدِ نبوی ؐ کے کل غزوات میں شریک ہو چکے۔ ابو بکر رض و عمر رض کے زمانہ خلافت میں برابر جہاد کیا۔ کیا اب بھی جہاد کی حرص باقی ہے؟ آپ گھر میں بیٹھیے ہم آپ کی طرف سے غزوہ میں جائیں گے۔ حضرت ابو طلحہ رض بھلا کب رک سکتے تھے۔ شہادت کا شوق ان کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ فرمانے لگے "جو میں کہتا ہوں اس کی تعمیل کرو، گھر والوں نے چار و ناچار سامان سفر درست کیا اور یہ ستّر برس کا بوڑھا مجاہد خدا کا نام لے کر چل کھڑا ہوا، غزوہ بحری تھا اور اسلامی بیڑہ روانہ ہونے والا تھا حضرت ابو طلحہ رض جہاز پر سوار

ہوئے اور غزوہ کے منتظر تھے کہ ساعت مقررہ آپہونچی اور ان کی روح عالم قدس کو پرواز کر گئی۔ بحری سفر تھا، زمین کہیں نظر نہ آتی تھی، ہوا کے جھونکے جہاز کو غیر معلوم سمت لیے جا رہے تھے۔ اس مجاہد فی سبیل اللہ کی لاش غربت کی حالت میں جہاز کے تختہ پر بے گور و کفن پڑی رہی۔ آخر ساتویں روز جہاز خشکی پر پہنچا، ان لوگوں نے لاش کو ایک جزیرہ میں اتر کر دفن کیا۔ لاش بعینہ صحیح و سالم تھی۔ (سیر الانصار)

## ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

**حلیہ مبارک:۔** رنگ گندم گوں

قد متوسط

سر اور داڑھی سفید۔ خضاب نہیں کرتے تھے۔

چہرہ۔ نورانی

**ابو طلحہ رضی اللہ عنہ**

عبد اللہ

اسحاق — عبد اللہ

یحییٰ (بن اسحاق)
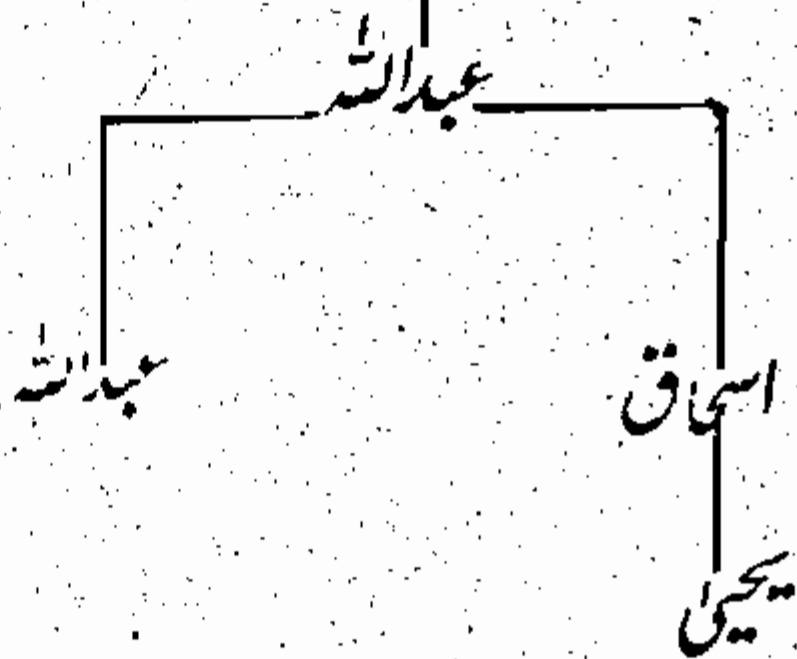
(یہ سب اپنے عہد میں مرجع انام اور علم حدیث کے امام تھے)

(سیر الانصار)

## حضرت انس رضی اللہ عنہ کا سوتیلا بھائی

(۱)

حضرت ام سلیمؓ کے بطن سے حضرت ابو طلحہ کا ایک لڑکا ہوا پھر اس کا نشو و نما ہوا اور ان کے باپ کو بہت ہی پسند آیا، اس کے بعد اللہ پاک نے اس بچہ کو قبض کر لیا تو حضرت ابو طلحہؓ گھر میں آئے اور کہا اے ام سلیمؓ! میرا بیٹا کہاں ہے؟ ام سلیمؓ نے کہا بہت ٹھیک ہے اور ام سلیمؓ نے کہا آپ کھانا کیوں نہیں کھا لیتے آج تو آپ نے صبح کے کھانے میں بہت دیر کر دی حضرت ام سلیمؓ کہتی ہیں میں نے ان کے آگے صبح کا کھانا رکھا اور میں نے کہنا شروع کیا اے ابو طلحہ! کچھ سامان ہے جس کو ایک قوم نے عاریتہ لیا، اور یہ عاریتہ کا سامان انھیں کے پاس جب تک اللہ نے چاہا رہا، سامان والوں نے آدمی بھیج کر اپنے مال کو طلب کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا کیا ان مانگ کر لانے والوں کے لیے جنھوں نے عاریتہ پر لیا تھا اب جزع و فزع مناسب ہے؟ ابو طلحہؓ نے کہا نہیں تب ام سلیمؓ نے کہا کہ تمہارا بیٹا دنیا چھوڑ گیا، دریافت کیا وہ کہاں ہے؟ ام سلیمؓ نے کہا وہ دیکھئے اس چھوٹی کوٹھری میں ہے۔ چنانچہ ابو طلحہؓ اندر گئے اور اس کے چہرہ پر سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے ام سلیمؓ کی یہ باتیں کہیں، حضورؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ام سلیمؓ کے رحم میں ان کے اپنے بچہ پر صبر کرنے کی وجہ سے ایک اور لڑکا ڈال دیا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں چنانچہ یہ وہ بچہ جنیں تو حضورؐ نے فرمایا اے انس! اپنی ماں کے پاس جا اور ان سے کہہ جب اپنے بیٹے کی ناف کاٹ لیں تو اسے کچھ نہ چکھائیں یہاں تک کہ اسے میرے پاس بھیج دیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں اس نوزائیدہ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر آپ کے پاس لایا اور میں نے اسے آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ دیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس تین عجوہ کھجوریں لے آؤ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں انھیں لے آیا آپ نے ان کی گٹھلیاں پھینک دیں پھر انھیں اپنے منہ میں ڈالا اور چبایا اس کے بعد بچہ کا منہ کھولا اور اس کے منہ میں ڈال دیا۔ بچہ نے منہ چلانا شروع کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ انصاری ہے کھجوروں کو دوست رکھتا ہے اور

اس کے بعد آپ نے فرمایا تم اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا اللہ تمہیں اس بچہ میں برکت دے اور اس کو بھلا اور پرہیز گار بنائے۔

۲

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ کا ایک بیٹا بیمار ہو گیا، یہ باہر نکلے اس بچہ کی وفات ہو گئی جب واپس آئے تو حضرت ابو طلحہؓ نے پوچھا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیمؓ نے فرمایا وہ پہلے سے سکون میں ہے اور ان کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا انہوں نے شام کا کھانا کھایا اس کے بعد حضرت ام سلیمؓ سے اپنی حاجتِ انسانی پوری کی جب فراغت کر چکے، ام سلیمؓ نے کہا کہ اپنے بچہ کو دفنا آؤ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو سارا واقعہ کہہ سنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے آج رات ہم بستری کی ہے؟ حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا جی ہاں آپؐ نے دعا دی۔ اے میرے اللہ! ان دونوں کے لیے برکت نازل فرما چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ کے یہاں ایک صاحب زادہ ہوا حضرت ابو طلحہؓ نے مجھ سے کہا اس کو حفاظت سے سرکارِ دو عالمؐ کے پاس لے جاؤ، چنانچہ وہ بچہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضرت ام سلیمؓ نے اس کے ساتھ چند کھجوریں بھیجی تھیں اس بچہ کو حضورؐ نے لیا اور دریافت فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی لائے ہو؟ حاضرین نے کہا جی ہاں! کھجوریں ہیں، چنانچہ حضورؐ نے ان کھجوروں کو لیا اور ان کو چبایا پھر ان کو اپنے دہن مبارک سے لے کر بچہ کے منہ میں ڈال کر اس کے اوپر کے تالو سے چپکا دیا، اور اس بچہ کا نام عبد اللہ رکھا۔ اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں اس کا ایک جملہ اس طرح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید کہ اللہ پاک ان دونوں یعنی ام سلیمؓ اور ابو طلحہؓ کے لیے ان کی رات میں برکت عطا فرمائے۔ سفیانؒ راوی کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے بیان کیا کہ میں نے ان کی نو اولاد کو دیکھا ہے وہ سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔ (بخاری)

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ کا ایک لڑکا جو ام سلیمؓ کے بطن سے تھا ابو طلحہؓ کی عدم موجودگی میں مر گیا۔ میری ماں ام سلیمؓ نے گھر کے لوگوں سے کہا جب

تک میں خود بچہ کی موت کا ذکر ابو طلحہؓ سے نہ کروں، ان سے اس کے متعلق کوئی بات نہ کرے۔
حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ حسبِ معمول وقت پر گھر میں آئے۔
ان کے سامنے شام کا کھانا رکھا گیا اور انہوں نے کھا پی لیا۔ اس کے بعد اُمّ سلیمؓ نے اپنے آپ کو بہترین طریقہ پر آراستہ کیا اور رات کو ابو طلحہؓ نے ان سے مجامعت کی۔ جب اُمّ سلیمؓ نے دیکھا کہ ابو طلحہؓ اپنی ضرورت سے فراغت کر چکے ہیں تو انہوں نے کہا:۔ ابو طلحہ! اگر کچھ لوگ کسی گھر والے کو کوئی چیز عاریتاً دیں تو کیا اس کے گھر والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کی چیز کو لے؟

ابو طلحہؓ نے کہا:۔ نہیں، اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔

اُمّ سلیمؓ نے کہا:۔ تو اب اپنے بیٹے کی وفات سے تم بھی ثواب کی توقع رکھو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ابو طلحہؓ غضب ناک ہو گئے اور کہا:۔ مجھ کو پہلے سے خبر نہیں دی اور جب میں جماع کی نجاست میں آلودہ ہو گیا تب مجھ کو آگاہ کیا۔

چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ سے آگاہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو گزری ہوئی رات میں برکت عطا فرمائے۔

چنانچہ اُمّ سلیمؓ حاملہ ہو گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں سفر میں تھے، اُمّ سلیمؓ بھی ہمراہ تھیں۔ حضورؐ کا قاعدہ تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو رات کو گھر پہنچ کر دروازہ نہ کھٹکھٹاتے۔ حضورؐ مدینہ کے قریب تھے کہ اُمّ سلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ ابو طلحہؓ تو اُمّ سلیمؓ کے پاس رہ گئے اور حضورؐ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت ابو طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی ترک ہو جانے کے رنج میں کہا:۔ پروردگار! تو جانتا ہے کہ جب تیرا رسول مدینہ سے نکلتا تھا تو میں اس کے ساتھ نکلنے کو پسند کرتا تھا اور جب تیرا رسول مدینہ میں داخل ہوتا تھا تو میں بھی اس کے ساتھ داخل ہوتا تھا، لیکن اب تو دیکھ رہا ہے کہ مجبوری نے مجھ کو ہمراہی سے روک دیا۔

ام سلیمؓ نے یہ سن کر ابو طلحہؓ سے کہا: ابو طلحہؓ! میری تکلیف ناقابل برداشت نہیں ہے، چلو۔ چنانچہ ہم بھی روانہ ہو گئے اور مدینہ میں پہنچتے ہی پھر درد زہ شروع ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ میری ماں نے مجھ سے کہا: انسؓ! اس بچہ کو دودھ نہ پلانا جب تک کہ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش نہ کر دیا جائے۔

صبح ہوتے ہی میں نے بچہ کو اٹھایا اور حضورؐ کی خدمت میں لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں داغ لگانے کا آلہ تھا۔ مجھ کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا: "شاید ام سلیمؓ کے بچہ پیدا ہو گیا" میں نے عرض کیا: جی ہاں!

حضورؐ نے آلہ کو رکھ دیا اور میں نے بچہ کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے بچہ کو گود میں لے لیا اور پھر مدینہ کی بہترین کھجور کو دہن مبارک میں ڈال کر خوب چبایا اور اس کا لعاب بچہ کے منہ میں ڈال دیا۔ بچہ نے زبان کو حرکت دی اور ذائقہ لینے لگا۔ حضورؐ نے بچہ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا: "دیکھو! کھجور سے انصار کی محبت کو دیکھو" اس کے بعد آپؐ نے بچہ کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور عبد اللہ نام رکھا۔ (مسلم)

## حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

### حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگاہے بگاہے حضرت ام حرامؓ بنت ملحان کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتیں اور حضرت ام حرامؓ حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہؐ ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے سر مبارک میں شانہ کرنے لگیں۔ رسول اللہؐ کو نیند آگئی۔ پھر ہنستے ہوئے آپؐ بیدار ہوئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہؐ! کس بات نے آپؐ کو ہنسایا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر کے سینے پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ (حدیث میں) مثل الملوک علی الاسرۃ ہے۔ یا الملوک علی الاسرۃ اس میں اسحاق راوی کو شک ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے۔ تو ان کے لیے رسول اللہؐ نے دعا کی۔ اس کے بعد پھر آپ سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کو کس چیز نے ہنسایا؟ فرمایا مجھ پر میری امت کے کچھ اور لوگ پیش کئے گئے جو پہلوں کی طرح اللہ کی راہ میں عرض کرنے کے لیے سمندر کے سینے پر سوار ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں شامل فرما دے۔ ارشاد فرمایا، تم پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہو۔ یہ حضرت معاویہؓ بن ابو سفیان کے عہد میں جہاز پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری کے جانور سے گر پڑیں اور جاں بحق ہو گئیں۔ (بخاری)

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انسؓ بن نضر جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے۔ بدر کی لڑائی

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک نہ ہو سکے۔ اس کا ان کو بڑا صدمہ ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلی بار جس (جنگ) میں شریک ہوئے میں اس میں غیر حاضر رہا (یعنی میں پہلی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا) اگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مجھے (جنگ کی) کوئی جگہ دکھائی (یعنی جنگ میں جانے کا موقع ملا) تو پھر خدا کی قسم اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں (یعنی اس وقت میں بہت بہادری سے لڑوں گا) پھر ان کو ڈر ہوا کہ کہیں کوئی اور یہ بات نہ کہہ ڈالے۔ اور اس سے اس عہد کے خلاف نہ ہو جائے چنانچہ آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اُحد میں شریک ہوئے۔ وہ احد کی طرف جا ہی رہے تھے کہ راستہ میں سامنے سے حضرت سعد بن معاذ رضؓ ملے۔ پوچھا۔ ابو عمرو! کہاں چلے؟ انہوں نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو کے کیا کہنے میں اسے احد پہنچنے سے پہلے ہی محسوس کر رہا ہوں چنانچہ انہوں نے جوش و خروش سے جنگ کی اور شہید ہوئے۔ ان کے بدن میں اسّی سے کچھ زائد زخم لگے جن میں کچھ تلواروں کے تھے اور کچھ نیزوں کے اور کچھ تیروں کے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی حضرت ربیع بنت نضرؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو صرف ان کی پوروں سے پہچان سکی (ورنہ زخموں سے ان کا بدن سراپا بدل گیا تھا) اور یہ آیت نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔

"ان مومنوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا۔ اس میں سچے اترے۔ پھر بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی ذمہ داری ادا کر چکے۔ یعنی انتقال کر گئے اور بعض وہ ہیں جو انتظار میں ہیں۔ اور انہوں نے ذرا تغیر و تبدل نہ کیا۔" (ترمذی)

## حضرت انسؓ بن مالک کے ماموں

### حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنو سلیم کے کچھ لوگوں کو قبیلہ عامر کی طرف (تبلیغ دین کے لیے) بھیجا جن کی تعداد ستر تھی، جب وہ وہاں

پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحان نے کہا، پہلے میں تن تنہا جاتا ہوں، اگر انہوں نے مجھے امان دی تو انھیں رسولِ خدا کا پیغام پہنچا دوں گا ورنہ تم میرے قریب رہنا اور موقع کے مطابق اقدام کرنا۔ پس ان لوگوں نے انھیں امان دے دی۔ اسی اثناء میں کہ وہ انھیں نبی کریمؐ کا پیغام دے رہے تھے تو انہوں نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کر دیا، جس نے نیزے کا ایسا وار کیا کہ ان کے سینے سے پار کر دیا۔ فوراً آن کی زبان مبارک سے نکلا: اللہ اکبر، کعبہ کی رب کی قسم، میں تو اپنی مراد پا گیا، اس کے بعد وہ بدبخت شمعِ رسالت کے باقی پروانوں پر پل پڑے اور انھیں بھی شہید کر دیا۔ صرف ایک بزرگ ان میں سے بچے جو لنگڑے تھے اور پہاڑی پر چڑھ گئے تھے۔ ہمام راوی فرماتے ہیں کہ میری رائے میں ان کے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے۔ پس حضرت جبرئیل نے اس واقعہ کی نبی کریم کو خبر پہنچائی کہ وہ اپنے رب سے جا ملے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اپنے رب سے راضی ہیں۔ پس ایک مدت تک ہم یہ آیت پڑھتے رہے۔ کہ ہماری قوم کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے ہیں ہم اس سے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ پھر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چالیس روز تک قبیلہ ذہل، ذکوان، بنی لحیان اور بنی عصیہ کے ان لوگوں کی بربادی کے لیے دعا مانگی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ستر افراد کو ایک ضرورت کے تحت روانہ فرمایا جنہیں قاری حضرات کہا جاتا تھا۔ چنانچہ بنو سلیم کے قبیلہ رعل اور قبیلہ ذکوان والوں نے انھیں ایک کنوئیں کے پاس گھیر لیا جس کو بئر معونہ کہتے تھے۔ انہوں نے کہا بھی کہ خدا کی قسم، ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ ہمیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حاجت (قرآن کریم پڑھانے) کے تحت بھیجا ہے۔ اس کے باوجود ان لوگوں نے انھیں شہید کر دیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں ان لوگوں کی ہلاکت کے لیے دعا کی۔ قنوت کی ابتدا یہیں سے ہوئی اور اس سے پہلے ہم قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ عبدالعزیز کا قول ہے

کہ حضرت انسؓ سے قنوت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ رکوع کے بعد ہے یا قرأت ختم کرنے کے بعد؟ انہوں نے فرمایا۔ بلکہ قرأت ختم کر لینے کے بعد ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد عرب کے بعض قبیلوں کی ہلاکت کے لیے دعا کی۔ (بخاری)

## حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنی لحیان والے اپنے دشمنوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امداد کے طلب گار ہوئے آپؐ نے ستر انصار کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ اس زمانے میں ہم انھیں قاری حضرات کہا کرتے تھے۔ وہ دن کو لکڑیاں لاتے اور رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات بئر معونہ کے پاس پہنچے تو انھیں قتل کر دیا گیا اور ان کے ساتھ دھوکا کیا۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں قبائل عرب سے قبیلہ رعل، قبیلہ ذکوان، قبیلہ عصیہ اور قبیلہ بنو لحیان کے لیے قنوت پڑھی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے متعلق قرآن کریم کی ایک آیت پڑھا کرتے تھے جو بعد میں منسوخ ہو گئی یعنی "ہماری یہ خبر قوم کو پہنچا دی جائے کہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ وہ ہم سے راضی ہے اور اس نے ہمیں راضی کر دیا ہے"۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھی اور قبائل عرب میں سے قبیلہ رعل، قبیلہ ذکوان قبیلہ عصیہ، قبیلہ بنی لحیان کی ہلاکت کے لیے دعا کی۔ خلیفہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ ستر حضرات انصار سے تھے جو بئرِ معونہ پر شہید کیے گئے اور اس حدیث میں لفظ قرآناً سے کتاباً مراد ہے۔

(۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے

ماموں جان یعنی میری والدہ ماجدہ حضرت ام سلیمؓ کے بھائی کی سرکردگی میں ستر سواروں کو روانہ فرمایا۔ مشرکین کے سردار عامر بن طفیل نے بارگاہ رسالت میں تین شرطیں پیش کی تھیں۔ اس نے کہا کہ (۱) دیہات پر آپ کی اور شہروں پر میری حکومت ہو۔ (۲) مجھے اپنا خلیفہ نامزد کر دیا جائے۔ (۳) ورنہ اہلِ غطفان کے دو ہزار افراد کے ساتھ آپ پر حملہ کر دوں گا۔ پس عامر کو امّ فلاں کے گھر میں طاعون کی بیماری نے آدبوچا اور کہنے لگا کہ اس خاندان کے گھر میں تو مجھے بھی اونٹ جیسی گلٹی نکل آئی ہے، پس بھاگنے کے لیے گھوڑا منگوایا اور اس کی پیٹھ پر ہی ملک عدم کو راہی ہوگیا۔ پس میرے ماموں حضرت حرام بن ملحان جو حضرت ام سلیم کے بھائی تھے، انہوں نے ایک لنگڑے آدمی ۔ ۔ ۔ کو ساتھ لیا، پھر کافروں کے پاس گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا اگر یہ مجھے پناہ دے دیں تو میرے پاس آجانا اور اگر مجھے قتل کر دیں تو اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جانا۔ پس انہوں نے کہا کیا تم مجھے امان دیتے ہو تاکہ میں تمہارے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں یہ پیغام سنانے لگے اور انہوں نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کر دیا جس نے پیچھے سے آکر ان کو نیزہ مارا۔ ہمام راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں اسحاق بن عبداللہ نے یہ فرمایا کہ پھر نیزہ ان کے جسم سے پار ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اللہ اکبر، کعبہ کے رب کی قسم میں تو کامیاب ہوگیا۔ پھر انہوں نے ان کے ساتھیوں کو بھی جالیا۔ اور اس لنگڑے بزرگ کے سوا باقی سب کو شہید کر دیا۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ایک آیت نازل فرمائی جو بعد میں منسوخ ہوگئی تھی کہ "بیشک ہم اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ گئے ہیں، پس وہ ہم سے راضی ہے اور اس نے ہمیں راضی کر دیا ہے" پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیس دن صبح کے وقت رعل، ذکوان، بنی لحیان اور عصیہ قبائل کی ہلاکت کے لیے دعا کی کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تھی۔

(بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ کے روز جب حضرت حرام بن ملحانؓ میرے ماموں جان کو نیزہ مارا گیا تو انہوں نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور اپنے سر پر مل لیا اور فرمایا۔ ربِ کعبہ کی قسم، یقیناً میں تو اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا ہوں۔

(بخاری)

# حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

(۱)

## حضرت انسؓ کے بھائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی جنگ کے دن باغ والوں پر تنِ تنہا تیر اندازی کی اور ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ باغ کا دروازہ کھول دیا اور ان میں اسی سے زیادہ زخم تھے کچھ تیروں کے اور کچھ تلوار کے یہ وہاں سے علاج کے لیے اپنی فرودگاہ پر اٹھا کر لائے گئے ان کی تیمارداری کے لیے حضرت خالدؓ کو ایک ماہ ٹھہرنا پڑا۔ (الاصابۃ)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یمامہ میں حضرت براءؓ سے حضرت خالدؓ نے کہا کہ اے براءؓ! کھڑے ہو جاؤ، یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد کہا اے مدینہ والو! آج کے دن تمہارے لیے مدینہ نہیں آج تو اللہ وحدہٗ اور جنت ہے یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ حملہ کیا یمامہ والوں کو شکست ہو گئی، اس کے بعد حضرت براءؓ کو یمامہ کا سردار ملا اس کو حضرت براءؓ نے مارا اور پچھاڑ دیا، پھر اس کی تلوار لے کر دوبارہ اس پر وار کر کے اس کے ٹکڑے کر دیے۔ (السراج فی تاریخہ)

(۳)

بغوی میں ہے کہ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کی جنگ کے دن میرے سامنے ایک آدمی آیا جس کو حمارِ یمامہ کہا جاتا تھا یہ بڑا بھاری بھرکم انسان تھا، اس کے ہاتھ میں ایک چمکدار تلوار تھی میں نے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری پس گویا کہ میں نے تلوار مارنے میں خطا کی اور گویا چونچ سی لگا دی، وہ اپنی گدی کے بل گر پڑا میں نے اس کی تلوار لی اور اپنی تلوار میان میں رکھی اس کی تلوار سے میں نے ایک ہی ضرب لگائی کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

(الاصابۃ)

(۴)

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ پناہ لینے کے لیے ایک باغ میں گھس گئے، جس میں اللہ کا دشمن مسیلمہ بھی تھا حضرت براءؓ نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! مجھے ان لوگوں پر یہاں سے پھینک دو چنانچہ انھیں دیوار پر اٹھایا گیا جب یہ دیوار پر چڑھ گئے اندر کی جانب کود پڑے اور ان سے اسی باغ میں یہاں تک لڑے کہ اس کا دروازہ مسلمانوں کے لیے کھول دیا اور مسلمان اندر گھس گئے، اور اللہ پاک نے مسیلمہ کا کام تمام کرایا۔

(الاستیعاب)

(۵)

محمد بن سیرین بیان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر باغ تک پہنچا اس کا دروازہ بند تھا اور اس میں مشرکین جمع تھے۔ حضرت براء بن مالکؓ ڈھال پر بیٹھ گئے اور فرمایا تم لوگ نیزوں سے مجھے اٹھاؤ اور ان کی طرف ڈال دو چنانچہ مسلمانوں نے ان کو اسی طرح نیزوں پر اٹھایا اور ان کو دیوار کے پیچھے سے باغ میں ڈال دیا، مسلمانوں نے ان کو دروازہ کھلنے پر اس حال میں پایا کہ یہ دس مشرکین کو قتل کر چکے تھے۔ (البیہقی)

(۶)

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے لکھا کہ تم لوگ براء بن مالکؓ کو امیر کیوں نہیں بناتے ہو؟ یہ ہلاکیوں میں سے ایک ہلاکی ہیں ان کو لے کر آگے بڑھو۔ (ابن سعد)

(۷)

ابو نعیم حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے دو پرانی چادروں والے جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ اللہ تعالےٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالےٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے انھیں میں سے براء بن مالکؓ ہیں جب جنگ تستر ہوئی لوگوں نے جمع ہو کر ان سے کہا اے براءؓ! اپنے رب کو قسم دے کر سوال کرو۔ انھوں نے کہا اے میرے رب میں تجھ پر تیری ہی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ کفار کے بازو ہم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دے اور مجھے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے چنانچہ یہ شہید ہو۔ اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

(۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے کمزور اور کمزور سمجھے ہوئے دو پھٹی پرانی چادروں والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ انھیں میں سے براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت براء رضی کی مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی ان مشرکین نے مسلمانوں کو بہت زخمی کیا تھا مسلمانوں نے حضرت براءؓ سے کہا اے براءؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو کہ اگر تم اللہ پاک سے کسی بات پر قسم کھالو تو اللہ پاک تمہیں قسم میں پورا کر دے گا لہٰذا تم اپنے رب سے قسم دے کر سوال کرو، حضرت براءؓ نے فرمایا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہم کو ان کے بازوؤں اور (جماعت) کا مالک بنا دے پھر کفار کی سوس کے پُل پر مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی انہوں نے پھر مسلمانوں کو زخمی کیا لوگوں نے حضرت براءؓ سے کہا اے براءؓ! اپنے رب سے قسم دے کر سوال کیجئے، حضرت براءؓ نے کہا اے رب میں تجھے قسم دیتا ہوں تو ہم لوگوں کو ان کے بازوؤں کا مالک بنا دے اور مجھے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے، چنانچہ مسلمانوں نے کفار پر فتح پائی اور حضرت براءؓ شہید ہو گئے۔

(الحاکم۔ الاصابۃ)

(۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ کچھ گنگنا رہے تھے میں نے ان سے کہا اللہ پاک نے اس گانے کے عوض آپ کو اس سے اچھی چیز دی ہے انہوں نے کہا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اسی بستر پر مر جاؤں گا؟ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا، اللہ مجھے ان نعمتوں سے محروم نہ رکھے گا (یعنی شہادت سے) میں نے سو کافر تو تن تنہا مارے ہیں علاوہ ان کفار کے جن کے قتل میں میرے ساتھ اور بھی شریک رہے۔

(الاصابۃ، الحاکم، الطبرانی، ابونعیم فی الحلیۃ)

(۱۰)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ فارس کی گھاٹی پر لڑائی کے دن جب لوگ جمع ہوئے تو حضرت براء رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کو ہنکایا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا

کہ وہ چیز بہت بری ہے جس کا تم نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنا دیا ہے کہ پہلے دشمن حملہ کرے پھر ان کا مقابلہ کیا جائے) اس کے بعد دشمن پر حملہ کیا، اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح دی اور حضرت براءؓ اسی دن شہید ہو گئے۔ (الحاکم)

## انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا پوتا

(۱)

ہشام بیان کرتے ہیں۔ میں اپنے دادا حضرت انس بن مالکؓ کے ساتھ حکم بن ایوب کے گھر گیا۔ وہاں دیکھا کہ لوگوں نے ایک مرغی کو باندھ رکھا ہے اور تیر مار رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت انسؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ جانور کو باندھ کر، پکڑ کر یا کسی چیز میں بند کر کے نشانہ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

(۲)

ہشام بن زید بن انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا۔ کہ ہم نے ایک خرگوش کو مر الظہران کے مقام پر بھگایا۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑتے دوڑتے تھک گئے تو میں نے اسے پکڑ لیا اور لے کر حضرت ابو طلحہؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی سرین یا دونوں رانیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں۔ ان کا بیان ہے کہ کوئی شک نہیں کہ آپؐ نے انھیں قبول فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ اس میں سے کھایا؟ فرمایا کہ اس میں سے کھایا اور پھر فرمایا کہ اسے قبول فرمالیا تھا۔ (بخاری)

# حُسنِ سیرت

و

# حُسنِ عمل

## خادم، آقا کے نقشِ قدم پر

تری اک نگاہ ناز کیا کام کر گئی
دو جہاں سنور گئے زندگی نکھر گئی

ام سلیمؓ کا لال، انس بن مالکؓ آفتاب نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستاروں صحابہ کرامؓ کے نور سے روشن و منور ہوا۔ اور قیامت تک روشن و منور رہے گا۔

فلک ہدایت کے ستارے (جن کے نور سے انس بن مالکؓ کا سینہ روشن ہوا)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ — حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ — حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انسؓ کی ماں)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ — حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا (حضرت انسؓ کی خالہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ — حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا (حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی زوجہ) (سیر الانصار)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ

## روشن ستارہ

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ؓ نے مجھ سے فرمایا تم کو مجھ سے جو کچھ لینا ہے لے لو۔ کیونکہ تم مجھ سے بڑھ کر کسی معتبر سے ہرگز نہ لے سکو گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جبرئیل ؑ سے لیا ہے اور جبرئیل ؑ نے اللہ بزرگ و برتر سے لیا ہے۔

## آسمان حدیث کے مہرو ماہ

حضرت انس ؓ کے دائرۂ تلمذ میں اگرچہ ایک جہان علم داخل تھا لیکن وہ بزرگ جو امام فن ہو کر نکلے اور آسمان حدیث کے مہرو ماہ ثابت ہوئے۔ ان کے نام نامی درج ذیل ہیں۔

حسن بصری، ——— جعد،

سلیمان تیمی، ——— ابو عثمان،

ابو قلابہ، ——— محمد بن سیرین انصاری،

اسحٰق بن ابی طلحہ ——— انس بن سیرین ازہری،

ابو بکر بن عبداللہ مزنی، ——— یحیٰی بن سعید انصاری،

قتادہ، ——— ربیعۃ الرائے،

ثابت بنانی، ——— سعید بن جبیر،

حمید الطویل، ——— سلمہ بن وردان (رحمہم اللہ تعالیٰ)

ثمامہ بن عبداللہ (حضرت انس ؓ کے پوتے)

(سیر الانصار (۱)

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی تمنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا، تم نے اس کے لیے کیا تیار کر رکھا ہے؟ عرض گزار ہوا، میرے پاس تو کوئی عمل نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے اتنا کسی چیز نے خوش نہیں کیا۔ جتنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان نے کیا کہ تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور ابوبکرؓ و عمرؓ سے، لہذا امیدوار ہوں کہ ان کی محبت کے باعث ان حضرات کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں۔ (بخاری)

## انسؓ! تمہاری آرزو پوری ہوگی

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ حضور قیامت کے دن میری سفارش فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا اچھا میں ایسا کروں گا۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! تو میں آپؐ کو کہاں ڈھونڈھوں؟

فرمایا سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔

میں نے عرض کیا کہ اگر آپؐ وہاں نہ ملیں تو؟

آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں وہاں نہ ملوں تو پھر میزان کے پاس ڈھونڈھنا جہاں بندوں کے اعمال وزن کیے جائیں گے۔

میں نے کہا اگر آپؐ وہاں بھی نہ ملیں تو؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر میزان کے پاس بھی نہ ملوں تو پھر حوضِ کوثر پر تلاش کرنا۔ ان میں سے کہیں نہ کہیں تو ضرور ملوں گا۔ (ترمذی)

انسؓ! تمہیں بشارت ہو۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت

انسؓ کو ان کے گھر والوں اور ان کے چچیرے بھائیوں کے متعلق تعزیت کا خط لکھا جو یوم الحرہ میں قتل ہوئے تھے۔ اس میں انہوں نے لکھا "میں تم کو اللہ کی طرف سے ایک بشارت دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اے اللہ! تو انصار اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو بخش دے"۔ (ترمذی)

## رازدارِ رسول

معمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک راز کی بات بتائی تو میں نے آپ کی وفات کے بعد بھی وہ کسی کو نہیں بتائی یہاں تک کہ میری ماں (ام سلیمؓ) نے پوچھا تو میں نے انھیں بھی نہیں بتائی۔ (صحیح بخاری)

## میرے پیارے رسولؐ

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کا نانبائی بھی کھڑا تھا اور فرمایا کہ تم کھاؤ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پتلی چپاتی کھائی ہو، یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں جا پہنچے اور نہ میں نے یہ دیکھا کہ آپؐ نے بکری کے بھنے ہوئے گوشت کو آنکھوں سے دیکھا بھی ہو۔ (بخاری)

## بیٹی! یہ عورت تم سے بہتر ہے۔

ثابت بنانی کا بیان ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں موجود تھا اور اس وقت ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس تھی حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہنے لگی:۔

یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپؐ کو میری حاجت ہے؟ حضرت انسؓ کی صاحب زادی نے کہا۔ اس کے پاس حیا کی کس درجہ قلت ہے۔ ہائے بے حیائی، ہائے بے حیائی!

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا:۔ یہ عورت تم سے بہتر ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف راغب ہے، اسی لیے تو اس نے اپنے آپ کو حضورؐ کے لیے پیش کیا۔ (بخاری)

## بٹیا! ایسا نہ کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس پیالے میں پانی پیتے تھے وہ حضرت انس بن مالکؓ کے پاس

محفوظ تھا۔ ایک بار وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کو چاندی کے تار سے جڑوا دیا۔ اس میں ایک لوہے کا حلقہ بھی لگا ہوا تھا لیکن بعد کو حضرت انسؓ نے اس میں سونے یا چاندی کا حلقہ لگوانا چاہا، لیکن حضرت ابو طلحہؓ نے منع کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا ہے اس میں تغیر نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری)

## ماں سے حُسنِ سلوک

## ماں کے حق میں دُعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو جزائے خیر دے کہ اس نے میری وِلایت (پرورش و نشو نما) کا حق ادا کر دیا۔ (ابن سعد)

## دوستوں سے حُسنِ سلوک

اے جاریہ! ہمارے دوستوں کے لیے کچھ لا۔

حمید طویل سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کے کسی مرض میں کچھ لوگ ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا۔ اے جاریہ! ہمارے دوستوں کے لیے کچھ لا، اگرچہ روٹی کا ٹکڑا ہو اس لیے کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے "بھلے اخلاق جنت کے اعمال میں سے ہیں"۔

(طبرانی الاوسط)

## اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما

عبد اللہ رومی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے کہا گیا کہ تمہارے بھائی تمہارے پاس بصرہ سے آئے ہیں اور حضرت انسؓ ان دنوں زاویہ میں تھے، تاکہ آپؐ اللہ سے ان کے لیے دعا کریں تو حضرت انسؓ نے دعا کی

اللھم اغفر لنا وارحمنا واٰتنا
فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ
وقنا عذاب النار۔

ان لوگوں نے اور زیادہ دعا کرنے کو کہا تو پھر یہی دعا کی اور فرمایا اگر تمہیں یہ دے دیا گیا تو تمہیں دنیا اور آخرت کی خیر دیدی گئی۔ (البخاری فی الادب المفرد)

"تم پر عابدوں اور روزہ داروں کی دعائیں نازل ہوں"!

ثابت نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ جب اپنے بھائی کے لیے دعا کرتے تو فرماتے،

جعل اللہ علیہ صلاۃ قوم ابرار لیسوا بظلمۃ ولا فجار یقومون اللیل ویصومون النہار۔

"اللہ تجھ پر ایسی بھلی قوم کی دعائیں نازل کرے جو ظالم اور فاجر نہیں رات کو وہ عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں" (البخاری فی الادب المفرد)

پروردگار! اپنی رحمت نازل فرما۔

ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ کی خدمت میں ان کے باغ کا باغبان گرمی کے موسم میں آیا اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی، چنانچہ حضرت انسؓ نے پانی منگایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی پھر دریافت کیا کہ کچھ نظر آرہا ہے؟ باغبان نے کہا میں کچھ نہیں دیکھ رہا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ اندر گئے پھر نماز پڑھی، اس کے بعد تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ فرمایا دیکھ، اس نے کہا چڑیا کے پر کی ابر دیکھ رہا ہوں، راوی کہتے ہیں اس کے بعد پھر حضرت انسؓ نے نماز پڑھنی شروع کی اور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ اسی نگہبان نے آکر عرض کیا کہ تمام آسمان پر ابر محیط ہو گیا ہے اور برسنے لگا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا، اس گھوڑے پر سوار ہو جا جسے بشر بن شغاف نے بھیجا ہے اور دیکھ آ کہ بارش کہاں تک ہوئی ہے، راوی کہتے ہیں کہ وہ اس گھوڑے پر سوار ہوا اور اس نے دیکھا اور کہا کہ بارش کہاں تک ہوئی ہے، راوی کہتے ہیں کہ وہ اس گھوڑے پر سوار ہوا اور اس نے دیکھا اور کہا کہ بارش نے مسیرین کے محلات سے اور غضبان کے مکانوں سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ (ابن سعد)

بھائیو! تم پر سلامتی ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں نکلتے تو راستے میں ہر شخص کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے۔ (ادب المفرد)

بچو! تم پر سلامتی ہو۔

سیار فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ جا رہا تھا کہ راستہ

میں بچے ملے تو انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ میں انس بن مالکؓ کے ساتھ جا رہا تھا۔ ہمارا بچوں کے پاس سے گزر ہوا تو انس بن مالکؓ نے بچوں کو سلام کیا اور (مجھ سے) فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضورؐ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے بچوں کو سلام کیا۔ (ترمذی)

## بھائی! تم سے مل کر خوشی ہوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صرف دوستوں سے مصافحہ کرنے کے لیے روزانہ ہاتھوں میں خوشبودار تیل ملا کرتے تھے۔ (ادب المفرد)

## وہ میرا ہاتھ چومے بغیر راضی نہ ہوگا

حضرت انس بن مالکؓ کی ام ولد جمیلہ نے بیان کیا کہ ثابت جب حضرت انسؓ کے پاس آئے تو حضرت انس نے کہا کہ "اے باندی! میرے لیے خوشبو لے آ، کہ میں اسے اپنے ہاتھ پر لگا لوں اس لیے کہ ام ثابت کا بیٹا بغیر میرا ہاتھ چومے راضی نہیں ہوگا۔ (ابو یعلیٰ)

## آقا کی پسند، میری پسند

ابوطالوت کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اس وقت کدو کھا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے درخت تیرا کیا کہنا ہے؟ تو مجھے کتنا محبوب ہے، صرف اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت رکھتے تھے۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چن چن کر پیالہ سے نکالتے دیکھا۔ (اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ کدو کو چن چن کر سالن سے نکالتے اور کھاتے دیکھا) اس لیے میں بھی اس کو ہمیشہ پسند کرتا ہوں۔ (ترمذی)

# دوست کی یاد

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ (یعنی حضرت سعد بن معاذؓ کے پوتے) فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ (کسی شہر سے) ان کے شہر تشریف لائے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پوچھا "تم کون ہو؟

میں نے کہا: واقد بن عمرو ہوں۔

کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: تمہاری صورت "سعد" سے ملتی جلتی ہے۔ سعد بن معاذ بڑے اور لمبے آدمیوں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ سعد بن معاذ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیباج کا ایک جبہ بھیجا، جس میں سونا بنا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہنا اور منبر پر چڑھ کر کھڑے ہوئے یا بیٹھے تو لوگ اس کو چھوتے لگے اور کہنے لگے کہ آج جیسا کپڑا تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو حالانکہ سعد کے رومال جو بہشت میں ہیں اس سے اچھے ہیں جسے تم دیکھ رہے ہو۔ (ترمذی)

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز

ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں اس بات میں کمی نہ کروں گا۔ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھاتے ہوئے دیکھا"

ثابت بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ بات کرتے تھے جو بالعموم میں تمہیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب وہ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو اتنا توقف کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے اور دونوں سجدوں کے درمیان اس قدر بیٹھتے کہ کہنے والا کہتا شاید بھول گئے۔ (بخاری)

## قدم قدم پر ثواب

ثابت فرماتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ زاویہ میں چل رہا تھا۔ اچانک انہوں نے اذان سنی تو قدم قریب قریب رکھے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے پھر کہا اے ثابت! کیا تم جانتے ہو کس وجہ سے میں تمہارے ساتھ اس طرح چلا۔؟

یں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے۔
حضرت انسؓ نے فرمایا یہ اس لیے تاکہ قدموں کی تعداد طلب نماز میں کثیر ہو۔ (الطبرانی فی الکبیر)

## یہ منافقین کی نماز ہے

ایک دن ظہر کے بعد کچھ لوگ حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اٹھ کر عصر کی نماز پڑھنے لگے تو ان لوگوں نے کہا: آپ نے بڑی عجلت کی۔
فرمانے لگے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ منافقین کی نماز ہے، منافقین کی نماز ہے کہ گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور جب سورج زرد ہونے لگتا ہے تو چار رکعت پڑھ لیتے ہیں اور خدا کو اس میں بہت کم یاد کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

## ہماری صفیں ایسی تو نہ تھیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں جب وہ مدینہ میں آئے تو ان سے کہا گیا "آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے برعکس کون سی چیز ہمارے اندر پائی ہے"
انہوں نے کہا:۔ بس ایک چیز کہ تم اپنی صفیں درست نہیں کرتے۔ (البخاری)

## ہم انھیں مہلکات میں شمار کرتے تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے لوگوں سے فرمایا:۔ تم لوگ بہت سے اعمال ایسے کرتے ہو کہ تمہاری نگاہ میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک (یعنی بہت ہی خفیف اور ہلکے) ہیں، ہم زمانۂ رسالتؐ میں ان کو مہلکات (یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی) میں سے شمار کرتے تھے۔ (البخاری)۔

**یاد دہانی** ابو غالب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کے ساتھ ایک مرد کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ تو حضرت انسؓ اس مرد کے سرہانے کی طرف کھڑے ہوئے۔ پھر لوگ قریش کی ایک عورت کا

جنازہ لائے اور کہا کہ ابو حمزہ! اس پر نماز پڑھو (یعنی اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ) تو وہ تابوت کے وسطی حصہ کے سامنے کھڑے ہوئے۔ اس پر علاء بن زیاد نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح دیکھا ہے کہ حضورؐ عورت کے جنازہ کی نماز میں اسی حصہ کے مقابل کھڑے ہوئے ہوں جس حصہ کے مقابل آپ اس مرد کی نماز میں کھڑے ہوئے (یعنی مرد کے سر کے مقابل) حضرت انسؓ نے فرمایا۔ ہاں! اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اسے اچھی طرح یاد کرلو۔

(ترمذی)

## تنبیہ

## حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مخالفت کرتے۔ ان سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دریافت کیا۔ آپ کو کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے جب تم اس جیسی نماز پڑھتے ہو تو میں تمہارے ساتھ پڑھتا ہوں اور جب تم اس کے خلاف پڑھتے ہو تو میں تنہا پڑھ لیتا ہوں اور اپنے گھر چلا جاتا ہوں۔ (مسند احمد)

## تلقین

عبدالعزیز بن صہیب کہتے ہیں کہ میں اور ثابت بنانی (دونوں) حضرت انس بن مالکؓ کے پاس آئے تو حضرت ثابتؒ نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ کے منتر سے جھاڑ دوں؟ ثابت نے کہا ضرور منتر پڑھیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْھِبَ الْبَأْسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سُقْمًا۔

(اے اللہ! اے لوگوں کے پالنے والے نقصان اور برائی کے دور کرنے والے تو شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو دور کیے بغیر نہ چھوڑے۔) (ترمذی)

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر و اعلاء کلمۃ الحق

### حضرت انس بن مالکؓ اور مصعب بن زبیرؓ

ایک انصاری سردار کے متعلق مصعب بن زبیرؓ کو کچھ اطلاع ملی۔ (غالباً سازش کی خبر) اس نے انصاری کو اس جرم میں ماخوذ کرنا چاہا۔ لوگوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو خبر دی۔ وہ سیدھے دار الامارت پہنچے۔ امیر تخت پر بیٹھا تھا حضرت انسؓ نے اس کے سامنے جا کر یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے امراء کو یہ وصیت کی ہے کہ ان کے ساتھ خاص رعایت کی جائے۔ ان کے اچھوں سے اچھا سلوک اور بروں سے درگذر کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کا مصعبؓ پر اس قدر اثر ہوا کہ تخت سے اتر گئے اور فرش پر اپنا رخسار رکھ کر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان سر آنکھوں پر! میں ان کو چھوڑتا ہوں۔ (سیر الانصار)

### حضرت انس بن مالکؓ اور عبید اللہ بن زیاد

عبید اللہ بن زیاد کی مجلس میں ایک مرتبہ حوض کوثر کا ذکر آیا۔ اس نے اس کے وجود کی نسبت شک ظاہر کیا۔ حضرت انس بن مالکؓ کو اس کی خبر ہوئی تو لوگوں سے فرمایا کہ اسے میں جا کر سمجھاؤں گا اور عبید اللہ کے ایوان امارت میں جا کر فرمایا: تمہارے ہاں حوض کوثر کا ذکر ہوا تھا؟

اس نے کہا۔ ہاں! (اور پوچھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کچھ فرمایا ہے؟

حضرت انسؓ نے حوضِ کوثر کے متعلق حدیث پڑھی اور مکان واپس تشریف لائے۔

(سیر الانصار)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا۔ اس وقت حضرت حسینؓ کا سر لایا گیا۔ تو وہ ایک چھڑی سے آپ کی ناک میں مارنے لگا۔ اور کہا میں نے

اس جیسا تو کوئی حسن نہیں دیکھا۔ پھر اس کا تذکرہ کیوں ہوتا ہے؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے کہا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ آپ ان میں سے تھے۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسینؓ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ٹھونگے مارنے لگا اور آپ کے حسن و جمال پر نکتہ چینی کی۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور امام عالی مقام نے وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔ (بخاری)

## حضرت انس بن مالکؓ اور حجاج بن یوسف

علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ محل میں تھا۔ وہ ابن اشعث کے لیے لوگوں کو روانہ کر رہا تھا۔ اتنے میں حضرت انس بن مالکؓ آئے اور جب اس سے قریب ہوئے تو ان سے حجاج نے کہا، کیا ہے اے گند ھیلے! اے فتنہ پرداز! کبھی حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ ہے اور کبھی ابن اشعث کے ساتھ ہ سن لے! اس ذات کی قسم! کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے تجھے اسی طرح جڑ سے اکھیڑ دوں گا جس طرح گوند اکھیڑا جاتا ہے۔ اور تیری اسی طرح کھال کھینچ دوں گا جس طرح کہ گوہ کی کھال کھینچی جاتی ہے۔

حضرت انسؓ نے پوچھا، اللہ امیر کا بھلا کرے۔ امیر اس کلام سے کس کو مخاطب فرما رہے ہیں؟

حجاج نے کہا، خدا تیرے کان کو بہرا کرے تجھے مراد لے رہا ہوں،

یہ سن کر حضرت انسؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ پڑھا۔ پھر اس کے پاس سے چل دیے اور کہا اگر مجھے اپنے بچے یاد نہ آتے اور ان پر میں خطرہ محسوس نہ کرتا تو میں حجاج سے اپنے اسی مقام میں ایسی بات کہتا کہ اس کے بعد مجھے کبھی بھی جواب نہ دے سکتا۔ (الطبرانی)

حجاج بن یوسف اپنے بیٹے کو بصرہ کا قاضی بنانا چاہتا تھا۔ حدیث میں قضا اور امارت کی خواہش کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ حضرت انسؓ کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا ہے۔ (سیر الانصار ج اول)

## حکم بن ایوب

حکم بن ایوب اموی حکومت کا ایک امیر تھا۔ اس کی سفاکی انسانوں سے متجاوز کر کے حیوانوں تک پہنچ گئی ایک دفعہ حضرت انسؓ اس کے مکان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک مرغی کے دونوں پاؤں باندھ کر لوگ نشانہ لگا رہے ہیں، جب تیر لگتا تو بے اختیار پھڑپھڑاتی، یہ دیکھ کر حضرت انسؓ برہم ہوئے اور لوگوں کو اس حرکت پر تنبیہ کی۔

(مسلم)

## ملفوظات انسؓ

### دین، حصول مال وزر کا ذریعہ نہ بن جائے؟

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ "جو شخص دنیا حاصل کرنے کے لیے مسلمان ہو گا اس کا اسلام قبول نہ ہو گا جب تک کہ اسلام اس کی نظر میں دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے پیارا نہ ہو جائے۔" (مسلم)

### علم اور عمل

حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ "علم سے جو کچھ تمہارا جی کرے سیکھو۔ پس خدا کی قسم! تم کو تمام علم سے نفع نہ دیا جائے گا یہاں تک کہ تم عمل کرو۔" (الجامع الصغیر)

### تقویٰ اور صبر

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہمارے بڑوں نے منع کر دیا کہا کہ تم اپنے امراء کو برا نہ کہنا ان پر غلبہ نہ کرنا۔ ان کی نافرمانی نہ کرنا اور اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا۔

پس تحقیق کہ امر قریب ہے یعنی موت اور آخرت۔ (ابن جریر۔ کنز العمال)

## تین خوبیاں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ امتوں کو تقسیم نہ کرتیں۔ ہم نے پوچھا وہ تین خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا ہم اہل صفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا۔ کچھ ہی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی۔ اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند کر کے تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کر دی۔ جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا اے انسؓ! تم جاؤ اور اس جوان کی ماں کو خبر کر دو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئی اور حضورؐ کے قدمہائے مبارک کے پاس بیٹھ گئی۔ اور اس نے حضور کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا پھر اس نے کہا اے خدا! میں نے تیرے لیے طوعاً اسلام قبول کیا۔ اور کنارہ کش ہو کر بتوں کو چھوڑا اور شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی۔ اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔ اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس جہان سے بلا لیا۔ اور اس کی ماں بھی فوت ہو گئی۔ (بیہقی)

آقا کی سیرت اور اخلاق کو ایک غلام سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے؟ اور غلام بھی ایسا جسے آقاؐ نے بیٹا کہہ کر پکارا، بیٹے کی طرح سمجھا، اس سے نیک سلوک کیا۔ اس کو دعائیں دیں۔ اس کی خدمت سے خوش ہوا۔ اور زندگی بھر اس سے راضی رہا۔

ایسے شفیق و مہربان، رؤف و رحیم، حلیم و کریم آقا

سیدالانبیاء نبی اُمّی، صادق مصدوق محمد مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

کی حیاتِ طیبہ پر روشنی ڈال رہے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
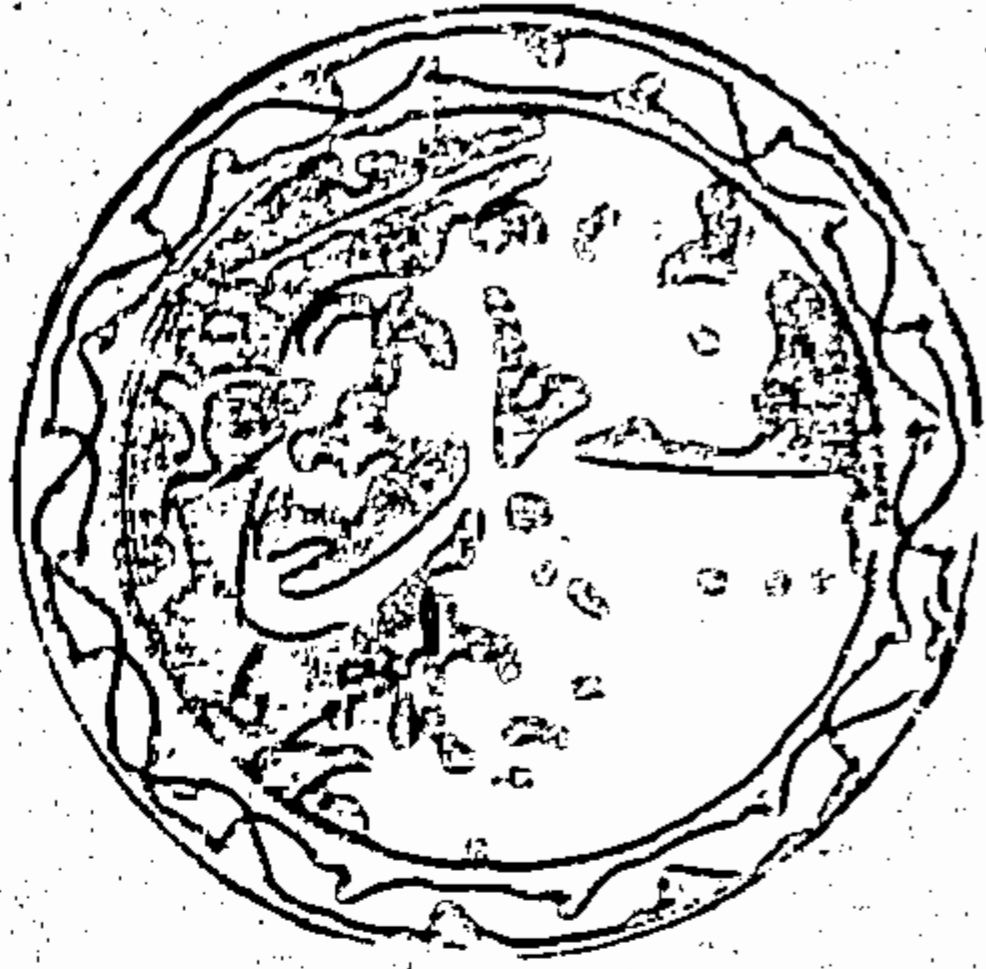
# پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

## کی

# پاکیزہ زندگی

عکاسی:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

قافلوں کے لیے ذات ان کی چراغِ منزل
تیرہ راہوں میں وہ چمکیں گے، مثالِ خاور

(لالہ صحرائی)

## نبیٔ رحمت وہدایت صلی اللہ علیہ وسلم

ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں حضرت انسؓ سے روایت کی کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کے لیے ہدایت اور رحمت کر کے بھیجا اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا کہ میں مزامیر اور معازف کو مٹاؤں۔ اس موقع پر اوس بن سمعانؓ نے کہا۔ قسم ہے اس ذاتِ گرامی کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ پیدا کیا، بلاشبہ میں نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔ (خصائص الکبریٰ)

## مجسمۂ حسن وجمال

ٹھہرتی ہی نہیں جب کوئی نظر ان کے چہرے پر
تو کیسے کھینچتا نقشہ کوئی اس روئے انور کا

ابن سعد نے قتادہ سے اور ابن عساکر نے بسند قتادہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حُسنِ خلق، حُسنِ صورت اور حُسنِ آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپؐ کو بھی حُسنِ اخلاق، جمالِ صورت اور دلِ پزیر آواز سے نوازا۔ (خصائص الکبریٰ)

## فیاضی وسخاوت کا بحرِ بیکراں

الطبرانی، اسمٰعیل نے مجمع میں اور ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے لوگوں پر چار باتوں میں فضیلت دی گئی۔

۱۔ داد و دہش (فیاضی وسخاوت)

۲۔ شجاعت

۳۔ کثرتِ جماع ________ ۴۔ اور دشمن پر قابو پانا۔ (خصائص الکبریٰ)

## نبی مطہر صلی اللہ علیہ وسلم (خوشبو کا سیل رواں)

ابن سعد اور ابو نعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنے سے پہلے ہی خوشبو سے ہم آپؐ کو پہچان لیتے تھے۔

البزار اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ کے راہ گیر، راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرے ہیں۔ (خصائص الکبریٰ)

## نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت دونوں اس طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ (یہ کہہ کر آپؐ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کیا) (ترمذی)

---

## میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت و رسالت کا معاملہ منقطع ہوگیا ہے۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر یہ بڑا شاق گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لیکن خوش خبریاں دینے والی چیزیں باقی رہیں گی"۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مبشرات (خوش خبریاں دینے والی چیزیں) کیا ہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا "مسلمان کا خواب" اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

(ترمذی)

---

## ہمارے لیے دنیا و آخرت میں بھلائی ہی بھلائی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک رات کو خواب دیکھا جیسا کہ سونے والے دیکھا کرتے ہیں گویا کہ ہم عقبہ بن عامر کے گھر میں ہیں اور پھر ہمارے سامنے تازہ کھجوریں لائی گئیں جن کو ابن طاب کہا جاتا ہے۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ دنیا میں ہمارے لیے رفعت وعظمت ہے اور آخرت میں بھلائی اور یہ کہ ہمارا دین پاکیزہ ہے۔ (مسلم)

## میری سنّت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے حضورؐ کی ازواج مطہرات سے حضورؐ کے مخفی یا اندرونی اعمال کی بابت سوال کیا (حضورؐ کے اعمال معلوم ہو جانے پر) ان میں سے بعض نے تو یہ کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہ کروں گا اور بعض نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا میں فرش پر نہ سوؤں گا، حضورؐ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اوّل خدا کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا! لوگوں کا کیا حال ہے کہ انہوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ پس جو شخص میری سنّت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (مسلم)

---

## مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں

امام الانبیاء ختم الرسل، یٰسین اور طٰہٰ
گنایا جائے کیا کیا مرتبہ اس دین کے سرور کا

کفر کے خلاف جہاد!

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ جب تک لوگ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور جب تک وہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہوں اور ہمارا ذبیحہ نہ کھائیں اور جب تک وہ ہماری نماز نہ پڑھیں میں ان سے جہاد کرتا رہوں۔ جب لوگوں نے ایسا کر لیا تو ہم پر ان کا خون اور ان کا مال حرام ہو گیا۔ مگر ان کے حق سے۔ ان کے لیے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں۔ اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو مسلمانوں پر ہیں۔ (یعنی ان کا نفع و نقصان مسلمانوں کا نفع و نقصان ہے)۔ (ترمذی)

---

## مقامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آخرت میں

اعزاز ہی اعزاز۔ اکرام ہی اکرام!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

- قیامت میں سب سے پہلے اٹھنے والا میں ہوں اور ان کا خطیب ہوں جب کہ لوگ وفد بن کر جائیں گے۔
- اور میں خوشخبری سنانے والا ہوں جب کہ وہ مایوس ہوں گے۔
- اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔
- اور اپنے پروردگار کے نزدیک بنی آدم کی اولاد میں سب سے بڑھ کر معزز و مکرم میں ہوں اور میں یہ بطور فخر کے نہیں کہہ رہا ہوں۔

(بلکہ اللہ کی نعمت بیان کر رہا ہوں اور تمہیں ایک حقیقت سے آگاہ کر رہا ہوں، اس پر غرور و فخر نہیں کر رہا) اور ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ (ترمذی)

یہ فخر یہ نہیں ہے۔ (ابونعیم فی الحلیہ۔ البیہقی)

## مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم — افضل الانبیاء!

تھے یکجا سارے اوصاف قیادت سرور دیں میں
زمانہ کیسے لاسکتا ہے ہمسر ایسے رہبر کا

ابو نعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کیا اے رب! مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا، داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا اور شیاطین کو مسخر کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لیے تو نے کیا کیا ہے؟ رب العزت نے فرمایا کیا میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنادیا کہ وہ قرآن کو علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" ہے۔

پہلے حدیث اسراء میں گزر چکا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کی ثنا کرتے ہوئے کہا تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کو جس نے رحمت للعالمین اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں خیر امت بناکر مفتخر کیا۔ اور میری امت کو درمیانی امت بنایا۔ اور میری امت کو آخرین امم اور اولین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا۔ اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لیے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمدؐ! انھیں فضائل کی وجہ سے آپؐ کو افضل کیا۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ سے فرمایا اے محبوب! مانگیے۔ اس پر آپ نے عرض

کیا تو نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا۔ اور تو نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ اور تو نے داؤدؑ کو ملک عظیم دیا۔ اور ان کے لیے لوہے کو نرم کیا۔ اور ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا اور سلیمان کو ملک عظیم دیا اور ان کے لیے انس و جن، اور شیاطین و ہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کے لیے سزاوار نہیں۔ اور تو نے عیسیٰؑ کو توریت و انجیل کی تعلیم دی۔ اور تو نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ مادر زاد اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے۔ اور ان کو اور ان کی والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی اور اس کے لیے ان دونوں پر کوئی راہ نہ ہوئی اس پر خالق کائنات رب العزت تبارک و تعالیٰ نے حضور سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اوّل ہیں۔ اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کے لیے خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے تم کو اول النبیین تخلیق میں اور آخر النبیین بعثت میں کیا۔ اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائی۔ جسے آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی۔ اور میں نے تم کو سورۂ بقر کی آخری آئتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں۔ جسے میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا۔ اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ ہوئی اور میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا۔

---

## ارشادات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

### میرے بارے میں غلو نہ کرو

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے ہمارے بھلے! اور ہمارے بھلے کے بیٹے! اے ہمارے سردار! اے ہمارے سردار کے بیٹے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہ کہو جو میں تم سے کہتا ہوں اور تم پر شیطان غالب نہ آئے، میرے لیے وہی مرتبہ قائم کرو جس مرتبہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (ابن النجار۔ کنز العمال)

### میری تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو جتنی محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت تھی کسی دوسرے کی نہ تھی اس کے باوجود صحابہ کرامؓ جب آپؐ کو دیکھتے تو آپ کے لیے اس لیے نہ کھڑے ہوتے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ بات پسند نہیں۔

(البخاری فی الادب۔ ترمذی)

### خیر البریہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

یا خیر البریہ! (یعنی مخلوقات میں سب سے بہترین شخص)

حضورؐ نے فرمایا: یہ صفت (میرے جدِ امجد) حضرت ابراہیمؑ کی ہے۔ (حضور کا یہ ارشاد تواضع کے طور پر تھا) (مسلم)

### میرا شہر، میرا گھر اور میری آرام گاہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے

تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مدینہ میں میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہو گی اور ہر مسلمان کا حق ہے کہ اس کی زیارت کرے۔ (ابو داؤد)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ میں آکر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے وہ میرے پڑوس میں ہو گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔ (البیہقی۔ ابو عوانہ)

## احد، جس سے مجھے محبت ہے

عمرو مولیٰ مطلب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوہِ اُحد نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! بیشک حضرت ابراہیم نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا اور میں ان دونوں پتھریلے کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

## گیسوئے مبارک

○ قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کیسے تھے؟

حضرت انسؓ نے فرمایا "حضورؐ کے بال نہ تو بالکل گھونگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ دونوں کانوں اور کاندھوں کے درمیان پڑے رہتے تھے۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں سے لگے ہوئے تھے۔ (مسلم)

○ ابنِ سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا "کیا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا؟

حضرت انسؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کی سفیدی خضاب لگانے کی حد تک نہ پہنچی تھی۔

آپؐ کے چند بال سفید تھے البتہ حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ نے حنا اور کسم کا خضاب لگایا تھا۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے صرف مہندی کا خضاب لگایا تھا۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں صرف اتنے بال سفید تھے کہ میں ان کو شمار کر سکتا تھا۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی کہ کوئی شخص اپنے سفید بالوں کو اکھاڑ ڈالے۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب زیریں کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔ کنپٹیوں پر کچھ سفیدی تھی اور کچھ سر کے بال سفید تھے۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفیدی سے محفوظ رکھا تھا۔ (صحیح مسلم)

○ حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جب حجام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک مونڈتا تو صحابہؓ حجام کو گھیر لیتے اور حضورؐ کے بالوں کو ہاتھوں پر لے لیتے کہ آپؐ کا ایک بال بھی زمین پر نہ گرتا تھا۔ (مسلم)

---

## قلب مبارک

حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے اسے صحیح کہا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپؐ کا قلب جاگتا تھا۔

---

## موئے مبارک

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنا سر منڈوایا تھا تو سب سے پہلے ابوطلحہؓ نے آپ کے بال لیے تھے۔

○ ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے اقدس ہیں۔ ہم نے انھیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے یا ان کے گھر والوں سے پایا ہے"۔

ابوعبیدہ نے فرمایا: اگر ان بالوں میں سے مجھے ایک بال بھی مل جائے تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے عزیز ہو گا۔ (بخاری)

---

## پسینہ مبارک

نہ کیوں محفوظ کرتے شیشیوں میں چاہنے والے
کہ تھا عنبر سے بھی بہتر پسینہ جسم اطہر کا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا، آپؐ کو پسینہ آگیا تو میری ماں ایک شیشی لے آئیں اور پسینہ کو پونچھ پونچھ کر شیشی میں بھرنے لگیں۔ حضورؐ کی آنکھ کھل گئی۔ پوچھا: اُمّ سلیمؓ! یہ کیا کر رہی ہو؟

انہوں نے کہا: "حضورؐ! یہ آپؐ کا پسینہ ہے۔ اس کو ہم اپنی خوشبو میں شامل کر لیتے ہیں اس لیے کہ یہ سب سے پاکیزہ خوشبو ہے"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ سلیمؓ کے ہاں جایا کرتے تھے اور بستر پر سو جایا کرتے تھے جب کہ اُمّ سلیمؓ گھر میں نہ ہوتی تھیں (اُمّ سلیمؓ رشتہ میں حضورؐ کی خالہ تھیں) ایک مرتبہ آپؐ آئے اور سو گئے۔ اُمّ سلیمؓ آئیں تو ان کو بتایا گیا: حضورؐ سو رہے ہیں"۔ اُمّ سلیمؓ نے آکر دیکھا تو چمڑے کا بستر آپؐ کے پسینہ سے تر تھا۔ فوراً اُمّ سلیمؓ نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ کو کپڑے میں جذب کر کے شیشیوں میں نچوڑنے لگیں۔ حضورؐ نے گھبرا کر پوچھا: اُمّ سلیمؓ کیا کر رہی ہو؟ اُمّ سلیمؓ نے کہا: حضورؐ! ہم کو اپنے بچوں کے لیے برکت کی اُمید ہے۔

حضورؐ نے فرمایا: بہتر ہے۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ (مسلم)

## لباس مبارک

قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا لباس مرغوب تھا۔

حضرت انسؓ نے فرمایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کی دھاری دار چادر بہت پسند تھی۔ (مسلم)

## جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں پیدا کیا اللہ نے جب کوئی ان جیسا
خیال آئے تو پھر کیسے کسی بھی ان سے بہتر کا

## حلیہ مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ آپؐ لوگوں میں میانہ قد تھے یعنی نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد۔ پھول جیسا کھِلا ہوا رنگ تھا، نہ بالکل سفید اور نہ گندمی۔ سر کے موئے مبارک نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپؐ دس سال جلوہ افروز رہے۔ آپؐ کے سر اقدس اور ریشِ مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ کے بالوں میں سے ایک بال مبارک کی زیارت کی ہے تو اس کا رنگ سُرخ تھا۔ میں نے اس بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ خوشبو سے سرخ ہو گیا تھا۔ (بخاری۔ ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ پست قد۔ آپؐ کا رنگ نہ تو بالکل سفید تھا اور نہ گندمی۔ بال مبارک نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے

تے چالیس سال کی عمر میں آپؐ کو مبعوث فرمایا۔ پھر مکہ مکرمہ میں دس سال جلوہ فرمایا اور دس سال مدینہ منورہ میں رونق افروز رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی تو سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (بخاری، ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کیا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خضاب لگایا ہے جواب دیا، نہیں کیونکہ صرف آپؐ کی دونوں کنپٹیوں میں ذراسی سفیدی تھی۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو مس نہیں کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کے مانند ملائم ہو اور میں نے خوشبو یا عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو یا عطر (پسینہ) کی طرح خوشبودار ہو۔ (بخاری)

محمدؐ نام ہے خلقِ خدا میں سب سے برتر کا
جمال و نکہت و انوارِ قدوسی کے پیکر کا

## انگشتری مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کے لیے مکتوب گرامی لکھوانے کا ارادہ فرمایا۔ تو آپؐ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ وہ لوگ ایسے خط کو پڑھتے بھی نہیں جس پر مہر نہ ہو تو آپؐ نے چاندی کی ایک انگشتری بنوائی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپؐ کے دست مبارک میں اب بھی جگمگا رہی ہے۔ اس پر یہ الفاظ نقش کروائے تھے۔ محمد رسول اللہ (بخاری)

## پیالہ مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپؐ نے دراڑ والی جگہ پر چاندی کا پتہ لگوا دیا تھا۔ عاصم راوی بیان

کرتے ہیں کہ میں نے اس مبارک پیالے کو دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔ (بخاری)

## نعلین مبارک

عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں دو پرانے جوتے دکھائے، جن میں سے ہر ایک میں دو تسمے تھے۔ ثابت بنانی نے مجھے بتایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک ہیں۔ (بخاری)

## دستِ مبارک کی برکت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تو مدینہ کے خادم اپنے اپنے برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے جو برتن حضورؐ کے سامنے لایا جاتا اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے۔ بعض اوقات سخت سردی کی صبح میں لوگ پانی لاتے اور آپ اپنا ہاتھ پانی میں ڈبوتے۔ (مسلم)

## کنیت مبارک

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے تو کسی شخص نے کہا:۔ ابو القاسم! پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر متوجہ ہو کر فرمایا۔ میرا نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھنا۔ (بخاری)

## عمر مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وفات کے وقت تریسٹھ سال کی تھی۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ نے بھی تریسٹھ سال میں وفات پائی۔ (مسلم)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ العضباء

۔حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ناقہ کا نام عضباء تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ عضباء نامی سے کوئی اونٹنی آگے نہیں نکلتی تھی۔ حمید راوی فرماتے ہیں کہ سبقت لے جانے کے قریب بھی نہ پھٹکتی تھی۔ پس کوئی ناقہ سوار اعرابی آیا اور اپنی اونٹنی عضباء سے آگے نکال لی۔ مسلمانوں پر یہ حرکت بڑی شاق گزری حتیٰ کہ آپؐ کو بھی ان کی ناراضگی معلوم ہوئی تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ جب وہ دنیا میں کسی کو بلند کرتا ہے تو پھر اسے نیچے بھی گراتا ہے حضرت انسؓ نے نبی کریمؐ سے اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید خچر

اس کی حضرت انسؓ نے روایت کی ہے اور ابو حُمید فرماتے ہیں کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر تحفے کے طور پر دیا تھا۔ (بخاری)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کا کنارا (قبیعہ) چاندی کا تھا۔ (ترمذی)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود (HELMET)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے روز (مکہ) میں داخل ہوئے اس وقت آپؐ کے سر مبارک پر خود تھا۔ آپ سے

عرض کیا گیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لگا کھڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے قتل کردو۔"
(ترمذی)

## نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنے اونچے ہاتھ کسی دعا میں نہیں اٹھاتے تھے جتنے استسقاء میں، کیونکہ اس میں مبارک ہاتھوں کو اتنے بلند کرتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی"۔
(بخاری)

## گفتارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ (ترمذی)

## رفتارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ چمک دار سفید تھا اور آپؐ کا پسینہ گویا موتی تھے۔ جب حضورؐ چلتے تو دائیں بائیں، شانوں کو حرکت دیتے چلتے یا بالکل سیدھے چلتے۔ (مسلم)

## الطافِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک عورت جس کی عقل میں کچھ خرابی تھی حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو آپؐ سے کچھ کام ہے — حضورؐ نے فرمایا: فلاں شخص کی ماں! جس گلی میں تم چاہو ہوئے چلو میں تمہارا کام کردوں گا۔

## اکرامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اور

حُدی کا پڑھنے والا آپؐ کی عورتوں کو حُدی سنا رہا تھا یا حُدی کے ذریعہ اونٹوں کو ہنکار رہا تھا تو آپؐ کی عورتیں آپؐ کے آگے چل رہی تھیں آپؐ نے فرمایا اے انجشہ! تجھ پر بڑا افسوس ہے، ان شیشوں پر رحم کر، (اونٹوں کو تیز بھگانے سے عورتوں کو تکلیف ہوتی تھی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بعض ازواج پر گذر ہوا، انھیں کے ہمراہ ام سلیمؓ بھی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اے انجشہ! رک! تو شیشے کی بوتلوں کو لے چل رہا ہے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک ایسا کلمہ بیان کیا اگر تمہارا بعض یہ کلمہ کہتا تو تم اس پر اس کے اس قول میں عیب لگاتے، کہ شیشے کی بوتلوں کو لے چل رہا ہے۔

(بخاری، مسلم، مسند احمد، البخاری فی الادب)

## شجاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ: بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بہتر، تمام لوگوں سے زیادہ سخی و فیاض اور تمام لوگوں سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک دفعہ رات کے وقت مدینہ والوں پر خوف و اضطراب طاری ہو گیا تھا۔ اور کچھ آدمی خوفناک آواز کی طرف متوجہ ہو گئے تھے کہ ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے ہوئے ملے۔ حضورؐ ابو طلحہ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں سے پہلے آواز کی جانب دوڑ گئے تھے۔ اور آپؐ کی گردن میں تلوار پڑی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آتے دیکھ کر فرمایا ڈرو نہیں، ڈرو نہیں! اور اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ "ہم نے تو اس گھوڑے کو دریا کی مانند سبک رفتار پایا۔" یہ گھوڑا سست رفتاری میں مشہور تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ (ایک خوفناک آواز سن کر) مدینہ میں اضطراب پیدا ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے مندوب نامی گھوڑا مانگ لیا اور اس پر سوار ہو گئے (دیکھ بھال کر واپس آئے) اور فرمایا ہم نے خوف کی کوئی بات نہیں دیکھی۔

(بخاری، مسلم)

## سخاوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم سے قبول اسلام کے بارے میں جب کبھی کسی چیز کا کوئی سوال کیا گیا آپؐ نے وہ چیز دے دی، حضرت انسؓ فرماتے ہیں چنانچہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا آپؐ نے اس کے لیے اتنی کثیر بکریوں کے دینے کا حکم فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان صدقہ کی بکریوں سے پر تھی، وہ آدمی اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور اس نے کہا اے میری قوم! تم اسلام لے آؤ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ انھیں محتاج ہو جانے سے ڈر نہیں لگتا اور ایک روایت میں اتنی اور زیادتی ہے کہ آدمی آپؐ کے پاس فقط دنیا کی طلب کے لیے آتا تھا اس پر شام نہیں گزرتی تھی۔ یہاں تک کہ دین اس کے لیے دنیا اور ما فیہا سے زیادہ پیارا اور محبوب ہو جاتا تھا۔ (مسند احمد)

## مرغوباتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوشبو اور بیویاں دونوں مرغوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(نسائی)

## دیدارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے"۔ (صحیح بخاری)

## حلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں جب ان کے درمیان باری کے دن مقرر کرتے تو پہلے روز جس بیوی کے ہاں رہتے دوبارہ اس کے ہاں نویں دن تشریف لاتے۔ آپ کی بیویوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ جس بیوی

کے ہاں حضورؐ قیام فرماتے، رات کو تمام بیویاں اس کے ہاں جمع ہو جاتیں۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ حضورؐ نے ان کی جانب ہاتھ بڑھایا حضرت عائشہؓ نے (یہ دیکھ کر) عرض کیا یہ تو زینب ہیں۔ (یعنی میری باری کا دن ہے حضرت زینب کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیے)

حضورؐ نے یہ سُن کر ہاتھ کھینچ لیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ اور زینبؓ کے درمیان تیز و تند باتیں ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ اتنے میں (عشاء کی) نماز کی اقامت ہوگئی۔ حضرت ابوبکرؓ ادھر سے گذرے تو انہوں نے دونوں کی آوازیں سُنیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو چلیے اور ان دونوں کے منہ میں خاک جھونک دیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا: حضورؐ نماز پڑھ کر آئیں گے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی تو حضرت ابوبکرؓ مجھ کو بُرا بھلا کہیں گے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور سخت و سست باتیں کہیں اور فرمایا: کیا تو ایسا کیا کرتی ہے۔

## توقیر و عظمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ حضورؐ نے فرمایا "تیرا باپ فلاں شخص ہے" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

مومنو! بہت باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں اس وقت کہ قرآن اتر رہا ہے تم جو باتیں پوچھو گے بتا دی جائیں گی۔ ان مشقتوں سے اللہ نے تم کو معاف رکھا ہے اور اللہ بخشش والا اور تحمل والا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ واقعہ یوں ہے کہ "حضورؐ سورج ڈھلنے پر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر ممبر پر تشریف لے گئے۔ قیامت کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ "قیامت سے پہلے بڑی بڑی باتیں وقوع میں آئیں گی" اور اس کے بعد فرمایا۔ "جو شخص مجھ سے کوئی بات دریافت کرنا چاہے دریافت کرلے خدا کی قسم! مجھ سے جو بات کی جائے گی جب تک کہ میں اس جگہ پر بیٹھا ہوں تم کو بتا دوں گا" انسؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر رونے لگے اور بہت روئے اور اس اثناء میں حضورؐ برابر یہ فرماتے رہے مجھ سے پوچھو۔ مجھ سے دریافت کرو۔ یکایک عبداللہ بن حذیفہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہؐ! میرا باپ کون ہے؟" آپ نے فرمایا "تیرا باپ حذیفہ ہے"۔ اس کے بعد جب حضورؐ برابر یہی فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھو مجھ سے دریافت کرو۔ تو حضرت عمرؓ نے دو زانو ہو کر عرض کیا۔ رضینا باللّٰہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولاً۔ یہ سن کر حضورؐ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد حضورؐ نے یہ فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ ابھی ابھی اس دیوار کے عرض میں میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا تھا خیر و شر کے اعتبار سے آج کے دن کی مانند میں نے

کوئی دن نہیں دیکھا۔"

عبداللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن حذیفہ کی ماں نے عبداللہ سے کہا "میں نے تجھ سے زیادہ کوئی نالائق بیٹا نہیں سنا کیا تو اس کو پسند کرتا کہ تیری ماں پر وہ الزام لگایا جاتا جو ایام جاہلیت کی عورتوں پر لگایا جاتا تھا (یعنی زناکاری کا الزام) اور تو اپنی ماں کو لوگوں کی نظروں میں حقیر و ذلیل اور رسوا کر دیتا۔" (یعنی تو نے ایسی بات حضورؐ سے کیوں دریافت کی تھی)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ "لوگ حضورؐ سے بہت سی باتیں پوچھا کرتے تھے جب سوالات میں بہت زیادتی ہو گئی تو ایک روز حضورؐ تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا "مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو۔ جو بات تم پوچھو گے میں بتادوں گا۔" حضورؐ کے اس ارشاد کو سن کر لوگ خاموش رہے اور اس خیال سے ڈر گئے کہ کہیں سوالات سے کوئی خاص واقعہ پیش نہ آجائے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر شخص کو سر جھکائے اور سر پر کپڑا ڈالے روتے ہوئے پایا۔ اتنے میں ایک شخص مسجد میں سے اٹھا جس کو لڑائی جھگڑوں میں برا بھلا کہتے وقت حرامی کہا جاتا تھا اور پوچھا "خدا کے نبیؐ میرا باپ کون ہے؟" حضورؐ نے فرمایا "تیرا باپ حذیفہ ہے۔" اس کے بعد عمرؓ نے کھڑے ہو کر وہی الفاظ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اور یہ جملہ بھی کہا عائذاً باللّٰہ من سوءِ الفتن "یعنی برے فتنوں سے ہم خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن حذیفہؓ کے بعد ایک اور شخص نے پوچھا یا رسول اللہؐ میرے باپ کا کیا نام ہے۔ حضور نے فرمایا "تیرے باپ کا نام سالم ہے۔" پھر حضرت عمرؓ نے جب حضورؐ کو غضب ناک پایا تو کہا "یا رسول اللہ! ہم خدا سے توبہ کرتے ہیں۔" (صحیح مسلم)

سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے

حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار کی عیادت کرتے تھے۔ جنازے میں شریک ہوتے۔ گدھے پر عجز و انکسار سے سوار ہوتے۔ غلام کی پکار کا جواب دیتے۔ اور جنگ بنو قریظہ کے دن آپ گدھے پر سوار تھے جس کی نکیل (یا لگام کھجو یعنی) خرمے کے درخت کی چھال کی تھی۔ اور جس کا پالان بھی خرمے کے درخت کی چھال کا تھا۔ (ترمذی)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھاتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا اور کبھی تلی چپاتیاں نہیں کھائیں، یہاں تک کہ آپؐ کا وصال ہو گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کبھی بھُنی ہوئی بکری کا گوشت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹکڑا جَو کی روٹی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے ان سے فرمایا یہ پہلا کھانا ہے جس کو تین دن کے بعد تمہارے اباجان اب کھائیں گے۔ (مسند احمد)

طبرانی میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے آپؐ کو جَو کی روٹی کا ٹکڑا دیا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا یہ ٹکیہ ہے جس کو میں نے پکایا تھا میرے نفس نے گوارا نہ کیا (کہ میں اکیلی یہ ٹکیہ کیسے کھا لوں؟) اس میں سے یہ ٹکڑا آپؐ کی خدمت میں لائی ہوں۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا پہنتے تھے

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کا کپڑا پہنا ہے، اور پیوند لگا ہوا جوتا۔ اور حضرت انسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آپؐ نے بہت موٹا آٹا کھایا ہے اور موٹا کھُردرا لباس بھی پہنا ہے۔ کسی نے حسن سے پوچھا کہ بشع کیا چیز ہے؟ جواب دیا کہ موٹا جَو، جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسانی سے بلا پانی کے گھونٹ کے نہیں نگل سکتے تھے۔ (ابن ماجہ۔ الحاکم)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا چیز پسند تھی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کھانے کی طرف مدعو کیا جو اس نے تیار کیا تھا حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میں بھی آپؐ کی معیت میں اس کھانے کی طرف گیا۔ اس نے آپؐ کی خدمت میں جو کی روٹیاں اور وہ سالن پیش کیا جس میں کدو اور بوٹیاں تھیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ آپؐ کدو کو پیالے کے چاروں طرف تلاش کرتے تھے، اس روز سے میں کدو کو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ البخاری مسلم

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہیں سے تین پرندوں کا ہدیہ آیا آپؐ اپنی خادمہ کو ایک عطا فرمایا جب اگلا دن ہوا خادمہ ان پرندوں کو آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تجھے منع نہیں کر دیا تھا کہ کسی چیز کو کل کے لیے اٹھا کر نہ رکھا کر، بیشک اللہ پاک میرے پاس ہر دن کا رزق لاتا ہے۔ (ابویعلیٰ)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کی دعوت کو قبول فرما لیتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کی روٹی اور باسی پرانی چکنائی سے دعوت کی جاتی تھی تو آپؐ منظور فرما لیتے تھے، آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں رہن رکھی ہوئی تھی۔ آپ کو وفات تک اتنا میسر ہوا کہ اسے چھڑا لیتے۔ (ترمذی فی الشمائل)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جو کی روٹی اور گرم پگھلی ہوئی چربی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس وقت آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس بیس صاع اناج کے عوض رہن (گرو) تھی۔ آپؐ نے یہ اناج اپنے گھر والوں کے لیے لیا تھا۔ اور ایک دن میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا کہ "آل محمد کے پاس نہ ایک صاع کھجوروں نے اور نہ ایک صاع غلہ نے شام کاٹی" یعنی آل محمد کے فقر و فاقہ کی یہ حالت تھی کہ کوئی شام ایسی نہیں گزری کہ ان کے پاس ایک صاع کھجور یا غلہ ہو) اور ان دنوں آپؐ کے پاس

نو عورتیں (بیویاں) تھیں۔ (ترمذی)

# صلاۃ رسول ؐ

## (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں)

اور

## اس کے شاہد

## انس بن مالک رضؓ

### پیغمبر اور نماز

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی نمازیں پڑھیں کہ آپ کے دونوں قدم ورم کر گئے۔ یا یوں کہا کہ دونوں پنڈلیاں ورم کر گئیں۔ آپؐ سے عرض کیا گیا کیا یہ بات نہیں کہ اللہ پاک نے آپؐ کے اگلے پچھلے تمام گناہ (اگر ہوں بھی) تو معاف کر دیے گئے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ کیوں نہ بن جاؤں۔

ابوداؤد۔ کنز العمال

### نماز اور پیغمبر

حضرت انسؓ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی عبادت کی کہ آپ سوکھی مشک جیسے ہو گیے تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ کو اتنی مشقت پر کس نے آمادہ کیا؟ کیا آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ اللہ پاک نے نہیں بخشے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک بخش دیے ہیں تو پھر کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔

ابن النجار۔ کنز العمال

## کبھی نماز، کبھی آرام

حضرت انسؓ بن مالک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جب کبھی ہم رات میں آپؐ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھتے تو دیکھ لیتے کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور جب کبھی ہم چاہتے کہ دیکھیں آپؐ سو رہے ہیں تو ہم آپؐ کو سوتا ہوا دیکھ لیتے (یعنی آپؐ کبھی سوتے کبھی نماز پڑھتے تھے) اور مہینہ میں یہاں تک روزہ رکھتے کہ ہم کہنے لگتے کہ اب آپؐ اس مہینے میں ایک روزہ بھی نہیں چھوڑیں گے، اور آپؐ افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہنے لگتے کہ آپؐ اس مہینہ میں ایک روزہ بھی نہ رکھیں گے۔ (البخاری)

## تکلیف میں بھی نماز

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مبتلائے تکلیف ہوئے۔ جب آپؐ نے صبح کی عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! آپؐ پر تو درد کا اثر نمایاں ہے۔
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں نے باوجود اس حالت کے جس میں تم مجھ کو دیکھ رہے ہو اس گزری ہوئی رات میں سبع طوال پڑھی ہیں (یعنی شروع قرآن کی سات لمبی سورتیں) (ابو یعلیٰ)

## خشوع و خضوع والی نماز

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی نماز پڑھتے تھے کہ اگر وہ نماز آج کے دن تم میں سے کوئی پڑھے تو اس نماز پر عیب لگاؤ گے۔
(یعنی وہ نماز پورے اطمینان اور انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی

جاتی تھی۔) (مسند احمد)

## چاشت کی نماز

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے چاشت کی نماز چھ رکعتیں پڑھی ہیں تو میں نے یہ نماز اب تک ترک نہیں کی۔

(طبرانی الاوسط)

## ہلکی اور کامل نماز (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی امام کے پیچھے اتنی ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی جتنی ہلکی اور کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ (مسلم)

(۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی حالت میں جب کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا تھا تو قرأت میں تخفیف کر کے ہلکی یا مختصر سورۃ پڑھ لیتے۔ (مسلم)

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز کو شروع کر کے چاہتا ہوں کہ نماز یا قرأت کو طول دوں کہ کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں اور نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں اس خیال سے کہ ماں، بچہ کے رونے سے پریشان اور متفکر ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

(۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کے پیچھے اتنی ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی جتنی کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کامل اور ہلکی ہوتی تھی۔ حضورؐ کی نمازیں تقریباً یکساں ہوتی تھیں لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں فجر کی نماز کو لمبا کر دیا تھا۔ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ) حضورؐ

جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ کر کھڑے ہوتے تو (اتنی دیر کھڑے رہتے کہ) ہم (اپنے دل میں) یہ کہنے لگتے کہ شاید نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہو گیا۔ پھر آپؐ سجدہ میں جاتے اور دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھتے کہ ہم دل میں یہ کہنے لگتے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہو گیا۔ (مسلم)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے

(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کسی مہینہ میں مسلسل افطار کرتے جاتے یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے کہ اب اس مہینہ میں کوئی روزہ نہیں رکھیں گے اور (بعض اوقات) آپؐ مسلسل روزے رکھتے جاتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ آپؐ اس مہینہ میں بالکل افطار نہیں کریں گے اگر کوئی آپؐ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور کوئی سوتے ہوئے دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا۔ (صحیح بخاری)

(۲)

حمید فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کی بابت پوچھا: انہوں نے کہا۔ میں آپؐ کو روزہ کی حالت میں کسی مہینہ دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور افطار کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور اسی طرح رات کو سوتے جاگتے جس حالت میں چاہتا دیکھتا تھا اور کوئی حریر دیباج کا ٹکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم اور کسی بھی مشک و عنبر کی خوشبو آپؐ کی خوشبو سے بڑھ کر نہ تھی۔ (بخاری)

## اخلاق کریمانہ

### آپ صلی اللہ علیہ وسلم بد خلق نہیں تھے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کو گالی دیتے نہ آپؐ لعنت بھیجتے اور نہ آپؐ بد خلق تھے، غصہ کے وقت ہم میں سے کسی ایک کو آپؐ فرماتے

اسے کیا ہوا؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (البخاری۔ مسند احمد)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم درشت رو، سنگ دل و بے رحم نہ تھے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کسی آدمی نے کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنی چاہی ہو اور آپؐ نے اپنا سر اس کی طرف سے ہٹایا ہو، یہاں تک کہ خود ہی وہ آدمی (سرگوشی کرنے کے بعد) اپنا سر آپؐ کی طرف سے ہٹائے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی آدمی آپؐ کا ہاتھ پکڑتا ہو اور آپؐ نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ہو، یہاں تک کہ وہ آدمی خود ہی آپؐ کے ہاتھ کو چھوڑتا۔ (ابوداؤد)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مہربان، رحیم و حلیم تھے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ کی باندیوں میں سے کوئی باندی آتی اور حضورؐ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ نکالتے یہاں تک کہ جہاں چاہتی آپؐ کو لے جاتی۔ ابن ماجہ

امام احمد کی روایت میں اس طرح ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کی کنیز آپؐ کا ہاتھ پکڑتی اور اپنے کام کے لیے آپؐ کو لے جاتی۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم طبیعت کے مالک، متواضع اور منکسر المزاج تھے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے بہت زیادہ نرم طبیعت اور مہربان تھے، خدا کی قسم! آپؐ سخت سردی کی صبح میں خواہ غلام ہو یا باندی اس بات سے پرہیز نہیں کرتے تھے کہ آپؐ کے پاس یہ پانی لاتے اور آپؐ اپنا چہرۂ مبارک اور اپنا ہاتھ انھیں اس ٹھنڈے پانی میں دھو کر دیتے (جسے یہ لوگ اپنے بیماروں کو شفا کے لیے پلایا کرتے تھے) اور جب کبھی آپؐ سے کوئی سائل کچھ پوچھتا آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور ضرور کان لگاتے، اور کبھی خود واپس نہیں ہوتے تھے جب تک کہ وہ سوال کرنے والا واپس نہ ہو، اور جب کبھی

کسی نے آپ کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا آپ نے اپنا ہاتھ دے دیا اور اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ جدا کرتے تھے جب تک کہ وہ خود ہی اپنے ہاتھ کو آپؐ کے ہاتھ سے جدا نہ کرے۔ (ابو نعیم فی الدلائل)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے تواضع سے پیش آتے تھے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کسی سے مصافحہ کرتے یا کوئی آپؐ سے مصافحہ کرتا، آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا نہ کرتے یہاں تک کہ وہ آدمی اپنا ہاتھ علیحدہ کرتا اور جب کبھی کسی کی طرف چہرۂ مبارک کرتے تو اس سے چہرہ نہ پھیرتے، یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی آپؐ کے پاس سے واپس ہوتا، اور کبھی آپؐ کے زانوئے مبارک اپنے پاس بیٹھنے والے سے آگے نہ نکلے ہوئے ہوتے۔ (ترمذی ار ابن ماجہ)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کرتے تھے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی ایک جماعت کے قریب سے گزرے اور ان کو سلام کیا۔ (مسلم)

# کارِ نبوت

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا پیغام کس طرح پہنچایا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک میں اللہ کے بارے میں اس قدر تکلیف پہنچایا گیا کہ جتنی تکلیف کسی کو نہ پہنچائی گئی ہو گی اور میں اللہ کے بارے میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کوئی بھی نہ ڈرایا گیا ہو گا۔ مجھ پر تیس دن و رات لگاتار ایسے گزرے کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانے کو نہ تھا کہ کوئی جگر والا کھا سکتا، بس اتنی ہی مقدار تھی کہ جو بلال کی بغل کے نیچے دب سکتی تھی۔ (مسند احمد، ترمذی۔ ابن حبان)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی دعوت کس طرح دی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار قریش نے ایک مرتبہ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا زدوکوب کیا کہ آپؐ پر بے ہوشی آ گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہنا شروع کیا تم لوگوں کا ناس جائے کیا تم ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟

قریش نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا۔ ابو بکر مجنون۔ (ابو یعلیٰ)

بزار کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ کفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پل پڑے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلامی پہنچانے کے لیے کن طریقوں کو اپنایا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہ ایران) قیصر (شاہ روم)، نجاشی (شاہ حبشہ) اور ہر سرکش و مقتدر حاکم کے نام خطوط لکھے اور ان کو خدا کی طرف بلایا۔ لیکن جس نجاشی کو حضورؐ نے خط لکھا تھا یہ وہ نجاشی نہیں تھا جس کی نماز جنازہ (غائبانہ) حضورؐ نے پڑھی تھی۔ (مسلم)

# رحمت کے نظارے

## رحمۃ للعالمین سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شانِ رحمت

حضرت انس بن مالک

رضی اللہ عنہ

## رحمت کے نظارے

### ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مزاج پرسی کو تشریف لے گئے۔ آپؐ اس کے سرہانے بیٹھے۔ آپؐ نے فرمایا: اسلام لے آؤ۔ اس نے قریب بیٹھے ہوئے اپنے باپ کی طرف نظر اٹھائی۔ وہ بولا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو اور اسلام لے آؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے نجات دے دی۔ (صحیح بخاری)

### صبر تو ابتدائے صدمہ میں ہوتا ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی کے جنازے میں شریک ہوئے۔ اور حضورؐ قبر پر بیٹھے تھے، دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں بہہ رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، "تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے رات اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو، ابو طلحہؓ بولے: میں ہوں۔ فرمایا، قبر میں اُترو۔ چنانچہ وہ قبر میں اُترے۔" (صحیح بخاری)

### اسے نہ روکو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو آیا اور مسجد کے کسی کونے میں پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے ڈانٹا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا۔ جب وہ پیشاب کر چکا تو حضورؐ نے پانی کا ایک ڈول بہانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس جگہ پر بہا دیا گیا۔ (بخاری)

# رحمت کے نظارے

## میں تجھے اونٹنی کے بچے پر بٹھاؤں گا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے آپؐ سے ایک سواری کا مطالبہ کیا۔
آپؐ نے فرمایا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر بٹھاؤں گا۔
اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟
آپؐ نے فرمایا یہ اونٹ، اونٹنیوں کے بچے ہی تو ہیں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد، مسند احمد)

## میرا پیارا بیٹا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے تمام لوگوں میں سے زیادہ رحم دل تھے۔ آپؐ کا بیٹا دودھ پینے کے لیے مدینہ کے ایک کنارے تھا اور اس بچہ کو دودھ پلانے والی ایک لوہار کی بیوی تھی، ہم آپؐ کے ہمراہ اس بچہ کے پاس جاتے اور وہ گھر اذخر گھاس کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا آپ اپنے بچہ کو سونگھتے اور اس کا بوسہ لیتے۔ (البخاری فی الادب، ابن سعد)

## تو اپنی جانب سے کفارہ دے

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلاں! تو نے ایسا ایسا کام کیا ہے؟ اس نے کہا قسم اس ذات پاک کی کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں میں نے ایسا نہیں کیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس نے ایسا کیا ہے، چنانچہ آپؐ نے مکرر اس سے کہا اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی جانب سے کفارہ دے۔ اس طرح پر کہ تصدیق کر لا الٰہ الا اللہ کی۔ (البزار)
ابو یعلیٰ کی روایت میں اس طرح پر ہے اپنے جھوٹ کا کفارہ لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق

ہے کہ۔۔۔
طبرانی کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ ایک آدمی نے جھوٹی قسم اس طرح پر کھائی کہ "اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں" آپؐ نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی۔

## پہلے تمہاری ضرورت پوری کردوں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی رحم دل تھے اور آپؐ کے پاس جب کبھی کوئی آتا آپؐ اس سے وعدہ فرماتے اور اگر آپؐ کے پاس ہوتا تو اس کے وعدہ کو وفا کرتے۔ (ایک مرتبہ) نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور آپؐ کے پاس ایک دیہاتی آیا۔ اس نے آپؐ کا کپڑا پکڑا اور کہا: ۔ میری حاجت سے ابھی کچھ باقی رہ گیا اور مجھے ڈر ہے کہ میں اسے بھول جاؤں تو آپؐ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس کی حاجت سے فراغت حاصل کی۔ پھر تشریف لائے اور اس کے بعد نماز پڑھی۔ (البخاری فی الادب المفرد)

## ایرانی، تمہاری دعوت ہمیں منظور ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی فارسی ایرانی تھا جو شوربہ کا سالن عمدہ پکاتا تھا ایک روز اس نے کھانا تیار کیا اور حضورؐ کو بلانے حاضر ہوا حضورؐ نے اس سے عائشہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اور یہ بھی (یعنی ان کو بھی ساتھ لے چلوں)۔
فارسی نے کہا "نہیں"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر مدینہ جائیں گی تو پھر میں بھی نہیں جاؤں گا"۔
فارسی چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر بلانے آیا۔ حضورؐ نے پھر وہی فرمایا اور فارسی نے انکار کیا اور چلا گیا۔ تیسری مرتبہ فارسی پھر آیا اور حضورؐ کو بلایا۔ حضور نے پھر وہی فرمایا۔
فارسی نے کہا بہتر ہے۔ (حضرت عائشہ بھی تشریف لے چلیں) اس انکار و اصرار کی

وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ بھوکی تھیں اور فارسی کے ہاں زیادہ کھانا تیار نہ تھا جب اور کھانا اس نے تیار کر لیا تو تیسری مرتبہ حضرت عائشہؓ کو ساتھ لے چلنے کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ آگے پیچھے روانہ ہوئے اور فارسی کے گھر میں داخل ہوئے۔ (صحیح مسلم)

## میرا حوض

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے حوض پر آسمان کے تاروں کی تعداد کے برابر لوٹے ہیں۔ (مسلم)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے حوض پر سونے چاندی کے لوٹے آسمان کے ستاروں کے مانند دکھائی دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ستاروں سے زیادہ۔ (مسلم)

## یہ مال اسے دے دو

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپؐ چوڑے حاشیے والی ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک اعرابی (راستے میں) ملا۔ تو اس نے بڑے زور سے آپؐ کی چادر کو کھینچا یہاں تک کہ میں نے زور سے کھینچنے کے باعث چادر کے کنارے کی رگڑ کا نشان آپؐ کی مبارک گردن پر دیکھا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ وہ آپؐ کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے، مجھے اس میں سے عطا فرمائیے۔ آپؐ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور مسکراتے ہوئے اسے مال عطا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

## یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (جمرۂ عقبہ کو) کنکریاں مار چکے تو اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا پھر مونڈنے والے کو اپنے مبارک سر کا داہنا حصہ

دیا۔ اس نے اس کو مونڈا۔ آپؐ نے وہ بال حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کو دے دیے۔ پھر نائی کو اپنے مبارک سر کا بائیں طرف کا حصہ دیا۔ اس نے وہ مونڈا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو" (ترمذی)

## یہ قربانی میری اُمت کی طرف سے ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک مینڈھا ذبح کیا، اور یہ دعا پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ هٰذَا عَنِّيْ وَعَنْ مَنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے، اور اللہ بہت بڑا ہے یہ قربانی میری طرف سے اور اس کی طرف سے جس نے میری اُمت میں سے قربانی نہیں کی۔

(بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

## نو مسلم کی تالیفِ قلب و دلجوئی

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول اسلام کے بارے میں جب کبھی کسی چیز کا کوئی سوال کیا گیا آپؐ نے وہ چیز دے دی، حضرت انسؓ فرماتے ہیں چنانچہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا آپؐ نے اس کے لیے اتنی کثیر بکریوں کے دینے کا حکم فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان صدقہ کی بکریوں سے پُر تھی، وہ آدمی اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور اس نے کہا اے میری قوم! تم اسلام لے آؤ اس لیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ انہیں محتاج ہو جانے سے ڈر نہیں لگتا اور ایک روایت میں اتنی اور زیادتی ہے کہ آدمی آپؐ کے پاس فقط دنیا کی طلب کے لیے آتا تھا اس پر شام نہیں گزرتی تھی یہاں تک کہ دین اس کے لیے دنیا اور ما فیہا سے زیادہ پیارا اور محبوب ہو جاتا تھا۔ (مسند احمد)

# معجزاتِ محمد ﷺ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (اَلَمْ نَشْرَحْ)

(اے نبیؐ) کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول نہیں دیا؟

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر)

قیامت کی گھڑی قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

سُبْحَانَ الَّذِىٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (بنی اسرائیل)

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔ حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔

# معجزاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

## شق صدر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں میں کھیل رہے تھے (یعنی بچپن کے زمانہ میں) اور آپ کو پچھاڑ کر آپ کے سینہ کو چاک کیا اور اس میں سے دل کو نکالا پھر دل میں سے خون بستہ کا ایک حصہ خارج کیا۔ (یعنی خون کے لوتھڑے کو نکال لیا) اور کہا "تمہارے دل میں یہ لوتھڑا شیطان کا حصہ تھا" پھر سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دل کو دھویا پھر دل کے حصہ کو یکجا کر کے اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور سینہ کے چاک کو سی دیا گیا۔ وہ لڑکے (جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھیل رہے تھے یہ خوفناک منظر دیکھ کر) بھاگ کھڑے ہوئے اور دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ پلانے والی (بی بی حلیمہؓ) کے پاس پہنچے اور کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالا گیا" لوگ یہ بات سن کر دوڑے اور آپ کے پاس پہنچے تو دیکھا۔ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا (یعنی آپ کے چہرہ پر خوف کے آثار نمایاں تھے)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر سلائی کے نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم)

## شق القمر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ انھیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تو آپ نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے یہاں تک کہ کوہِ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان آ گیا۔ (بخاری)

# واقعۂ معراج

## (پہلی روایت)

شریک بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ سے معراج کروائی گئی تو آپ کی طرف وحی آنے سے پہلے تین افراد حاضر بارگاہ ہوئے اور آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ کون سے ہیں؟ درمیان والے نے کہا کہ وہ ان میں بہتر ہیں۔ آخری نے کہا کہ ان کے بہتر فرد کو لے لو۔ اس رات یہی کچھ ہوا، یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے، جس کے اندر کہ دل ان کو دیکھ رہا تھا اور آنکھیں سو رہی تھیں اور آپ کا دل نہیں سو رہا تھا اور اسی طرح تمام انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل نہیں سوتا تھا۔ ان فرشتوں نے آپ ﷺ کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ آپ کو اٹھا کر چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور وہاں رکھ دیا ان میں سے حضرت جبریل نے یہ کام سنبھالا کہ گلے سے دل کے نیچے تک سینہ مبارک کو چاک کر دیا، یہاں تک کہ سینہ مبارک اور شکم اطہر کو خالی کر دیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے آب زمزم کے ساتھ اسے دھویا، یہاں تک کہ شکم مبارک کو صاف کر دیا۔ پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا اس میں سنہری نور تھا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا اور اس کے ساتھ سینہ مبارک اور حلق کی رگوں کو بھر دیا اور پھر برابر کر دیا۔ پھر آپ کو لے کر آسمان دنیا کی طرف چڑھے۔ پس اس کا ایک دروازہ کھٹکھٹایا آسمان والے پکارے کہ کون ہے؟ کہا کہ جبرئیل ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد مصطفٰے ہیں۔ پوچھا کیا یہ بلائے گئے ہیں۔ کہا، ہاں۔ انہوں نے کہا کہ خوب آئے خوش آمدید، آسمان والوں نے اس کی خوشی منائی اور آسمان والوں کو کسی بات کا علم نہیں ہوتا جو اللہ تعالیٰ زمین میں کرنا چاہتا جب تک انہیں بتا یا نہ جائے۔ پس پہلے آسمان پر آپ نے حضرت آدمؑ کو پایا تو حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے کہا کہ یہ آپ کے باپ ہیں، انہیں سلام کر لیجیے۔ پس حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ آپ کا آنا مبارک ہو، اے میرے بیٹے۔ آپ اچھے بیٹے ہیں۔ آسمان دنیا پر دو نہریں بہتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اے جبرئیل! یہ نہریں کیسی ہیں۔ جواب دیا کہ یہ نیل اور فرات

پھر آگے چلے تو آسمان میں ایک اور نہر تھی، جس پر موتی اور زبرجد کے مکانات بنے ہوئے تھے۔ اس پہ ہاتھ مارا تو وہ مشک تھی۔ فرمایا کہ اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جو آپؐ کے رب نے آپؐ کے لیے رکھ چھوڑی ہے۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ فرشتوں نے اسی طرح کہا جیسے پہلے آسمان پر کہا تھا کہ کون ہے؟ کہا کہ جبرئیل ہے۔ پوچھا کہ آپؐ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ محمد مصطفےٰ ہیں انہوں نے پوچھا۔ کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا۔ خوش آمدید۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور فرشتوں نے اسی طرح کہا جیسے پہلے اور دوسرے آسمان پر کہا تھا۔ پھر چوتھے کی طرف چڑھے اور وہاں بھی اسی طرح کہا گیا۔ پھر چھٹے آسمان کی طرف چڑھے اور یہاں بھی حسب سابق سوال جواب ہوئے پھر ساتویں آسمان کی طرف چڑھے اور وہاں بھی اسی طرح کہا گیا ہر آسمان پر انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی جن کے نام بتائے اور مجھے ان میں سے یہ نام یاد رہے کہ حضرت ادریسؑ دوسرے آسمان میں حضرت ہارونؑ چوتھے میں، پانچویں آسمان والے کا مجھے نام یاد نہیں رہا۔ چھٹے پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ ساتویں میں ملے اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت کے باعث۔ حضرت موسیٰؑ عرض گزار ہوئے کہ اے رب! مجھے گمان نہ تھا کہ مجھ سے اوپر کسی کو پہنچایا جائے گا۔ پھر مجھے اس سے اوپر لے جایا گیا، جس کے بارے میں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ کا مقام آگیا۔ پھر اللہ رب العزت سے نزدیک ہوا پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ اس سے دو کمان کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر جو چاہی وحی فرمائی اور اس میں آپؐ کی امت پر رات دن میں روزانہ پچاس نمازوں کی وحی فرمائی گئی۔ پھر نیچے اترے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ تک پہنچے تو حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کو روک کر کہا، اے محمدؐ! آپؐ کے رب نے آپؐ سے کیا عہد لیا ہے؟ فرمایا کہ مجھ سے روزانہ پچاس نمازوں کا عہد لیا گیا ہے۔ کہا کہ آپؐ کی اُمت سے یہ نہیں ہو سکے گا، لہٰذا واپس جائیے اور اس میں اپنے رب سے کمی کروائیے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا گویا آپؐ ان

سے مشورہ فرما رہے تھے حضرت جبرئیلؑ نے اشارہ کیا کہ اگر آپؐ چاہیں تو ضرور ایسا ہی کریں۔ پھر آپؐ کو اوپر لے گئے یعنی پہلی جگہ پر اور عرض گزار ہوئے کہ اے رب! کمی فرما کیونکہ میری اُمت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ پس دس نمازوں کی کمی فرما دی گئی۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس واپس لوٹے تو انہوں نے آپؐ کو روک لیا۔ پس برابر حضرت موسیٰ آپؐ کو بارگاہ الٰہیہ کی طرف لوٹاتے رہے یہاں تک کہ تعداد پانچ نمازوں تک آ پہنچی۔ پانچ نمازوں پر بھی حضرت موسیٰ نے آپؐ کو روکا اور کہا کہ اے محمدؐ! میں اپنی قوم بنی اسرائیل کو اس سے کم نمازوں پر آزما چکا ہوں تو وہ کمزور پڑ گئے اور چھوڑ بیٹھے تھے جب کہ آپؐ کی اُمت تو جسمانی، قلبی، بدنی، نظری اور سمعی لحاظ سے بہت کمزور ہے لہٰذا واپس جا کر اپنے رب سے اور کمی کروائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دفعہ حضرت جبرئیلؑ کی طرف مشورے کی غرض سے دیکھتے تھے اور حضرت جبرئیل اس کو ناپسند نہیں فرماتے تھے۔ پس پانچویں دفعہ بھی آپؐ کو اوپر لے گئے۔ عرض گزار ہوئے کہ اے رب! میری اُمت جسمانی، قلبی، سمعی اور بدنی لحاظ سے کمزور ہے، لہٰذا ہمارے لیے اور کمی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمدؐ! عرض گزار ہوئے کہ میں حاضر و مستعد ہوں۔ فرمایا کہ میرے نزدیک بات بدلا نہیں کرتی جیسا کہ میں نے تم پر اُم الکتاب میں فرمایا۔ پس یہ ثواب کے لحاظ سے لوح محفوظ میں پچاس ہیں اور پڑھنے کے لیے تم پر پانچ فرض ہیں۔ پس آپؐ حضرت موسیٰؑ کی طرف لوٹے۔ کہا کہ آپؐ نے کیا کیا؟ کہا کہ ہمارے لیے یہ کمی فرمائی گئی کہ ہمیں ہر نیکی کا ثواب دس گنا عطا فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ خدا کی قسم، میں اس سے کم نمازوں پر بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں پھر بھی وہ چھوڑ بیٹھے تھے لہٰذا اپنے رب کی طرف جائیے اور مزید کمی کروائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ! خدا کی قسم، مجھے اپنے رب کے حضور بار بار جانے کے باعث اب شرم آتی ہے۔ کہا تو اللہ کا نام لے کر اتر جائیے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپؐ بیدار ہوئے تو مسجد حرام میں تھے۔ (صحیح بخاری)

## واقعۂ معراج (دوسری روایت)

حضرت انس بن مالک اور حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معراج شریف کا واقعہ یوں سُنایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور کبھی اس کی جگہ حجر فرماتے۔ تو میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ پھر اس نے کچھ کہا جو میں سُن رہا تھا۔ پھر اس نے یہاں تک میرا جسم چیرا۔ میں نے جارود سے اس کا مطلب پوچھا، جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا حلق سے ناف کے نیچے تک اور میں نے (حضرت انسؓ سے) زیر ناف تک سُنا ہے۔ پھر میرا دل نکالا گیا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میرے دل کو دھو کر اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ تو جارود نے ان سے کہا کہ اے ابوحمزہ! کیا وہ براق تھا؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا: ہاں۔ وہ (جانور) اپنا ایک قدم حدِ نظر کے برابر دور رکھتا تھا۔ پھر میں اس پر سوار ہو گیا اور حضرت جبرئیل مجھے لے کر چل پڑے، یہاں تک کہ پہلا آسمان آگیا۔ پس دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا، کون ہے؟ جواب دیا، جبرئیل ہے۔ پوچھا گیا، آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، محمد مصطفےٰ ہیں۔ پوچھا کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ کہا گیا، خوش آمدید، کیسا اچھا آنے والا آیا ہے۔ پس دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اوپر گیا تو دیکھا کہ حضرت آدمؑ تشریف فرما ہیں۔ کہا، یہ آپ کے والد حضرت آدمؑ ہیں، انھیں سلام کیجیے۔ پس میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا، صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا۔ پھر اوپر چڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ دوسرا آسمان آگیا اور اسے کھلوانا چاہا تو کہا گیا: کون ہے؟ جواب دیا، جبرئیل۔ کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ پوچھا، کیا انھیں بلایا ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ کہا گیا، خوش آمدید، کیا اچھا آنے والا آیا ہے۔ پس دروازہ کھولا گیا اور میں اوپر گیا تو حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ دونوں خالہ زاد

بھائیوں کو پایا۔ جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ ہیں۔ انھیں سلام کریجیے، تو میں نے انھیں سلام کیا اور دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ پھر مجھے لے کر تیسرے آسمان تک گئے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا:۔ کون ہے؟ جواب دیا:۔ جبرئیل۔ دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا:۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ پوچھا:۔ کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا:۔ ہاں کہا، خوش آمدید، کیسی مبارک ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ پس دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسفؑ تھے۔ کہا:۔ صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ پھر مجھے لے کر چوتھے آسمان تک گئے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ جواب دیا:۔ جبرئیل ہے۔ پوچھا گیا:۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا:۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ دریافت کیا:۔ کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا:۔ ہاں۔ کہا گیا:۔ خوش آمدید، کیا مقدس ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ پس دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریسؑ تشریف فرما تھے۔ کہا، یہ حضرت ادریسؑ ہیں، انھیں سلام کریجیے۔ پس میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے جواب دیا اور کہا، صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا:۔ کون ہے؟ جواب دیا:۔ جبرئیل ہوں۔ پوچھا:۔ آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا:۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ دریافت کیا کہ کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا:۔ ہاں۔ کہا گیا:۔ خوش آمدید، کیسی مبارک ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارونؑ تشریف فرما تھے۔ کہا یہ حضرت ہارونؑ ہیں۔ انھیں سلام کریجیے۔ پس میں نے انھیں سلام کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا:۔ صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ پھر مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان تک پہنچے تو دروازہ کھلوانا چاہا۔ پوچھا گیا، کون ہے؟ جواب دیا:۔ جبرئیل ہوں۔ دریافت کیا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ پوچھا، کیا انھیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا، ہاں۔ کہا، خوش آمدید!

کیا بہترین تشریف لانے والے نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں پر حضرت موسیٰؑ جلوہ افروز تھے۔ کہا، یہ حضرت موسیٰؑ ہیں، انھیں سلام کیجیے۔ پس میں نے انھیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا، پھر کہا:۔ صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ رو پڑے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس بات پر روئے ہیں؟ جواب دیا، میں اس بات پر رویا کہ یہ لڑکا میرے بعد مبعوث فرمایا گیا ہے لیکن میری امت کی نسبت اس کے امتی زیادہ تعداد میں داخلِ جنت ہوں گے۔

پھر مجھے لے کر ساتویں آسمان تک پہنچے اور حضرت جبرئیل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا۔ آپ کون ہیں؟ جواب دیا، جبرئیل ہوں دریافت کیا، آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا، محمد رسول اللہ ہیں پوچھا کیا انھیں مدعو کیا گیا ہے؟ جواب دیا ہاں، کہا خوش آمدید کیسی مبارک ہستی نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ابراہیمؑ تشریف فرما تھے۔ کہا یہ آپ کے جدِ امجد ہیں انھیں سلام کیجیے۔ پس میں نے انھیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا، پھر کہا:۔ صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا۔ پھر مجھ پر سدرۃ المنتہیٰ ظاہر فرمایا گیا تو اس کے پھل (بیر) مقامِ ہجر کے مٹکوں جیسے تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ کہا گیا، یہی سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اس کی چار نہریں تھیں، دو ظاہری اور دو باطنی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ نہریں کیسی ہیں؟ جواب دیا کہ باطنی نہریں تو جنت کی ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھ پر بیت المعمور ظاہر فرمایا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک برتن میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد پیش کیا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ کہا، یہ فطرت ہے لہٰذا آپؐ اور آپؐ کی اُمت فطرت پر قائم رہیں گے۔ پھر مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض فرمائی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا اور میرا گذر حضرت موسیٰؑ کے پاس سے ہوا تو پوچھا کہ آپؐ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کا، کہنے لگے، آپؐ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور خدا کی قسم میں اس چیز کا آپؐ سے پہلے تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ اس امر کی بڑی کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ آپؐ بارگاہِ خداوندی واپس جائیں اور اپنی اُمت کے لیے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس گیا تو دس نمازیں

کم کردی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ کی طرف لوٹا اور اسی طرح گفتگو ہوئی اور واپس لوٹا تو دس اور کم کردی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور اسی طرح کی گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا اور دس نمازیں مزید کم فرمادی گئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰؑ کے پاس لوٹ کر آیا تو حسب سابق گفتگو ہوئی۔ پس لوٹا تو روزانہ دس نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا گیا۔ پھر میں واپس حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا تو پھر وہی گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا اور روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور میں آپ سے پہلے اس بات کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل پر سر توڑ کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال پیش کیجئے۔ فرمایا، میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اب مجھے شرم محسوس ہونے لگی ہے لہذا برضا و رغبت سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ فرمایا، جب میں آگے بڑھا تو آواز آئی۔ میں نے اپنا فرض جاری فرمادیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی فرمادی۔

(صحیح بخاری)

## مشاہداتِ معراج

(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میرا گذر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن سرخ تانبے کے سے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور اپنے سینوں کو نوچ نوچ کے زخمی کر رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں (جو ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہیں) حضرت جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے۔ لوگوں کا تجسس کرتے تھے اور ان کے درپے ہو کر بے آبروئی کرتے تھے۔

(ابوداؤد۔ مسند احمد)

## مشاہداتِ معراج (۲)

ابن مردویہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کے مشاہدات میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا اور کٹے ہوئے ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔ تو مجھے بتایا گیا یہ آپؐ کی اُمت کے خطیب ہیں جو دوسروں کو تو تبلیغ کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے۔ جن کی پرائیویٹ اور نجی زندگی اور اس کے معاملات، ان کی پبلک زندگی اور عوامی رویہ سے متضاد ہوتی ہے جو بد اخلاقیوں کو چھپاتے اور تقویٰ اور خوش اخلاقی کا مصنوعی رنگ چڑھا کر دکھاتے ہیں۔

## عالم بالا کی سیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذکر فرما رہے تھے جو مسجدِ حرام سے شروع ہوئی تھی۔ حضرت جبرئیلؑ کے آنے سے قبل تین افراد (فرشتے) آئے اور آپؐ مسجد حرام کے اندر محوِ خواب تھے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا، وہ کون ہیں؟ دوسرے شخص نے کہا، وہ ان میں سب سے بہتر ہیں۔ تیسرا بولا، ان کے بہتر کو لے لو۔ پھر وہ غائب ہو گئے اور انھیں دیکھا نہیں گیا۔ یہاں تک کہ پھر کسی رات میں پہلے کی طرح نظر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سو رہی تھیں لیکن آپؐ کا قلب مبارک نہیں سوتا تھا اور جملہ انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل نہیں سوتا تھا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ آپؐ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

(بخاری)

**پانی کے چشمے** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اور آپؐ زوراء کے مقام پر

تھے۔ آپؐ نے برتن کے اندر اپنا دستِ مبارک رکھ دیا تو آپؐ کی انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے اور سب لوگوں نے وضو کر لیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا، آپؐ کتنے تھے؟ جواب دیا، تین سو یا تین سو کے لگ بھگ۔ (بخاری)

## انگلیاں یا فوّارے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا ہے، لوگوں کو وضو کے لیے پانی کی ضرورت ہے لیکن انھیں ملتا نہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس برتن میں اپنا دستِ مبارک رکھتے ہوئے، پانی آپؐ کی انگشت ہائے مبارک سے ابل پڑا جیسے چشمے۔ پس ہم نے پیا اور وضو کیا۔ میں (سالم راوی) نے دریافت کیا، آپؐ اس وقت کتنے تھے؟ فرمایا، اگر ہم لاکھ ہوتے تب بھی پانی سب کے لیے کافی ہوتا لیکن ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری)

## بابرکت پانی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سفر کے لیے نکلے اور شمع نبوّت کے ساتھ اس کے کچھ پروانے بھی تھے وہ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو گیا لیکن وضو کے لیے پانی نہیں مل رہا تھا۔ ان میں سے ایک شخص گیا اور پیالے میں تھوڑا سا پانی لے آیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے لے کر وضو فرمایا۔ پھر اپنی چار انگلیاں پیالے کے اوپر رکھتے ہوئے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور وضو کرو۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سارے وضو کر چکے اور وہ ستّر یا اس کے لگ بھگ افراد تھے۔ (بخاری)

## پاک اور متبرک پانی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا تو جن حضرات کے گھر مسجد کے نزدیک تھے وہ وضو کرنے چلے گئے اور کتنے ہی افراد رہ گیے۔ پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پتھر کا برتن پیش کیا گیا جس کے اندر پانی تھا۔ آپؐ نے اپنا دست مبارک پانی میں ڈال دیا لیکن برتن چھوٹا ہونے کے سبب ہاتھ کھلتا نہ تھا تو انگلیوں کو ملا کر برتن میں ڈالا گیا اور سارے ہی حاضرین کو وضو کرا دیا گیا۔ میں نے پوچھا، وہ کتنے افراد تھے؟ فرمایا، اسّی آدمی تھے۔ (بخاری)

## بارانِ رحمت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ایک دفعہ اہلِ مدینہ قحط سے دوچار ہو گئے۔ اسی دوران آپؐ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا:۔ یا رسول اللہ! گھوڑے ہلاک ہو گئے، بکریاں مر گئیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں پانی مرحمت فرمائے۔ آپؐ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف تھا لیکن ہوا چلنے لگی، بادل گھِر آئے اور جمع ہو گئے اور آسمان نے ایسا اپنا منہ کھولا کہ ہم برستی ہوئی بارش میں اپنے گھروں کو گئے اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پس وہی شخص یا کوئی دوسرا کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہؐ! گھر گر رہے ہیں، لہذا اللہ سے دعا فرمایئے کہ اسے روک لے۔ آپؐ نے تبسم ریزی کے دوران فرمایا۔ ہمیں چھوڑ کر ہمارے گرداگرد برسو۔ راوی نے دیکھا کہ بادل مدینہ منورہ کے اوپر سے ہٹ کر یوں چاروں طرف رہے گویا وہ تاج ہیں۔ (بخاری)

## برکت والی روٹیاں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حضرت اُم سلیم (والدہ حضرت انسؓ) سے فرمایا:۔

میں نے رسول اللہؐ کی آواز سنی ہے جس میں ضعف محسوس ہوتا ہے کہ آپؐ بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور چند جو کی روٹیاں نکال لائیں۔ پھر اپنا ایک دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک پلے میں روٹیاں لپیٹ دیں۔ پھر روٹیاں میرے سپرد کر کے باقی دوپٹہ مجھے اُڑھا دیا اور مجھے رسول اللہؐ کی جانب روانہ کر دیا۔ میں روٹیاں لے کر گیا تو رسول اللہؐ کو مسجد میں پایا شمع رسالت کے گرد چند پروانے بھی موجود تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا: کیا تمہیں ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ ہاں فرمایا، کھانا دے کر۔ عرض گزار ہوا، ہاں۔ پس رسول اللہؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپؐ چل پڑے۔ میں ان سے آگے چل دیا اور جا کر حضرت ابو طلحہ کو بتا دیا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا: اے اُم سلیمؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر غریب خانے پر تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ عرض گزار ہوئیں۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس حضرت ابو طلحہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو نکل کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ رسولِ خداؐ کے پاس جا پہنچے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ کو ساتھ لیا اور ان کے گھر جلوہ فرما ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے ام سلیمؓ! جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ انہوں نے وہی روٹیاں حاضرِ خدمت کر دیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ٹکڑے کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت ام سلیمؓ نے سالن کی جگہ کُپّی سے سارا گھی نکال لیا۔ پھر رسول خداؐ نے اس پر وہی کچھ پڑھا جو خدا نے چاہا۔ پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلا لو۔ پس انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور چلے گئے۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لیے اور بلا لو۔ چنانچہ وہ بھی سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لیے اور بلا لو۔ پس انہیں بلایا گیا۔ وہ بھی شکم سیر ہو کر کھا چکے اور چلے گئے۔ پھر دس آدمیوں کو بلانے کے لیے فرمایا گیا اور اسی طرح جملہ حضرات نے شکم سیر ہو کر

کھانا کھالیا۔ جملہ مہمان ستر یا اسی افراد تھے۔ (بخاری)

## کھجور کا تنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسجد نبوی کی چھت جب کھجور کی شاخوں کی ڈالی ہوئی تھی تو خطبہ دیتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب آپ کے لیے منبر بنا دیا گیا اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے تو میں نے سنا کہ اس ستون سے اونٹنی کے بلبلانے جیسی آواز آرہی تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جا کر اس پر اپنا دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہوا۔ (بخاری)

## نصرانی کا انجامِ بد

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نصرانی مسلمان ہوگیا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران پڑھ لی۔ پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحی کی کتابت کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ پھر نصرانی ہو گیا۔ اور کہتا کہ محمد تو اتنا ہی جانتے ہیں جو میں نے لکھ دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے موت دی اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا لیکن اگلی صبح اس کی لاش زمین پر باہر پڑی دیکھی۔ وہ کہنے لگے کہ یہ محمد اور ان کے ساتھیوں نے کیا ہوگا، کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ کر آیا تھا، اس لیے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی۔ دوسری مرتبہ انھوں نے اس کے لیے اور گہری قبر کھودی لیکن اگلی صبح وہ پھر باہر زمین پر پڑا ہوا تھا کہنے لگے:۔ یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کا فعل ہے کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا، لہذا ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی۔ تیسری دفعہ انہوں نے اس کے لیے بساط بھر خوب گہری قبر کھودی لیکن اگلی صبح کو اسے زمین کے اوپر پڑا ہوا پایا۔ اب وہ سمجھے کہ ان کے یہ سلوک لوگوں کی جانب سے نہیں ہیں، پس اسے پڑا رہنے دیا۔ (بخاری)

## خبر آنے سے پہلے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی خبر آنے سے پہلے ان کی شہادت کے بارے میں بتا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری)

## ام سلیم رضی اللہ عنہا! تم بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ماں کے پاس ایک بکری تھی انہوں نے اس کے گھی کو ایک کپی میں جمع کیا جب وہ کپی بھر گئی تو اس کو اپنی پرورش کردہ لڑکی کے ہاتھ بھیجا اور کہا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچا دے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سالن بنایا کریں۔ وہ لڑکی اس کو لے کر چلی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ گھی کی کپی ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کپی کو اسے خالی کر کے دے دو، چنانچہ وہ کپی خالی کی گئی اور اس لڑکی کو دے دی گئی اور وہ لڑکی اسے لے کر چلی گئی، وہ لڑکی آئی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر میں نہیں تھیں تو اس لڑکی نے وہ کپی کھونٹی پر لٹکا دی۔ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں تو کپی کو بھرا ہوا دیکھا کہ وہ گھی سے ٹپک رہی تھی تو انہوں نے کہا اے بچی! کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جا؟ اس نے کہا کہ میں لے گئی تھی اور اگر آپ میری تصدیق نہیں کرتی ہیں تو جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیجئے، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا چلیں اور ان کے ساتھ ان کی وہ پروردہ بچی تھی، اور آ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپی بھیجی تھی جس میں گھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آئی تھی اور دے گئی تھی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق اور دین حق دے کر بھیجا ہے وہ بھری ہوئی ہے اس میں سے گھی ٹپک رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا، اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! کیا تو اس بات سے تعجب کرتی ہے کہ اللہ نے تجھ کو رزق دیا جیسا کہ تو نے اس کے نبی کو کھانے کو دیا ہے کھا اور کھلا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں

رہیں گھر آئی اور اپنے قریبی رشتہ داروں میں ایسے اور ایسے تقسیم کیا اور اس میں جو باقی رہا اس سے ہم ایک ماہ یا دو ماہ تک سالن کا کام لیتے رہے۔ (ابو یعلیٰ)

## روز جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ

بزار و ابو یعلیٰ اور طبرانیؒ نے اوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے بطریق جیدہ حضرت انسؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپؐ کا رب آپؐ کو اسے عطا فرماتا ہے۔ تاکہ یہ دن آپؐ کے لیے اور آپؐ کی امت کے لیے عید ہو۔ میں نے پوچھا اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ قیامت ہے۔

## جنّت اور دوزخ کا مشاہدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست مبارک بڑھایا اور اُسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے حضورؐ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا میرے روبرو جنّت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں۔ پھر میرے روبرو دوزخ لائی گئی اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اس میں ہے۔ (الحاکم)

## اللہ نے وہ نور مجھے دکھا دیا

بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی وابو نعیم نے اور ابن مردویہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا

کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اٹھائے دُعا کر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا تم دیکھ رہے ہو کہ میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کیا آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نور مجھے دکھادے تو حضورؐ نے دعا کی اور اللہ نے وہ نور مجھے دکھادیا۔

(خصائص الکبریٰ)

## بال سفید نہ ہوئے

بیہقی نے بسند ثمامہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ حضورؐ نے اسے دعا دی "اللّٰھم جمله" تو اس کے بال سیاہ ہوگئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔ معمر نے فرمایا کہ میں نے قتادہ کے سوا اوروں سے بھی سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوے سال کا ہوا۔ مگر بال سفید نہ ہوئے۔ اسے ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے المراسیل میں اور بیہقی نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ما قبل کی حدیث کی شاہد ہے۔

(خصائص الکبریٰ)

## رومال آگ میں نہیں جلا

ابو نعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کی انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے کنیز دستر خوان لاؤ تاکہ ہم کھانا کھائیں۔ تو وہ دستر خوان لائی۔ پھر فرمایا رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا تنور گرم کرو۔ تو اس نے تنور کو گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال کو تنور میں ڈال دو تو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کو تنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا۔ اور خوب صاف کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے۔ توجب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی جو انبیاء

علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔ (خصائص الکبریٰ)

## کنکریوں نے تسبیح کی

اب اس سے بڑھ کے کیا اعجاز ہو سکتا ہے دنیا میں
دہن وا ہو گیا مٹھی میں ان کے آ گے کنکر کا

ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھیں اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انھوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔ پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی۔ (خصائص الکبریٰ)

## کھانے نے خدا کی تسبیح بیان کی

ابوالشیخ نے کتاب العظمت میں حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ثرید کھانا لایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ ان کی تسبیح سمجھ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کردو تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔ اس نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہؐ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ اس کا بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا۔ انہوں نے بھی یہی کہا۔ اس کے بعد حضورؐ نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔ اس وقت ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کاش آپؐ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے۔ اسے واپس کردو تو اس نے واپس کر دیا۔ (خصائص الکبریٰ)

## تم یہ پوچھنے آئے تھے

بیہقی وابو نعیم نے انسؓ سے روایت کی انہوں نے کہا میں مسجد خیف (منیٰ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی دوں تو میں جواب دیتا ہوں اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کرلو۔ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں۔ پھر حضورؐ نے ثقفی سے فرمایا تم اپنی رات کی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے ہو اور انصاری سے فرمایا تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آنے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ دونوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ (خصائص الکبریٰ)

## اپنا آفتابہ میرے پاس لاؤ

ابن عدی، ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تیزی کے ساتھ سفر کرو کیونکہ تمہارے اور مشرکین کے مابین چشمہ ہے۔ اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر شاق ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ حضورؐ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کر کے ہم لوگوں سے مل جائیں

صحابہ نے عرض کیا درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا مگر آفتاب کی گرمی نے انھیں جگایا۔ اس وقت حضورؐ نے ان سے فرمایا آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کر لو تو انھوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو حضورؐ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میرے پاس آفتابہ ہے۔ فرمایا اسے لے آؤ، حضورؐ نے آفتابہ لے کر اپنے دستِ مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی۔ اور صحابہ سے فرمایا آؤ وضو کر لو۔ تو وہ سب آئے اور حضورؐ ان پر پانی ڈالنے لگے یہاں تک کہ سب نے وضو کیا اور حضورؐ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضورؐ نے اس آفتابہ والے سے فرمایا آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر لشکر کی جانب چل دیے اور اپنے صحابہؓ سے فرمایا تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انھوں نے کیا کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ عالم ہے۔ فرمایا ان میں ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کر لیا ہے اور لشکر کو شدت کا سامنا ہے اور انھیں اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بیتاب کر رکھا ہے۔ جب حضورؐ ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا اپنا آفتابہ میرے پاس لاؤ۔ تو وہ لائے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر حضورؐ نے لشکر سے فرمایا آؤ اور تم سب پانی پی لو اور حضورؐ ان کے لیے پانی ڈالنے لگے یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن، مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھر لیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ مشرکوں کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور ہوا نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ خوب جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کر کے بہت سے مشرکوں کو قید کر لیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان صحیح و سالم واپس آئے۔ (خصائص الکبریٰ)

## وفود کی آمد

## بارگاہِ نبوت میں وفد عبدالقیس

حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ اہلِ ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ حضورؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور حضورؐ نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیے۔ یہ سن کر ان میں کا ایک شخص کہنے لگا: یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ اگر آپؐ مقام ہجر میں پیدا ہوتے تو اس سے زیادہ آپؐ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا "جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دیکھا۔ اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور البرنی ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے"۔

(خصائص الکبریٰ)

## بارگاہ نبوت میں وفدِ بنو اشعر

ابن سعد و بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس ایسے لوگ آرہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں۔ پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری تھے۔ عبدالرزاق نے کہا ہم سے معمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ میں ایک دن تشریف فرما تھے آپؐ نے فرمایا اے خدا کشتی والوں کو نجات دے۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے۔ پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ آرہے ہیں اور ان کو ایک مردِ صالح لا رہا ہے۔ راوی نے کہا وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے۔ اور جو ان کو لا رہا تھا وہ عمرو بن الحق خزاعی تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا زبید سے حضورؐ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا رمع میں بھی برکت ہو۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ انہوں نے کہا رمع میں بھی برکت ہو حضورؐ نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔ اسے بیہقی نے روایت کیا۔

ابن سعد نے عیاض اشعری سے آیت کریمہ "فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ" "عنقریب اللہ! ایسے لوگوں کو لائے گا جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں"، کی تفسیر میں روایت کی انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ یہی ہیں یعنی ابوموسیٰ اشعری وغیرہ۔

## بنو سلمہ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار بنی سلمہ کے مجمع میں ٹھہر گئے اور پوچھا کہ: اے بنی سلمہ! تم لوگ رقوب کسے کہتے ہو؟

کہا جس کے کوئی اولاد نہ ہو۔

فرمایا: نہیں بلکہ رقوب وہ ہے جس کا کوئی پیش رو نہ ہو۔

پھر پوچھا کہ: تم میں عدیم (مفلس) کون ہوتا ہے؟

عرض کیا: جو بے مال ہو۔

فرمایا: نہیں بلکہ عدیم وہ ہے جو اللہ کے آگے پیش ہو، لیکن اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہو۔

(البزار)

## میرا اسلام پہنچا دینا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو عیسیٰ ابن مریم سے ملنا نصیب ہو وہ میری طرف سے انھیں میرا اسلام پہنچا دے۔

(در منثور)

خطباتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

# نبی صلی اللہ علیہ وسلم

# کے

# خطبات

- سخاوت کے بیان میں
- رمضان اور مغفرت
- زمانہ کی قباحت میں
- قیامت کی ہولناکی کے بارے میں
- امانت اور وفاءِ عہد کے بارے میں

راوی: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

## سخاوت کے بیان میں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ پہلا خطبہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا آپؐ ممبر پر تشریف لائے:—

آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور اس کے بعد فرمایا "اے لوگو! اللہ پاک نے تمہارے لیے اسلام کو دین ہونا پسند کیا ہے لہذا تم لوگ اہل اسلام کی صحبت کو سخاوت اور حُسنِ خلق کے ذریعہ اچھا کرو، سن لو سخاوت جنت میں ایک درخت ہے اس کی ٹہنیاں دنیا میں ہیں جو تم میں سے سخی ہے اس درخت کی ایک شاخ کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک اس کو جنت میں لے جائے گا، اور سُن لو کہ بخل دوزخ میں ایک درخت ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں ہیں جو تم سے بخیل ہوگا ہمیشہ اس کی کسی شاخ سے چمٹا رہے گا یہاں تک کہ اللہ پاک اس کو دوزخ میں اتار دے، اور آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا اللہ کے لیے سخاوت کرو، اللہ کے لیے سخاوت کرو"۔ (ابن عساکر۔ کنز العمال)

## رمضان اور مغفرت

حضرت انسؓ نے فرمایا جب رمضان قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب کے وقت ہم کو ایک مختصر خطبہ دیا اور فرمایا "رمضان نے تمہارا استقبال کیا ہے اور تم نے اس کا استقبال کیا ہے خبردار! اہلِ قبلہ میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں رہتا مگر اللہ اس کی رمضان کی پہلی رات میں مغفرت کر دیتا ہے"۔ (ابن النجار۔ الکنز)

## زنا کی قباحت میں

حضرت انس بنؓ مالک نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا۔ سُود کی بات کا تذکرہ کیا اور اس کو بہت بڑا گناہ بتایا اور فرمایا کہ وہ درہم جس کو انسان سود

سے حاصل کرے، اللہ کے نزدیک خطا میں زنا سے چھتیس گنا زیادہ ہے کہ کوئی آدمی زنا کرے اور سود میں سب سے زیادہ بڑا سود مسلمان آدمی کی آبرو ریزی ہے"۔ (ابن ابی الدنیا)

## قیامت کی ہولناکی کے بارے میں

حضرت انسؓ بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا خطبہ دیا کہ ہم نے اس جیسا کبھی نہیں سنا، آپؐ نے فرمایا" اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو گے اور زیادہ روؤ گے۔ یہ سن کر صحابہ کرامؓ نے اپنے کپڑے چہروں پر ڈھانک لیے اور ان کے لیے رونے کی آواز تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کی کوئی بات پہنچی تو آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا "مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں میں نے آج کے دن کا جیسا خیر و شر میں کوئی دن نہیں دیکھا، اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو گے کم روؤ گے زیادہ"۔ حضورؐ کے اصحاب پر کوئی دن اس سے زیادہ سخت نہ گزرا۔ انہوں نے اپنے چہرے چادروں سے چھپا لیے اور ان کے لیے رونے کی آواز تھی۔

(البخاری، مسلم)

## امانت اور وفاء عہد

حضرت انسؓ بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خطبہ ایسا کم دیا ہوگا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ "اس میں ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں اور اس میں دین نہیں جو عہد کا پابند نہیں"۔

(البیہقی فی شعب الایمان)

# شفاعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (النّبأ)

"جس روز روح اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت دے اور جو ٹھیک بات کہے۔"

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل)

"بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کر دے۔"

(یعنی دنیا اور آخرت میں تم کو ایسے مرتبہ پر پہنچا دے، جہاں تم "محمود خلائق" ہو کر رہو ہر طرف سے تم پر مدح و ستائش کی بارش ہو اور تمہاری ہستی ایک قابل تعریف ہستی بن کر رہے)

(تفہیم القرآن، تفسیر سورۂ بنی اسرائیل)

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضّحیٰ)

"اور یقیناً تمہارے لیے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔"

يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي

اے رب! میری اُمت، میری اُمت

# اُمت کی یاد اُمت کا غم اور اُمت کی نجات کی فکر

حماد بن زید نے معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے کہ اہل بصرہ سے ہم کچھ لوگ جمع ہو کر حضرت انس بن مالکؓ کی خدمت میں گئے اور اپنے ساتھ ثابت کو بھی لے گئے تاکہ وہ ہمیں سنانے کے لیے حدیث شفاعت کا مطالبہ کریں۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے تو وہ اپنے مکان میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پس ہم نے اجازت طلب کی تو ہمیں اجازت دے دی گئی اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا کہ حدیث شفاعت سے پہلے ان سے کسی اور چیز کے بارے میں نہ پوچھنا۔ پس انہوں نے کہا کہ اے ابوحمزہ! اہل بصرہ سے آپ کے یہ بھائی آپ سے حدیث شفاعت پوچھنے آئے ہیں۔ فرمایا کہ ہمیں محمد مصطفےٰؐ نے بتاتے ہوئے فرمایا۔ قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کے مانند بے قرار ہوں گے تو وہ حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں، تمہیں چاہیے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس وہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس چلے جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ پس وہ حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس کام کا نہیں ہوں لیکن تمہیں حضرت عیسیٰؑ کے پاس جانا چاہیے کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ پس وہ حضرت عیسیٰؑ کے حضور جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس کام کے قابل نہیں، مگر تمہیں محمد مصطفےٰؐ کے پاس جانا چاہیے۔ پس وہ میری خدمت میں حاضر ہو جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرا کام ہے۔ پس میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور

مجھے ایسی حمدوں کا الہام کیا جائے گا جن کے ساتھ میں حمد و ثنا کروں گا اور مجھے وہ اب یاد نہیں ہیں۔ پس میں ان محامد کے ساتھ اس کی حمد کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی، مانگو، تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا۔ اے رب! میری اُمت میری اُمت۔ پس فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور جہنم سے اسے نکال لو جس کے دل میں ذرّے کے برابر یا رائی برابر بھی ایمان ہو۔ پس میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا پس فرمایا جائے گا کہ اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا کہ اے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم ایمان ہو۔ پس میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس فرمایا جائے گا کہ اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی، اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا۔ اے رب! میری امت میری امت۔ پس فرمایا جائے گا کہ جاؤ اور اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم ایمان۔ پس میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔ جب ہم حضرت انسؓ کے پاس سے باہر نکلے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کاش ہم امام حسن بصری کے پاس سے گزریں جو ابو خلیفہ کے مکان میں روپوش ہیں کیونکہ وہ ان سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں جو ہم سے حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کی ہے۔ چنانچہ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جب ہم نے انھیں سلام کیا تو انھوں نے ہمیں اجازت دے دی۔ ہم ان کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ اے ابو سعید! ہم آپ کی خدمت میں آپ کے بھائی حضرت انسؓ بن مالک کے پاس سے آئے ہیں کیونکہ شفاعت کے بارے ہیں جو حدیث انھوں نے بیان کی کسی دوسرے کو ہم نے بیان کرتے ہوئے

نہیں دیکھا انہوں نے فرمایا کہ بیان کرو۔ پس ہم نے ان سے حدیث بیان کی اور اسی مقام پر آکر ختم کردی۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ ہمیں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا۔ فرمایا کہ بیس سال کا عرصہ ہوا جبکہ مجھ سے انہوں نے یہ حدیث بیان کی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ بھول گئے یا ناپسند فرمایا کہ لوگ بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ اے ابوسعید! بیان فرمایئے۔ پس وہ ہنس پڑے اور فرمایا کہ انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے۔ میں نے اس کا ذکر اسی لیے کیا کہ میرا ارادہ تھا کہ آپ لوگوں سے یہ حدیث بیان کروں جیسے انہوں نے مجھ سے بیان کی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پھر میں چوتھی دفعہ واپس لوٹوں گا اور اسی طرح حمد وثنا بیان کرونگا پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس فرمائے گا۔ اے محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا کہ اے رب! مجھے ان کی اجازت بھی دیجئے۔ جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔ پس فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اپنے جلال، اپنی کبریائی اور عظمت کی قسم ہے، میں ضرور دوزخ سے انہیں بھی نکال دوں گا جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔ (صحیح بخاری)

## میری شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ میں عرض کروں گا کہ اے رب! جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو اسے بھی جنت میں داخل فرما دے۔ پس وہ داخل ہو جائیں گے۔ پھر میں عرض کروں گا کہ اسے بھی جنت میں داخل کر جس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ (صحیح بخاری)

## میری شفاعت کن لوگوں کے لیے ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"میری شفاعت میری اُمت کے ان لوگوں کے لیے ہے جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہیں"
(ترمذی)

## مخصوص دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر نبی کے سوال کرنے کے لیے ایک سوال ہوتا تھا۔ یا فرمایا۔ ہر نبی کے مانگنے کے لیے ایک دعا ہوتی جو مقبول فرمائی جاتی، پس میں نے اپنی دعا کو قیامت کے روز اپنی اُمت کی شفاعت قرار دے لیا ہے۔ (صحیح بخاری)

**دُعا** خدا ہی سے مانگی جائے کیونکہ وہی دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

**حمد** خدا کی تعریف اور اس کا شکر اس لیے کہ وہی اس کا مستحق و سزاوار ہے۔

**ذکر** خدا کی یاد اور اس کا تذکرہ دلوں کو اطمینان بخشتا ہے۔

**استغفار** خدا کی بارگاہ میں توبہ کرنا اس لیے کہ وہی گناہوں کو معاف کرنے والا اور مغفرت فرمانے والا ہے۔

**استعاذہ** خدا ہی سے پناہ مانگنا اس لیے کہ اس کے سوا کوئی پناہ دینے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

**درود** بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت۔

# پیارے رسول ﷺ کی

# پیاری دُعائیں

راوی:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِیٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

## دُعا

تمہارے رب نے فرمایا۔ دعا کرو میں قبول کروں گا (سورۂ مومن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ"

ترجمہ:۔ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

## بہترین دُعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

یا رسول اللہؐ کون سی دُعا بہتر ہے ؟

حضورؐ نے فرمایا:۔ اپنے رب سے دنیا اور آخرت کی عافیت اور معافات مانگا کرو۔

پھر اس نے دوسرے دن حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ کون سی دُعا بہتر ہے؟۔

حضورؐ نے ویسا ہی فرمایا۔ تیسرے دن بھی اس نے حاضر ہو کر یہی پوچھا اور یہی جواب پایا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ: جب تمہیں دنیا میں عافیت دے دی گئی اور آخرت میں بھی تو تم کامیاب ہو گئے۔ (اس سے زیادہ اور کیا چاہتے ہو؟) (ترمذی)

## وقتِ دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان دُعا رد نہیں ہوتی"۔ لوگوں نے عرض کیا: تو ہم کون سی دُعا مانگا کریں ؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ سے دُنیا و آخرت میں عافیت مانگا کرو۔ (ترمذی)

## جو کچھ مانگنا ہے اللہ ہی سے مانگے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے ہر ایک اپنی تمام حاجتیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ جوتیوں کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگے"۔ (ترمذی)

## پورے یقین سے دعا مانگو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم میں سے جب کوئی دعا مانگے تو یقین و پختگی کے ساتھ مانگے یوں نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ کو عطا کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے (یعنی خدا مجبور نہیں ہے)

○ اور ایک روایت میں ہے کہ "خدا سے پوری پوری خواہش کرے اس لیے کہ خدا کے نزدیک کسی کو کچھ دینا بڑی بات نہیں ہے"۔

○ اور ایک روایت میں ہے کہ "خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے"۔ (مسلم)

## موت کی تمنا نہ کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسی کو کوئی تکلیف پہونچے تو وہ موت کی آرزو نہ کرے اور اگر موت کی آرزو ضروری ہو تو پھر یوں کہے "اے اللہ! مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو اور موت دے مجھ کو اس وقت جب کہ میرا مرنا بہتر ہو"۔ (مسلم)

## حمد - ہمیشہ اللہ کی حمد کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو

کچھ کھائے اور پھر اللہ کی حمد کرے اور پھر پیے تو اس پر اللہ کی حمد کرے۔ (مسلم)

## دعا کو حرز جان بنالو

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے آدمؑ کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھتا رہے گا۔ میں تجھے بخشتا رہوں گا۔ خواہ کسی قدر گناہ تجھ میں ہوں۔ میں پرواہ نہیں کرتا۔ اے آدمؑ کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں۔ اور پھر تو مجھ سے بخشش چاہے تو بھی میں بخش دوں گا۔ میں پرواہ نہیں کرتا۔ اے آدمؑ کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ (بخشوانے) لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے (دنیا میں) کسی کو میرا شریک نہ کیا ہوگا۔ تو بھی میں تجھے اس کے برابر مغفرت (بخشش) دوں گا۔ (ترمذی)

## بہترین دعا

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے گویا کہ وہ شخص مرض کی وجہ سے پر نُچا ہوا چوزہ تھا تو آپؐ نے اس سے دریافت کیا، کیا تو اللہ پاک سے کسی چیز کے ساتھ دعا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں کرتا تھا اے میرے اللہ جو کچھ کہ تو مجھے آخرت میں سزا دینے والا ہے اس کو دنیا میں جلدی ہی دے دے۔ تو اس سے آپؐ نے فرمایا تو نے یوں کیوں نہیں کہا۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

چنانچہ اس آدمی نے اللہ سے یہ دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی۔ (ابن ابی شیبہ۔ ابن النجار)

حضرت انسؓ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر سو دعائیں کرتے تو ان کے شروع اور ختم اور بیچ میں کہتے:۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (ابن النجار)

## دین پر ثابت قدمی کی دُعا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ یَا وَلِیَّ الْإِسْلَامِ وَ أَهْلِهِ ثَبِّتْنِیْ بِهِ حَتّٰی أَلْقَاكَ ۔ ترجمہ: "اے اسلام اور اہل اسلام کے مالک مجھے اسلام پر ثابت رکھ یہاں تک کہ میں تجھ سے ملوں"۔ (الطبرانی فی الاوسط)

## اُمت کے لیے دُعا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لیے دعا کی اور فرمایا اللّٰھم اقبل بقلوبھم علی طاعتك وحط من ورائھم برحمتك ۔ ترجمہ: "اے میرے اللہ! ان کے دلوں کو اپنی عبادت پر موڑ لے اور اپنی رحمت کے ساتھ ان کے گرداگرد احاطہ فرما"۔ (الطبرانی)

## دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دُعائیں

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوا کرتی تھی۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

الٰہی! میں سوال کرتا ہوں آپ سے درگزر اور سلامتی اور ہر تکلیف سے بچاؤ کا دنیا میں اور آخرت میں"۔ (مسند احمد)

اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

الٰہی! اچھا کیجئے ہمارا انجام سب ہی کاموں میں اور پناہ دے ہم کو دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے۔ (الترغیب والترہیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی یہ دعا ہو۔ اس کو کسی بھی بڑی مصیبت میں مبتلا ہونے سے پہلے موت آجائے گی۔ (مجمع الزوائد)

## جمعہ کے دن کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

میں بخشش طلب کرتا ہوں اس اللہ سے کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا اور میں توبہ کرتا ہوں اس کی طرف۔

تین بار پڑھ لیا جائے تو سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (کتاب الاذکار)

## زادِ راہ

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ میں سفر کا ارادہ کرتا ہوں لہٰذا آپؐ مجھے توشہ دیجیے، (یعنی دعا) آپؐ نے فرمایا "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى" ترجمہ "اللہ تجھے تقویٰ کا توشہ دے" اس نے عرض کیا اور زیادہ کیجیے تو آپؐ نے فرمایا "وَغَفَرَ ذَنْبَكَ" اللہ تیرے گناہوں کو معاف کرے اس نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں اور زیادہ کیجیے آپؐ نے فرمایا "وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ۔ اور جہاں کہیں بھی تو ہو تیرے لیے بھلائی کو آسان کر دے۔ (ترمذی)

## مسافر کے لیے دعا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں سفر کرنا چاہتا ہوں مجھے آپ کچھ نصیحت فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ کا تقویٰ اور ہر بلندی پر اللہ اکبر کہنا اپنے لیے ضروری کر لو۔ جب وہ شخص (چلنے کے لیے) مڑا۔ تو حضورؐ نے فرمایا:

اللّٰھم اطولہ البعد وھون علیہ اے اللہ! تو اس کے لیے زمین کو لپیٹ دے۔ اور سفر کو اس پر آسان کر دے۔ (ترمذی)

## سفر سے واپسی کے وقت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے واپس آتے ہوئے مدینے شریف کی پشت پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا:

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا

ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی

حَامِدُوْنَ

تعریف کرنے والے ہیں۔

یہ کلمات آپؐ برابر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہو گئے۔ (مسلم)

## ایک خاص دعا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلایا کہ یوں دعا مانگا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِكَ اُقَاتِلُ

ترجمہ اے اللہ! تو میرا بازو ہے اور تو میرا مددگار ہے۔ اور تیرے ہی ادیے ہوئے ہاتھ پیروں) سے میں (تیرے دشمنوں سے) جنگ کرتا ہوں۔

(ترمذی)

## بیت الخلاء سے باہر آنے کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جائے ضرور سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

"حمد کے لائق ہے اللہ جس نے دور کیا مجھ سے دکھ اور آرام بخشا مجھے"

# صبح کے وقت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ

ترجمہ: "اے اللہ! ہم صبح کے وقت تجھ کو گواہ بناتے ہوئے اور تیرے عرش کے اٹھانے والوں کو اور تیرے فرشتوں کو اور تیری کل مخلوق کو گواہ بناتے ہوئے (یہ اقرار کیا) کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام (صغیرہ) گناہ بخش دیتا ہے جو اس دن اس سے سرزد ہوں۔ اور اگر شام ہوتے وقت اس نے یہ دعا کی تو اس کے وہ تمام (صغیرہ) گناہ بخش دیتا ہے۔ جو اس رات کو اس سے سرزد ہوں۔ (ترمذی)

# گھر سے نکلنے کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو گھر سے نکلتے وقت یہ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: "شروع اللہ کے نام سے۔ میں نے اللہ پر توکل و بھروسہ کیا۔ اللہ کی مدد کے بغیر نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی قوت۔"

اس کو (اللہ کی طرف سے) کہا جاتا ہے۔ میں نے تیری کفایت کی۔ اور تجھے (تیرے دشمنوں سے) بچایا اور اسی سے شیطان علیحدہ ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

# سوتے وقت کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر

پر جاتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِّمَّنْ لَّا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ لَهٗ ترجمہ: "تمام حمد و ثنا اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا۔ ہمارے لیے کفایت فرمائی۔ اور ہمیں پناہ کی جگہ دی۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے لیے کوئی کفایت کرنے والا اور پناہ دینے والا نہیں۔" (مسلم والترمذی و ابوداؤد)

## بلندی پر چڑھنے کے وقت کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زمین کے کسی ٹیلہ پر چڑھتے تو آپ کہتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَّلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ ترجمہ: "اے میرے اللہ! تیرے لیے بلندی ہے ہر بلندی پر اور تیرے لیے تعریف ہے ہر حالت پر۔" (ابو یعلی مسند احمد)

## منزل پر قیام کرنے کے وقت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو کجاوہ کے کھولنے تک سبحان اللہ کہتے رہتے۔ شعبہ راوی نے بیان کیا ہے کہ زبان سے تسبیح پڑھتے۔ (الطبرانی فی الاوسط)

## بے قراری کے وقت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی بے چین کرنے والا امر پیش آتا تو آپ فرماتے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ ترجمہ: "اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے تیری رحمت کی دہائی میں تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔" (ابن النجار۔ کنز العمال)

## ادائیگی قرض کی دعا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جمعہ کے دن نہ پایا، جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے فرمایا اے معاذ!

کیا سبب ہے کہ میں نے تجھے آج نہیں دیکھا؟ عرض کیا یا رسول اللہؐ! ایک یہودی کا میرے پاس کچھ اوقیہ سونا تھا (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) میں آپؐ کی طرف نکل کر چلا تھا اس نے مجھے آپ کے پاس آنے سے روک دیا، تو حضورؐ نے فرمایا اے معاذؓ! کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتا دوں کہ اگر تیرے اوپر صبیر پہاڑ جیسا بھی قرض ہو تو اللہ تجھ سے ادا کرا دے گا۔ (صبیر یمن کے ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے) تو اے معاذؓ! اللہ سے دعا کر اور کہہ! اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ (سورہ ۳ – ۲۶) ترجمہ یا اللہ مالک الملک کے دیتا ہے تو ملک جس کو چاہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہے تیرے ہاتھ میں خیر ہے۔ تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کے اجزاء کو تو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کے اجزاء کو رات میں اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے، اور رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار۔"

رحمٰن الدنیا والاٰخرۃ ورحیمھما تؤتی منھما من تشاء وتمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک۔

ترجمہ: "تو دنیا اور آخرت کا رحمٰن اور رحیم ہے ان دونوں سے جس کسی کو تو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس کسی کو چاہے منع کرتا ہے مجھ پر ایسی رحمت کر جس کے ذریعہ تو مجھے اپنے ماسوا کی رحمت سے بے پرواہ کر دے۔"

حضرت انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے فرمایا، کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتا دوں جس کے ساتھ تو دعا کرے اگر تیرے اوپر جبلِ اُحد کے برابر قرضہ ہو تو اللہ پاک تجھ سے ادا کرا دے گا۔ اے معاذ کہہ! اَللّٰھُمَّ مالک الملک پس اسی جیسا ذکر کیا مگر تولج اللیل سے اخیر تک ذکر نہیں کیا۔ اور ایک روایت میں ہے رحمٰن الدنیا والاٰخرۃ تعطیھما من تشاء وتمنع منھما من تشاء ہے پھر اسی جیسا ذکر کیا ہے۔ (الطبرانی)

## نماز کے بعد کی دعا

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے اور اپنی نماز سے فارغ ہوجاتے تو اپنا داہنا ہاتھ سر پر رکھتے اور پڑھتے:۔ بسم اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم اللّٰھم اذھب عنی الھم والحزن۔ ترجمہ:"شروع اللہ کے نام سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو رحمٰن و رحیم ہے، اے میرے اللہ! مجھ سے میرے غم و رنج کو دور کردے"۔

ایک دوسری روایت میں ہے اپنی پیشانی پر داہنا ہاتھ رکھتے اور کہتے آخری الفاظ اس روایت میں اس طرح ہیں:۔ اللّٰھم اذھب عنی الغمّ والحزن۔ (الطبرانی)

## آئینہ دیکھنے کے وقت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ آئینہ دیکھتے تو کہتے:۔

"الحمد للّٰہ الذی سوّی خلقی واحسن صورتی وزان منی ماشان من غیرا۔

(حمد و شکر اس اللہ کے لیے جس نے میرے جسم کو برابر موزوں بنایا اور مجھے اچھی شکل و صورت عطا فرمائی، اور مجھے اس خوشنمائی سے نوازا جس سے دوسرے بہت سے بندوں کو نہیں نوازا گیا)۔ (مسند بزار)

## بوڑھاپے کے وقت کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے۔ اللّٰھم اجعل خیر عمری آخرہ وخیر عملی خواتیمہ وخیر ایامی یوم القاک فیہ۔

"اے اللہ! میری عمر کے آخری حصے کو میری زندگی کا بہترین حصہ کردے، اور میرے آخری عمل میری زندگی کے بہترین عمل ہوں، اور میرا سب سے اچھا دن وہ ہو جو تیرے حضور میں میری

حاضری کا دن ہو۔ (الطبرانی)

## ظالم کے ظلم سے نجات اور ہر ضرورت کے پورا ہونے کی دعا

ابان بن ابی عیاش بیان کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ بن مالک نے حجاج سے گفتگو کی تو حجاج نے ان سے کہا اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المومنین کا خط تمہارے بارے میں نہ آیا ہوتا تو تمہارے ساتھ کچھ اور ہی سلوک ہوتا۔

اس پر حضرت انسؓ نے فرمایا خاموش رہو، خاموش رہو۔ جب میرے نتھنے ابھرے اور میری آواز بھاری ہوئی یعنی میں جوان ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں کسی سرکش و جابر کا ظلم و ستم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور اس کی موجودگی ہر ضرورت با آسانی پوری کرتی ہے اور ہر مسلمان میرے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آتا رہے گا۔

یہ سن کر حجاج نے کہا کاش کہ تم مجھے وہ کلمات بتا دیتے؟

حضرت انسؓ نے فرمایا تو ان کلمات کے سیکھنے کا اہل نہیں ہے۔

اس کے بعد حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو ہزار درہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اس بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ممکن ہے کہ تم ان کلمات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ مگر وہ دونوں ان کلمات کے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ پھر جب حضرت انسؓ کی وفات کے دن قریب آئے تو تین دن پہلے مجھ سے فرمایا اے ابانؓ! تم مجھ سے ان کلمات کو سیکھ لو اور ان کلمات کو نااہل کے آگے نہ رکھنا۔ ابانؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسؓ کو جو عطا فرمایا تھا اس میں سے مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رکھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھی دور رکھی۔ وہ دعا یہ ہے:

"اللہ اکبر اللہ اکبر بسم اللہ علیٰ نفسی و دینی، بسم اللہ علیٰ اھلی و مالی، بسم اللہ علیٰ کل شیئ اعطانی، بسم اللہ خیر الاسماء، بسم اللہ رب الارض و رب السماء، بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء، بسم اللہ افتتحت و علی اللہ توکلت اللہ ربی لا اشرک بہ احدا، اسئلک اللہ

بخیرک من خیرک الذی لا یعطیہ غیرک عز جارک وجل ثناءک ولا الٰہ الا انت اجعلنی فی عباذک وجوارک من کل سوءٍ ومن الشیطان الرجیم، اللّٰھم استجیرک من جمیع کل شیئٍ خلقت و احترس بک منھن واقدم بین یدی، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قل ھو اللّٰہ احد، اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی ومن تحتی۔ سورۂ اخلاص کو چھ مرتبہ پڑھے۔ (ابن سعد)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ:۔

"اللّٰھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین"

ترجمہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا، اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خداوندا تو مجھے مسکین زندہ رکھ مسکینی کی حالت میں وفات دے اور مسکینوں ہی کے زمرہ میں قیامت کے روز مجھے اٹھائیو۔

یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ ایسی دعا کیوں کرتے ہیں کہ اے اللہ! مجھے مسکینوں کے زمرہ میں اٹھائیو۔

آپؐ نے فرمایا۔ فقیر امیروں سے چالیس ہزار (سال) پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہؓ مسکین کا سوال رد مت کرو۔ اگر اور کچھ نہیں تو آدھا چھوہارا ہی دے دیا کرو۔

عائشہ مسکینوں سے محبت رکھو۔ ان کو اپنے نزدیک کرو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہیں اپنے نزدیک کرے گا۔ (ترمذی)

## حضرت عائشہؓ کے لیے رفع بخار کی دُعا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے یہاں تشریف لائے

تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو برا کہہ رہی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ تو حکم خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اسے دور کر دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا پھر حضورؐ نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور کہا کہ یہ پڑھو:

"اللّٰھم ارحم جلدی الرقیق وعظمی الدقیق من شدۃ الحریق، یا ام ملدم ان کنت آمنت باللہ العظیم فلا تصدعی الرأس ولا تنتنی الفم وتاکلی اللحم ولا تشربی الدم وتحولی عنی الی من اتخذ مع اللہ الٰھاً آخر"

حضرت انسؓ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کلمات کو پڑھا اور ان سے بخار جاتا رہا۔

(بیہقی)

## حضرت فاطمہؓ کے لیے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرؓ کو یہ دعا بتاکید تلقین فرمائی ہے۔

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین۔ ترجمہ:۔ (اے زندہ! اے تھامنے والے! میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ میری حالت بالکل درست کر دے اور مجھے ایک لحظے کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر یعنی اپنی دستگیری کا ہاتھ میرے سر سے نہ اٹھا)

(الحاکم، نسائی)

# ذکر کلماتِ مبارکہ

حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے حضورؐ کو اور قوم کو سلام کیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپؐ نے اسے سلام کا جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' جب وہ آدمی بیٹھ گیا تو اس نے کہا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ان یحمد وینبغی لہ تو آپؐ نے فرمایا تو نے کس طرح کہا؟ اس نے آپؐ کو دوبارہ سنایا جس طرح پر کہا تھا تو آپؐ نے فرمایا۔ قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے ان کلمات کی طرف دس فرشتے جھپٹے ہر فرشتہ خواہش مند تھا کہ ان کلمات کو لکھ لے چنانچہ وہ فرشتے نہ جان سکے کہ اسے کس طرح لکھیں یہاں تک کہ ان کو اللہ رب العزت کے پاس لے گئے تو اللہ نے فرمایا اسے اسی طرح پر لکھ لو جیسا کہ میرے بندے نے کہا ہے۔ (مسند احمد)

# ذکر و دعا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعرابی پر گذرے اور وہ اپنی نماز میں دعا کر رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا:

یا من لا تراہ العیون ولا تخالطہ الظنون ولا یصفہ الواصفون ولا تغیرہ الحوادث ولا یخشی الدوائر یعلم مثاقیل الجبال ومکائیل البحار وعدد قطر الامطار وعدد ورق الاشجار وعدد ما اظلم علیہ اللیل واشرق علیہ النہار ولا تواری منہ سماء سماء ولا ارض ارضا ولا بحر ما فی قعرہ ولا جبل ما فی وعرہ اجعل خیر عمری آخرہ وخیر عملی خواتیمہ وخیر ایامی یوم القاک فیہ

ترجمہ: "اے وہ ذات جس کو آنکھیں نہیں دیکھ پاتیں اور جس کو خیالات نہیں پا سکتے۔ اور بیان کرنے والے اس کی حمد و ثنا نہیں بیان کر سکتے اور نہ زمانے کے حوادث اس میں کوئی اثر پیدا کر سکتے ہیں اور نہ وہ گردش زمانہ سے ڈرتی ہے۔ پہاڑوں کے وزن دریاؤں کے پیمانے، بارشوں کے قطرے اور

درختوں کے پتے سب اس کے علم میں ہیں جوان سب چیزوں کو جانتی ہے جس پر رات کی تاریکی چھاتی ہے اور دن روشنی ڈالتا ہے، جس سے آسمان دوسرے آسمان کو چھپا نہیں سکتا اور نہ زمین دوسری زمین کو اور نہ سمندر اس چیز کو چھپا سکتے ہیں جوان کی تہ میں ہے اور نہ پہاڑ جوان کے پتھریلے جگہیں ہے، میری عمر کا بہترین حصہ آخر عمر میں اور میرے سب سے اچھے عمل خاتمہ کے وقت مقدر فرمادے اور میرے دنوں میں سے سب سے بھلا دن وہ بنادے جس میں تجھ سے ملوں"۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی پر ایک آدمی کو مقرر کر دیا اور فرمایا کہ جب یہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اس کو میرے پاس لانا تو جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا آپؐ کے پاس آیا اور وہ حضورؐ کے پاس بعض کانوں میں سے سونا بطور ہدیہ لایا، جب وہ اعرابی آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے اُسے سونا ہبہ کر دیا، اور آپؐ نے دریافت کیا کہ اے اعرابی! تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! بنی عامر بن صعصعہ میں سے آپؐ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کس لیے سونا ہبہ کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہمارے اور آپؐ کے درمیان رشتہ داری کی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا، بے شک رشتہ داری کا تو حق ہے ہی لیکن میں نے تجھے سونا اس وجہ سے ہبہ کیا ہے کہ تو نے اللہ عزوجل کی ثنا اچھی کی ہے۔ (الطبرانی فی الاوسط)

## اللہ کا ذکر

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، یہ بات کہ میں ایسی قوم کے پاس بیٹھوں جو نماز فجر کے بعد اللہ کا ذکر کرتی ہے آفتاب کے طلوع ہونے تک مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اولاد اسمٰعیلؑ میں سے ایسے چار غلام آزاد کروں کہ ان میں سے ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار ہو اور البتہ یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایسی قوم کے پاس بیٹھوں جو نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک ذکر اللہ کرتی ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اولاد اسمٰعیلؑ میں سے ایسے چار غلام آزاد کروں کہ ان میں سے ہر ایک کی قیمت بارہ ہزار ہو۔

حضرت انسؓ سے ایک روایت میں مرفوعاً اس طرح ہے، جس نے عصر کی نماز پڑھی، پھر بھلی بات لکھنے بیٹھ گیا یہاں تک کہ شام کر دی یہ اس شخص سے افضل ہے جو اولاد اسمٰعیلؑ کے آٹھ

غلاموں کو آزاد کرے۔ ابو یعلیٰ کی روایت میں اس طرح ہے میں ایسی قوم کے پاس بیٹھ جاؤں جو صبح سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتی ہے یہ مجھے ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرتا ہے۔ (یعنی پوری دنیا سے) (ابو یعلیٰ، مسند احمد)

## اللہ کا تذکرہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے کسی سفر میں تھے، انہوں نے کچھ لوگوں کو بات کرتے ہوئے سنا اور فصاحت سنی، تو فرمایا "اے انس رضی اللہ عنہ! مجھے ان سے کیا لینا آؤ ہم اپنے رب کا تذکرہ کریں ان میں سے ہر ایک تو اس بات کے قریب ہے کہ اپنی زبان سے چمڑا پھاڑے"۔ (ابو نعیم فی الحلیہ)

جریر نے کہا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ذات عرق سے احرام باندھا ہم نے ان کو احرام سے فارغ ہونے تک ذکر اللہ ہی کرتے ہوئے سنا، راوی کہتے ہیں کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اے میرے برادر زادہ! احرام اسی طرح پر ہے۔ (ابن سعد)

## اللہ کا احسان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب پر گذر ہوا اور وہ باتیں کر رہے تھے انہوں نے عرض کیا ہم ان حالات کا تذکرہ کر رہے تھے جس میں کہ زمانہ جاہلیت میں مبتلا تھے اور اس بات کا کہ اللہ عزوجل نے ہم کو ہدایت دی اور اس بات کا کہ جس گمراہی میں ہم تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بڑا اچھا کام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور فرمایا اسی طرح پر رہو اور اسی طرح کرو۔ (الطبرانی فی الاوسط)

## بہشت کے باغ (ریاض الجنۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بہشت کے باغوں سے گزرو تو چرو۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بہشت کے باغوں سے کیا مراد

ہے آپؐ نے فرمایا۔ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حلقے۔ (ترمذی)

یاذالجلال والاکرام
اے بزرگی اور عزت والے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاذالجلال و الاکرام کو اپنا ورد بنالو۔ (ترمذی)

| اللہ اکبر | لا الٰہ الا اللہ | سبحان اللہ | الحمد للہ |
|---|---|---|---|
| اللہ بہت بڑا ہے | اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں | پاک ہے اللہ تعالیٰ | ساری تعریفیں ہیں اللہ کے لیے |

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ جس کے پتے سوکھ گئے تھے۔ آپؐ نے اس پر اپنی لاٹھی ماری تو پتے جھڑ پڑے۔ حضورؐ نے فرمایا الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر بندے کے گناہ کو اسی طرح جھاڑ دیتے ہیں۔ جس طرح اس لاٹھی نے درخت کے پتے جھاڑ دیے۔

(ترمذی)

اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ اس وقت ایک شخص نماز پڑھ چکا تھا۔ اور یوں دعا مانگ رہا تھا۔

اللھم لا الٰہ الا انت المنان بدیع السموٰت والارض ذوالجلال و الاکرام۔

ترجمہ: "اے اللہ! کوئی معبود نہیں مگر تو۔ بہت احسان کرنے والا۔ آسمانوں اور زمین کا موجد۔ اور تعظیم و توقیر والا۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں معلوم کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کس چیز کے ساتھ دعا کی ہے۔ اس نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا ہے۔ جس کے ساتھ جب بھی دعا کی جاتی ہے، قبول ہوتی ہے اور اس کے ساتھ جب بھی کچھ مانگا جاتا ہے

لتا ہے۔ (ترمذی)

## اللہ اکبر سبحان اللہ الحمد للہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ (میری ماں) اُم سلیم رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ ایسے کلمات سکھائیے جن کو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دس بار اللہ اکبر اور دس بار سبحان اللہ اور دس بار الحمد للہ کہا کرو۔ اور پھر جو تمہاری مرضی ہو اس کا اللہ سے سوال کرو تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ہاں ہاں فرماتا جائے گا۔ ترمذی

## الحمد للہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے چھینک آئی، ایک کی چھینک کا آپؐ نے جواب دیا یعنی اس کے لیے دعائے خیر و برکت کی اور دوسرے کی چھینک کا آپؐ نے جواب نہیں دیا آپؐ سے دریافت کیا گیا آپؐ نے فرمایا اس نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

# توبہ و استغفار

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب اللہ تعالیٰ کا بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کو اپنے بندہ کی توبہ سے تم میں کے اس شخص سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے، جس کی سواری کسی جنگل میں ہو اور اسی پر اس کا کھانا اور پینا بھی ہو پھر وہ اس سے چھوٹ کر کہیں بھاگ جائے اور یہ شخص اس سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سایہ میں آکر لیٹ رہے، وہ ابھی اسی مایوسانہ حالت میں لیٹا ہوا ہو کہ دفعتاً وہ اپنی سواری اپنے پاس کھڑی ہوئی دیکھے اور اس کی مہار پکڑے۔ پھر مارے خوشی کے اس کی زبان سے غلطی سے یہ نکل جائے کہ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں"۔ (مسلم)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی آدم بڑے ہی خطا کار ہوتے ہیں لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو بڑا ہی توبہ کرنے والا بھی ہو"۔ (ترمذی)

استغفر اللہ
اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی سفر میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ سے استغفار کرو تو ہم لوگوں نے استغفار کہی آپؐ نے فرمایا اس کو ستر مرتبہ پورا کرو تو ہم نے ستر مرتبہ کہا، تو آپؐ نے فرمایا کہ کوئی بندہ اور کوئی بندی ایسی نہیں جو ہر دن اللہ سے ستر مرتبہ طلب مغفرت چاہے مگر اس کے لیے اللہ پاک سات سو گناہ معاف کر دیتا ہے اور وہ بندہ اور بندی رسوا ہو گئے جنہوں نے رات و دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کئے۔ (ابن ابی الدنیا، البیہقی والاصبہانی)

## استعاذہ

(۱) اللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ
یا اللہ! یقیناً میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجز ہونے سے اور کاہلی سے اور بزدلی سے، اور سخت بڑھاپے سے اور بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے وقت کے فتنہ سے"۔ اور ایک روایت میں ہے وضلع الدین وغلبۃ الرجال "بھاری قرض سے اور آدمیوں کے غلبہ سے" (صحیح بخاری، مسلم)

(۲)
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ۔ ترجمہ: "اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جسم پر سفید داغ پڑنے، دیوانگی اور کوڑھ سے اور بقیہ جتنی خراب بیماریاں ہیں سب سے (ترمذی)

(۳)
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اللّٰهم انی اعوذ بك من العجز والكسل واعوذ بك من القسوة والغفلة والعيلة والذلة والمسكنة واعوذ بك من الفسوق والشقاق والنفاق والسمعة والرياء واعوذ بك من الصمم والبكم والجنون والجذام وسيئ الاسقام۔

"اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عجز اور کاہلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں سخت دل ہونے

اور غفلت سے اور حد درجہ احتیاج اور ذلت وخواری سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں نافرمانی اور ہٹ دھرمی سے نفاق اور شہرت اور دکھاوے کے لیے عمل کرنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بہرے اور گونگے ہونے سے اور دیوانگی اور کوڑھ سے اور بقیہ جتنی خراب بیماریاں ہیں سب سے۔" (الطبرانی فی الصغیر)

۴

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بک من الکسل والھرم والجبن والبخل وفتنۃ المسیح وعذاب القبر "اے اللہ! میں سستی، کاہلی، غم وافکار اور بزدلی اور بخل اور فتنۂ دجال اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" (ترمذی)

۵

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا مرتبہ ان کلموں کے ساتھ دعا مانگتے سنا ہے۔

اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل وضلع الدین وقھر الرجال

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ رنج وملال سے، ناتوانی سے، سستی سے، بخل سے، قرض کے بوجھ سے، اور لوگوں کے غلبہ اور دباؤ سے۔" (ترمذی)

۶

معتمر کے والد، حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

اللھم انی اعوذ بك من العجز والکسل والجبن والھرم واعوذ بك من فتنۃ المحیا والممات واعوذ بك من عذاب القبر

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں مجبوری، سستی، بزدلی اور بڑھاپے سے۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔ (بخاری)

۷

حضرت انسؓ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللھم انی اعوذ بک

من الصلوٰة لا تنفع :۔
اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسی نماز سے جو بے نفع ہو (حضرت انسؓ نے اس کے بعد ایک اور دعا کا بھی ذکر کیا۔) (ابوداؤد)

## درود وسلام

خدا کے بعد دنیا میں انہی کی مدح کی جائے
یہی تھا مقصد تخلیق دنیا رب اکبر کا

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔
" جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے، دس گناہ مٹا دیتا ہے اور دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (نسائی)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپؐ کا ذکر ہو اور وہ آپؐ پر درود نہ بھیجے۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

۳

اصبہانی نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے کفارہ ہے۔ (خصائص الکبریٰ)

۴

الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ " روز قیامت اس کے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا اگر اللہ تعالیٰ اور فرشتے میرے حق میں کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تاکہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے "

۵

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اس کے لیے

(۶)

روزِ قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا (بیہقی)، دیلمی نے حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ "جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیر سایہ ہوگا"۔

۷

الاصبہانی نے حضرت انسؓ سے روایت کی انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اور رات میں سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر انور میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں۔

حضرت انس بن مالکؓ صحابی ہیں۔ ان کی ماں صحابیہ، ان کے سوتیلے باپ صحابی، ان کے چچا صحابی ان کے ماموں صحابی، ان کے بھائی صحابی اور ان کی خالہ صحابیہ۔ اس طرح ان کا پورا گھرانا صحابہ پر مشتمل ہے۔ آئندہ باب میں آپ کو ان مایہ ناز افراد کے نام، ان کی سیرت و اخلاق، ان کے فضائل و مناقب کا تفصیلی بیان ملے گا جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہم حضرت انس بن مالکؓ کے زیر بار احسان ہیں کہ ان کی وساطت سے اس معاشرے کی جھلک دیکھ رہے ہیں جو ایک کامل اور مثالی معاشرہ تھا۔ ایسا معاشرہ جس کی تاسیس اسلامی اخوت پر ہوئی تھی۔ آیئے ہم اپنے اسلافؒ سے ملیں اور اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

ابن عبدالشکور

# پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

# کے

# پیارے ساتھی رضی اللہ عنہم

# پھلواری

## رنگ برنگ کے سدا بہار پھول

اس چمن کی سیر کرانے والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

زمانے بھر میں ہے اصحاب پاک کی خوشبو
مہک گیا چمن دہر چار پھولوں میں

(امیر مینائیؒ)

# ازواج مطہرات

## حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمام جہانوں کی عورتوں سے تمہارے لیے یہ عورتیں کافی ہیں:

مریم بنت عمران

خدیجۃ بنت خویلد

فاطمہ بنت محمد م

اور آسیہ زوجہ فرعون

(ترمذی)

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

(۱)

حضرت انس رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ رض کو اسی طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو باقی کھانے کی چیزوں پر فضیلت ہے۔

(ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ شوربے یا گھی میں روٹی چور دی جائے) (بخاری، ترمذی)

۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ص سب سے بڑھ کر حضور ص کا محبوب کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہ رض"

عرض کیا گیا:۔ اور مردوں میں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ان کے والد (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رض)۔

## حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رض

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت حفصہ رض کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا "اس آدمی کی حفاظت کرنا"، مگر وہ غافل ہو گئیں اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ

تمہارے ہاتھ قطع کرے" یہ سن کر انہوں نے فریاد کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اپنی اُمت کے جس انسان پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں تو تو اس کے حق میں اس بددعا کو مغفرت قرار دینا"۔ (مسند امام احمد)

## حضرت زینب بنت جحشؓ

عیسیٰ بن طہمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحشؓ کے حق میں نازل ہوئی اور ان کے ولیمہ میں آپؐ نے روٹی اور گوشت کھلایا اور یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باقی ازواجِ مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے۔ (صحیح بخاری)

## حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے (ان کے متعلق) کہا کہ "یہ یہودی کی بیٹی ہے"۔ حضرت صفیہؓ یہ سن کر رونے لگیں۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان کو روتے پایا:

حضورؐ نے پوچھا: روتی کیوں ہو؟

انہوں نے عرض کیا، حفصہؓ نے میرے متعلق یہ کہا کہ "یہ یہودی کی بیٹی ہے"۔

آپؐ نے بتایا کہ: نہیں، تم ایک پیغمبر کی بیٹی ہو اور تمہارا چچا بھی پیغمبر ہے اور تم پیغمبر ہی کی زوجیت میں ہو، پھر وہ تم پر کس وجہ سے فخر کرتی ہے؟

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا: حفصہ! اللہ سے ڈرو۔ (ترمذی)

۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میری خدمت کے لیے اپنے لڑکوں میں سے کسی ایک لڑکے کو مقرر کر دو۔ جب آپؐ خیبر کی جانب نکلے تو حضرت ابو طلحہؓ مجھے ساتھ لے گئے اور

میں قریب البلوغ تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ جب آپؐ کسی جگہ قیام پذیر ہوتے تو میں آپؐ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سنتا۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں غم، ملال، عاجزی، سستی، بخل، نامردی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے پھر ہم خیبر پہنچ گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس قلعہ کو فتح کروا دیا تو بارگاہِ رسالت میں صفیہ بنت حیی بن اخطب کے حسن وجمال کا ذکر ہوا، جن کا خاوند اس جنگ میں مارا گیا تھا اور وہ حالت عروسی میں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں اپنی زوجیت کے لیے پسند فرمایا۔ پس انھیں لے کر مقام صہباء میں پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہو گئیں اور آپؐ نے انھیں ہم بستری کا شرف بخشا۔ پھر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر حیس لگایا گیا اور رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ تمہارے ارد گرد ہوں انھیں کھانے کے لیے بلا لاؤ۔ رسولؐ خدا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہی ولیمہ کیا تھا۔ پھر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت ضرورت انھی اپنی چادر مبارک اڑھا دیتے، پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے تو حضرت صفیہؓ آپؐ کے مبارک گھٹنے پر پیر رکھ کر سوار ہو جاتیں ہم برابر چلتے رہے، یہاں تک کہ جب مدینہ منورہ کے قریب آپہنچے تو آپؐ نے کوہِ اُحد کی جانب دیکھا اور فرمایا: "یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔" پھر مدینہ منورہ کی جانب دیکھا اور کہا: "اے اللہ! میں اس کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا۔ اے اللہ! ان اہل مدینہ کے مد اور صاع میں برکت فرما۔" (صحیح بخاری)

۳

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عسفان سے لوٹتے وقت ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اپنے پیچھے آپؐ حضرت صفیہؓ بنت حیی کو بٹھائے ہوئے تھے۔ آپؐ کی اونٹنی کا پیر پھسلا اور سب گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ اپنی سواری سے کود کر لپکے اور عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہؐ! میں آپؐ پر قربان۔ آپؐ نے فرمایا، تم عورت (حضرت صفیہؓ) کی خبر لو۔ میں اپنے چہرے پر کپڑا ڈال کر ان کے نزدیک

گیا۔ کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا اور دونوں کے لیے سواری کو درست کر دیا۔ تو آپ دونوں سوار ہو گئے اور ہم نے پروانوں کی طرح شمع رسالت کو اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ اسی طرح جب ہم مدینہ منورہ کے نزدیک پہونچے تو آپؐ نے فرمایا:۔ ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ آپ برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ (بخاری)

۴

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور نبی کریم کے ساتھ آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جنہیں آپ نے سواری پر پیچھے بٹھایا تھا۔ کسی جگہ راستے میں اونٹنی کا پاؤں پھسلا اور نبی کریمؐ اپنے حرم محترم سمیت نیچے گر پڑے مجھے (حضرت انسؓ کو) اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ فوراً اپنے اونٹ سے کود پڑے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر عرض گزار ہوئے۔ یا نبی اللہؐ تعالیٰ مجھے آپؐ پر قربان کر دے۔ آپؐ کو کوئی چوٹ تو نہیں لگی ہے فرمایا نہیں لیکن تمہارے لیے اس عورت حضرت صفیہؓ کی خبر لینا ضروری ہے پس حضرت ابو طلحہؓ نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیا اور حضرت صفیہؓ کی جانب بڑھے۔ ان کے اوپر کپڑا ڈال دیا تو وہ کھڑی ہو گئیں، پھر انہوں نے آپؐ کی سواری کے بند وغیرہ کس دیئے اور آپ دونوں سوار ہو گئے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے میدان میں پہنچ گئے یا فرمایا کہ مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچ گئے، تو نبی کریمؐ نے فرمایا:۔

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔

ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے۔ (بخاری)

۵

حمید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان (واپسی پر) تین رات قیام فرمایا اور حضرت صفیہؓ سے

خلوت فرمائی۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی، جس میں روٹی اور گوشت وغیرہ قسم کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ ہوا یہ کہ آپؐ نے حضرت بلال کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا تو وہ بچھا دیا گیا، پھر اس پہ کھجوریں، پنیر اور کچھ گھی رکھ دیا گیا۔ پس مسلمان آپس میں کہنے لگے کہ معلوم نہیں انھیں اُمہات المومنینؓ میں شامل فرمالیا گیا ہے یا کنیز بنا کر رکھا ہے؟ پھر کہنے لگے کہ اگر اُمہات المومنینؓ میں شامل فرمایا گیا ہوگا تو ان سے پردہ کروایا جائے گا اور اگر انہوں نے پردہ نہ کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کنیز بنا کر رکھا ہے۔ پس جب آپ سوار ہوئے تو حضرت صفیہؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور ان کے اوپر پردہ تان دیا گیا۔ (بخاری)

۶

حمید طویل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر کے راستے میں حضرت صفیہؓ بنت حیی کے پاس تین دن ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ان کے ساتھ آپؐ نے خلوت فرمائی۔ چنانچہ یہ (آزاد ہونے اور پھر اُمہات المومنینؓ میں شامل ہو جانے کے باعث) ان عورتوں میں آگئیں جن پر پردہ کرنا واجب ہے۔ (بخاری)

۷

عبدالعزیز بن صہیب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریمؐ نے حضرت صفیہؓ کو قید کیا تھا۔ پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ پس ثابت نے حضرت انسؓ سے ان کے مہر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اپنا مہر خود آپ ہیں کیونکہ انھیں آزاد کیا گیا تھا۔ (بخاری)

## جنتیوں کے سردار

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں (حضرت علیؓ سے) فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء و رسل کے علاوہ باقی تمام اولین اور آخرین بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں اے علیؓ! ان کو (یہ بات) نہ بتانا۔

(ترمذی)

## مقرب بارگاہِ رسولؐ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب مہاجرین وانصار کے پاس تشریف لاتے جب کہ یہ سب اکھٹے بیٹھے ہوتے اور ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود ہوتے۔ اس واقعہ پر سوائے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے اور کوئی آپؐ کی طرف نظر نہ اٹھا سکتا تھا۔ بس یہ دونوں ہی آپؐ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھے اور آپؐ ان کی طرف دیکھتے تھے۔ یہ دونوں آپؐ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپؐ ان کو دیکھ کر مسکراتے۔ (ترمذی)

## سونے کا محل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کس کا ہے؟ کہا: قریش کے ایک نوجوان کا ہے۔ مجھے گمان ہوا کہ وہ جوان میں ہی ہوں۔ میں نے پوچھا: وہ جوان کون ہے؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطابؓ۔ (ترمذی)

## مبارک ہاتھ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قاصد بن کر مکہ والوں کے پاس گئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ، اللہ اور اس کے رسولؐ کی حاجت میں ہے۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ ایک دوسرے ہاتھ پر مارا تو حضرت عثمانؓ کے لیے رسول اللہ کا مبارک ہاتھ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے اچھا تھا۔ (ترمذی)

**میرا محبوب** حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک پرندہ (پکا ہوا تھا)۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر ہے اس کو میرے پاس لا کہ یہ پرندہ کھائے۔ حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضورؐ کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔ (ترمذی)

## ایک نبی، ایک صدیقؓ اور دو شہید

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ بھی چڑھے۔ پہاڑ ان سب کے ساتھ ہلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُحد! ٹھہر جا۔ ہل مت۔ کیونکہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری، ترمذی)

## مسلم اوّل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔ (ترمذی)

## میری خوشبو

اور اس گلشن کے اصلی پھول تو شبیرؓ و شبرؓ ہیں
کہ جن کی نسل سے پورا ہوا تھا وعدہ کوثر کا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپؐ کو اہلِ بیت میں کس سے زیادہ محبّت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حَسن اور حُسین سے۔ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرؓا سے فرمایا کرتے تھے۔ میرے پاس میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ اور حضورؐ دونوں کو سونگھتے تھے اور اپنے سینہ سے چمٹاتے تھے۔ (ترمذی)

## شبیہہ رسولؐ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہ تھا۔ (بخاری، ترمذی)

## فرزندِ رسولؐ (حضرت ابراہیمؓ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیمؑ کے نام پر رکھا ہے۔ پھر حضورؐ نے اس بچہ کو ابوسیف لوہار کی بیوی اُمّ سیف کو (پرورش) کے لیے دے دیا۔ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچہ کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ میں بھی آپؐ کے پیچھے ہولیا ہم ابوسیف

کے ہاں پہنچے تو وہ بھٹی دھونک رہا تھا اور گھر کے اندر دھواں بھرا ہوا تھا۔ میں حضورؐ کے آگے بڑھا اور جلدی سے پہنچ کر کہا " ابوسیف! ٹھہر جاؤ۔ (یعنی بھٹی نہ جھونکو) حضورؐ تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ وہ رک گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر داخل ہو کر بچّہ کو منگوایا اور سینہ سے لگا لیا اور پھر جو کچھ خدا کو منظور تھا وہ فرمایا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے: میں نے دیکھا بچہ لمبے لمبے سانس لے رہا ہے (یعنی نزع کی حالت میں تھا) اس کی حالت دیکھ کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا: آنکھیں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم صرف وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے۔ خدا کی قسم! ابراہیم، ہم کو تمہارا غم بڑا غم ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ (حضرت انسؓ نے فرمایا کہ) میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو بچّوں پر شفیق نہ پایا۔ حضورؐ کے صاحبزادے (ابراہیمؑ) عوالی مدینہ میں دایہ کا دودھ پیا کرتے تھے۔ اس کے بعد اوپر کا واقعہ مذکور ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ " جب ابراہیم کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابراہیم میرا بیٹا تھا۔ دودھ پینے کے زمانہ میں اس کا انتقال ہوا ہے جنت میں اس کے لیے دودھ پلانے والی مقرر کی گئی ہیں۔ جو اس کی شیر خوارگی کی مدّت کو پورا کریں گی"۔ (مسلم)

## دُخترِ رسولؐ (فاطمہؓ بنت رسول اللہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام جہانوں کی عورتوں سے تمہارے لیے یہ عورتیں کافی ہیں۔ حضرت مریم بنت عمرانؑ، حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ، حضرت فاطمہ بنت محمدؐ اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون۔ (ترمذی)

## عمِّ رسولؐ (حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط سے دوچار ہوتے تو حضرت عمرؓ بن الخطابؓ

ہمیشہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے۔ وہ کہا کرتے:
اے اللہ! ہم تیرے نبی کے وسیلے سے بارش مانگا کرتے تھے اور اب ہم تیری بارگاہ میں
اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں، پس ہم پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ بارش
ہوجاتی۔ (بخاری)

## ابو طالب

ابن عدی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو طالب کی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابو طالب کی خواہش پر دعا بھی کی "اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفا عطا فرما۔" تو ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابو طالب نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا معبود تم پر بہت مہربان ہے۔ آپؐ نے جواب دیا۔ اے چچا! اگر تم بھی اسی معبود کی بندگی اختیار کرلو تو یقیناً تم پر بھی مہربانی فرمائے گا۔

## حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مہاجرین جب مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ اور انصار زمینوں اور باغات کے مالک تھے۔ انصار نے مہاجرین پر اپنے مالوں کو تقسیم کردیا اور اس شرط پر ان سے معاملہ کرلیا کہ تم زمینوں اور باغات میں کام کرو۔ ہر سال کی پیداوار کا نصف نصف ہم آپس میں بانٹ لیا کریں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا، عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی بھی ماں تھیں۔ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کھجور کے درخت دے دیئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت اپنی آزاد کردہ لونڈی اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ماں تھیں دے دیئے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی

جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ واپس آئے تو مہاجرین نے ان تمام عطیات کو جو انصار نے ان کو دیے تھے واپس کر دیا اور حضورؐ نے بھی درختوں کو جو میری ماں نے حضورؐ کو دیے تھے واپس کر دیا اور اُمِ ایمنؓ کو ان درختوں کے بدلے اپنے باغ میں سے کچھ درخت عطا کر دیے۔

اس حدیث کے ایک راوی ابن شہاب کا بیان ہے کہ اُمِ ایمنؓ کا واقعہ یہ ہے کہ وہ اسامہ بن زیدؓ کی ماں تھیں۔ عبداللہ بن عبدالمطلب (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد) کی لونڈی تھیں اور حبشہ کی رہنے والی تھیں عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات کے بعد جب آمنہ کے بطن سے حضورؐ پیدا ہوئے تو اُمِ ایمنؓ نے حضورؐ کو اپنی گود میں پرورش کیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہو گئے تو حضورؐ نے اُمِ ایمنؓ کو آزاد کر دیا اور زید بن حارثہؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حضورؐ کی وفات کے پانچ مہینے بعد اُمِ ایمنؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطیات کو واپس دینے لگے تو حضرت انسؓ کی ماں نے حضرت انسؓ سے کہا "تم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درخت واپس لے لو۔ حضورؐ نے یہ درخت اُمِ ایمنؓ کو دے دیے تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؐ نے وہ درخت مجھ کو عطا فرما دیے۔ اس کے بعد اُمِ ایمنؓ آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہا: "یہ درخت حضورؐ نے مجھ کو عطا کیے ہیں میں تم کو نہیں دوں گی"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِ ایمنؓ سے فرمایا کہ تم انسؓ کو چھوڑ دو تمہارے لیے اتنے اتنے درخت ہیں لیکن اُمِ ایمنؓ یہی کہتی رہیں: نہیں، خدا کی قسم! نہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جواب میں یہی فرماتے رہے: تمہارے لیے اتنے اتنے درخت ہیں یہاں تک کہ اُمِ ایمنؓ کو دس گنا درخت عطا فرمائے۔ (مسلم)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ کھجوروں کے درخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ جب بنی قریظہ اور بنی نضیر کو فتح کر لیا گیا اور آپؐ نے

وہ درخت واپس دیے) تو میرے گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے درختوں کا سوال کروں تاکہ آپؐ وہ سارے یا ان میں سے چند واپس فرما دیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حضرت امِ ایمنؓ کو عطا فرما دیے تھے۔ پس حضرت امِ ایمنؓ بھی آگئیں اور انھوں نے میری گردن میں کپڑا ڈال کر فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، میں وہ درخت تمہیں ہرگز نہیں دوں گی جو مجھے حضورؐ نے عطا فرمائے ہیں یا جو کچھ فرمایا۔ نبی کریمؐ نے ان سے فرمایا کہ اتنے ہی درخت دوسرے لے لو، لیکن وہ یہی کہتی رہیں کہ "خدا کی قسم، ہرگز نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپؐ نے دس گنا درخت دینے کا وعدہ بھی فرمایا۔ یا جو کچھ فرمایا۔ (صحیح بخاری)

## پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

## حضرت اُمّ ایمنؓ کے گھر میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ ایمنؓ کے ہاں چلے۔ میں بھی ساتھ ہو گیا۔ حضرت اُمّ ایمنؓ نے حضورؐ کو ایک برتن دیا جس میں پینے کی کوئی چیز تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا حضورؐ کا روزہ تھا یا کوئی اور وجہ کہ حضورؐ نے برتن کو واپس کر دیا۔ اس پر حضرت اُمّ ایمنؓ غصہ ہو گئیں اور چلّانے لگیں۔

## حضرت ابوبکر صدّیقؓ اور حضرت عمرؓ

## حضرت اُمّ ایمنؓ کے دولت کدہ پر!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک روز حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا چلو آج حضرت اُمّ ایمنؓ کی زیارت کر آئیں جس طرح حضورؐ ان کو دیکھنے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے کہا: کیوں روتی ہو؟ خدا کے ہاں حضورؐ کے لیے دُنیا

سے بہتر چیز موجود ہے۔ حضرت اُمّ ایمنؓ نے فرمایا: مجھ کو معلوم ہے خدا کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہترین چیزیں موجود ہیں۔ میں اس لیے نہیں روتی۔ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ان الفاظ سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ پر رقت طاری ہوئی کہ وہ بھی حضرت اُمّ ایمنؓ کے ساتھ رونے لگے۔ (مسلم)

## حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت رُبیّعؓ بنت نضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ ان کے بیٹے حارثہ بن سراقہؓ تھے۔ یہ جنگ بدر میں تیر کا نشانہ بنے۔ نہ معلوم وہ کس نے پھینکا تھا۔ انھیں آکر لگا اور وہ شہید ہوگئے۔ حضرت ربیعؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حارثہؓ کے متعلق خبر دیجیے۔ اگر اس کا انجام بخیر ہوا اور اس نے اچھی چیز پائی تو میں امید رکھوں اور صبر کروں۔ اور اگر اس کا انجام اچھا نہ ہوا اور اس نے اچھی چیز نہ پائی تو میں دعا میں کوشش کروں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جنت میں (مختلف درجوں کی) بہت سی جنتیں ہیں۔ اور تیرے بیٹے نے (ان جنتوں میں سے) فردوسِ اعلیٰ پایا اور فردوس بہشت کا بلند حصّہ ہے۔ اور بہشت کے عین درمیان میں ہے اور بہشت میں سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

(۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہؓ جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔ یہ جنگ کا نظارہ کرنے والوں میں سے تھے انھیں ایک اجنبی اُڑتا ہوا تیر آکر لگا اور انھیں قتل کر دیا ان کی ماں آپؐ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے حارثہؓ کی خبر دیجیے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں ورنہ اللہ پاک دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتی ہوں۔ یعنی کیسا نوحہ کرتی ہوں اور اس وقت تک نوحہ کرنا حرام نہیں ہوا تھا۔ ان سے حضورؐ نے فرمایا تجھ پر بڑا افسوس ہے کیا تو دیوانی ہوگئی ہے، بیشک! وہ آٹھ جنتیں ہیں اور تیرے بیٹے کو فردوسِ اعلیٰ ملی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

ایک روایت میں حضرت انسؓ سے اس طرح ہے: ان کی ماں نے کہا اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ میں ہیں تو میں ان پر رونے میں کوشش کروں، آپؐ نے فرمایا اے اُمّ حارثہؓ! جنت میں بہت سے باغات ہیں تیرے بیٹے نے فردوسِ اعلیٰ پائی ہے۔ (البیہقی)

ایک روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا اے اُمّ حارثہؓ! وہ جنت ایک نہیں ہے وہ بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (تیرا بیٹا) فردوسِ اعلیٰ میں ہے، اُمّ حارثہؓ نے کہا تو میں صبر کروں گی۔ (الحاکم۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن سعد)

ایک روایت میں اس طرح ہے ان کی ماں نے کہا یا رسول اللہؐ! اگر وہ جنت میں ہیں تو میں نہ روؤں گی اور نہ رنج مناؤں گی اور اگر وہ جہنم میں ہیں تو جب تک میں دنیا میں ہوں روتی رہوں گی تو آپؐ نے فرمایا اے اُمّ حارثہ! یا یوں کہا کہ اے اُمّ حارثہؓ! وہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ وہ تو جنت در جنت ہیں اور وہ تو فردوسِ اعلیٰ میں ہیں۔ یہ سن کر وہ ہنستی ہوئی لوٹیں اور کہہ رہی تھیں، اے حارثہؓ! واہ واہ! کیا کہنے ہیں؟ (ابن النجار)

## حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا ہے جو ثابت بن قیس کی خبر لا کر دے۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا، یا رسول اللہؐ! میں آپؐ کو ان کی خبر لا کر دوں گا۔ پس وہ گئے اور دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ پوچھا، آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ بُرا حال ہے کیونکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی کر بیٹھا تھا۔ لہٰذا میرے تمام عمل ضائع ہو چکے ہوں گے اور جہنمیوں میں میرا شمار ہو گیا ہو گا۔ اس آدمی نے آ کر آپؐ کے گوش گزار کیا کہ وہ مجھ پر کچھ کہتے ہیں۔ پس حضرت موسیٰ بن انس فرماتے ہیں کہ وہ آدمی بہت بڑی بشارت لے کر دوبارہ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور کہو آپ جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہیں۔ (بخاری)

(۲)

حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں جب لوگ منتشر ہوگئے تو میں نے حضرت ثابت بن قیس رض سے کہا اے چچا جان! آپ نے کیا دیکھا نہیں ؟ اور یہ اپنے کپڑوں پر کافور لگا رہے تھے۔ انھوں نے کہا ہم لوگ اس طرح پر حضور ص کی معیت میں قتال نہیں کرتے تھے جس چیز کا تم لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنایا ہے وہ عادت بہت بُری ہے اے میرے اللہ! میں تجھ سے برأت چاہتا ہوں جو ان لوگوں سے سرزد ہوئی اور جو ان لوگوں نے کیا، اس کے بعد انھوں نے جنگ کی یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔ (الطبرانی)

(۳)

فتح الباری میں اس طرح ہے کہ جنگ یمامہ میں مسلمان شکست کھا گئے تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں پر اور جس چیز کا ان لوگوں نے اعادہ کیا بڑا افسوس ہے اور ان لوگوں پر جو کچھ انھوں نے کیا اس پر بڑا افسوس ہے راوی کہتے کہ ایک آدمی ایک بڑے پتھر پر کھڑا ہوا تھا انھوں نے اس کو قتل کیا اس کے بعد یہ شہید کر دیے گئے۔

## حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد بن اسود رض کو خرمدہ پہاڑی پر عامل بنا دیا جب وہ واپس تشریف لائے تو حضور ص نے دریافت کیا، عامل بننے کا کیسا حال رہا؟ عرض کیا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مجھے چڑھاتے بڑھاتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوگیا کہ میں وہ مقداد نہیں رہ گیا، حضور ص نے فرمایا کہ یہ ایسی ہی چیز ہے، حضرت مقداد رض نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ ص کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی کسی کام پر عامل نہ بنوں گا، پھر تو لوگ جب ان سے کہتے آگے بڑھئے اور ہم کو نماز پڑھا دیجیے یہ انکار کر دیتے تھے۔ (ابن حبان)

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت مقداد رض کہتے ہیں کہ میں اٹھایا اور

بڑھایا جا۔ لہٰذا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ مجھے قوم پر فضیلت ہے آپؐ نے فرمایا کہ وہ (امارت) اسی طرح کی چیز ہے، پس اب یا اختیار کر یا چھوڑ، حضرت مقدادؓ نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی دو پر بھی امیر نہ بنوں گا۔
(ابو نعیم فی الحلیۃ)

## حضرت عثمان بن مظعونؓ

ابو نعیم نے المعرفہ میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ سے فرمایا: ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا، حج و عمرہ کرنا ہے۔

## حضرت ضمام بن ثعلبہؓ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ایک شتر سوار آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں بٹھایا اور وہیں باندھ دیا، پھر بولا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ جب کہ آپؐ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے ہم نے کہا تکیہ لگائے سپید بدن شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، بولا عبد المطلب کے بیٹے! آپؐ نے فرمایا کہو کہنے لگے میں آپؐ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور پوچھنے میں سختی برتوں گا، آپؐ برا نہ مانیے گا فرمایا جو جی میں آئے، تب وہ بولا آپؐ کو آپ کے پروردگار اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم ہے کیا اللہ نے واقعی آپؐ کو سب کے لیے مبعوث کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اے میرے اللہ، پھر بولا میں آپؐ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے دن رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے فرمایا ہاں اللہ جانتا ہے۔ پھر کہا میں آپؐ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپؐ مالداروں سے صدقہ لیں اور اسے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیں، آپؐ نے فرمایا ہاں خدا شاہد ہے۔ بعد ازاں وہ بولا میں اس پر

ایمان لایا جو آپؐ لائے ہیں۔ میں اپنی قوم جو میرے پیچھے ہے کا فرستادہ ہوں اور قبیلہ اسد بن بکر میں سے ضمام بن ثعلبہؓ ہوں جو بنو سعد بن بکر کے بھائی ہیں۔ (صحیح بخاری)

## حضرت حمزہؓ سید الشہداء

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ اُحد کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہؓ (کی میت) کے پاس آئے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر دیکھا کہ ان کے اعضاء (ناک، کان) کاٹ دیے گئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے صفیہ کے دل دکھنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو اسی طرح چھوڑ دیتا حتیٰ کہ انھیں درندے کھا جاتے اور قیامت کے دن ان کا حشر ان کے پیٹ سے ہوتا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے چادر منگائی، اس میں آپ کو کفنایا اگر وہ سر کی طرف کھینچی جاتی تو پیر کھل جاتے اور اگر پیروں کی طرف کھینچی جاتی تو سر کھل جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ شہداء بڑھ گئے اور کپڑے کم رہ گئے تو ایک کفن میں دو دو تین تین دفنائے گئے۔ اور ایک ایک قبر میں (دو دو اکٹھے) مدفون ہونے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ان کے متعلق پوچھنے لگے کہ ان میں سے کون شخص قرآن زیادہ اچھا پڑھتا تھا (یعنی شہداء میں سے) آپؐ ایسے شخص کو (جس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ قرآن اچھا پڑھتا تھا) قبلہ کی طرف آگے بڑھانے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے سب کو دفن کیا اور ان پر نماز نہیں پڑھی۔ (ترمذی)

## حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں جب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر دُور نکل گئے تھے تو حضرت ابو طلحہؓ آپ کے لیے ڈھال کی طرح بن کر رہے حضرت ابو طلحہؓ بڑے تیر انداز تھے اور ان کی کمان کی تانت بڑی سخت تھی۔ اس روز ان کی دو یا تین کمانیں ٹوٹی تھیں۔ جب کوئی شخص ترکش لے کر ادھر سے گزرتا ہے تو رسولِ خدا فرماتے

تیروں کو ابوطلحہؓ کے آگے ڈال دو۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرِ اونچا کر کے معائنہ فرمانے لگے تو حضرت ابوطلحہؓ عرض گزار ہوئے :۔ اے اللہ کے نبیؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، سر اونچا کر کے نہ دیکھیے، مبادا کافروں کا کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے۔ حضورؐ! آپؐ پر قربان ہونے کے لیے میں حاضر ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ بنت ابوبکرؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ دونوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے ہیں کہ پیروں کے زیور نظر آتے تھے اور دونوں اپنی پیٹھ پر مشکیں لاد کر لا رہی تھیں اور پیاسے مسلمانوں کو پانی پلانے میں مصروف تھیں۔ پھر واپس جانا اور پانی لے کر آنا یہی ان کا معمول رہا۔ اس روز حضرت ابوطلحہؓ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر گئی تھی۔ (بخاری)

## حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ تشریف لائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیعؓ کے درمیان اخوت قائم فرما دی تھی اور یہ بڑے مالدار تھے۔ پس حضرت سعدؓ نے کہا کہ انصار اس بات سے واقف ہیں کہ ان میں سب سے زیادہ مال میرے پاس ہے۔ پس میں اپنے مال کو اپنے اور آپ کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ کو پسند آئے میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں۔ لہٰذا جب وہ حلال ہو جائے تو آپ اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و عیال میں برکت فرمائے۔ اس روز جب وہ بازار سے لوٹے تو منافع میں کچھ گھی اور پنیر لے کر آئے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان کے اوپر زرد دھبے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو یہ عرض گزار ہوئے :۔ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ پوچھا، مہر کتنا دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے: گٹھلی کے برابر سونا یا سونے کی گٹھلی یعنی ڈلی۔ فرمایا۔ ولیمہ بھی کرو خواہ ایک ہی بکری

سے میسر آئے۔ (بخاری)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری تجارت کی برکت کا یہ حال تھا کہ اگر میں کوئی پتھر اٹھاتا تو مجھے یہ امید ہوتی کہ اس سے بھی سونا اور چاندی حاصل ہوگا۔ (مسند احمد)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں تھیں انھوں نے مدینہ میں شور سنا دریافت کیا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سامانِ تجارت کا قافلہ شام سے آیا ہے۔ ہر قسم کا سامان اس میں ہے راوی کہتے ہیں کہ یہ سات سو اونٹوں کا قافلہ تھا اور کہتے ہیں کہ تمام مدینہ آواز سے گونج اٹھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جنت میں وہ گھسٹتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں۔ یہ بات جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو کہنے لگے اگر مجھ سے ہو سکا تو میں جنت میں کھڑے ہو کر داخل ہوں گا، پس ان تمام اونٹوں کو مع ان کے پالان اور ان کے لدے ہوئے بوجھوں کے اللہ کے راستے میں دے دے۔ (مسند احمد، ابونعیم فی الحلیۃ)

## حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں شخص کا ایک کھجور کا درخت ہے اور میں اپنی دیوار کی ٹیک اس سے لگانا چاہتا ہوں اس سے آپ کہہ دیجیے کہ وہ مجھے دے دے تاکہ میں اپنی دیوار میں اس سے ٹیکن لگا دوں آپ نے اس آدمی سے فرمایا اپنا وہ پیڑ اسے جنت کے کھجور کے درخت کے عوض میں دے دو اس آدمی نے دینے سے انکار کیا راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی کے پاس حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ پہنچے اور اس سے کہا اپنے اس کھجور کو میرے کھجور کے باغ کے عوض میرے ہاتھ بیچ دو۔ اس آدمی نے کہا میں نے بیچ دیا اس کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میں نے اس آدمی سے وہ کھجور اپنے باغ کے عوض میں خرید لیا ہے آپ اس کھجور کو اس ضرورت مند کو دیدیجیے۔ میں نے وہ کھجور آپ کو

دیا۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں ابو دحداحؓ کے لیے کتنے کھجور کے بڑے اور بھاری خوشے ہیں۔ اس کلمہ کو آپؐ نے کئی مرتبہ فرمایا راوی کہتے ہیں اس کے بعد ابو دحداح اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور اس سے کہا اے امّ دحداح! اس باغ سے نکل چل میں نے اس کو جنت کے کھجور کے عوض بیچا ہے۔ بیوی نے کہا بڑی نفع مند بیع ہوئی ہے یا اسی جیسا کوئی اور کلمہ کہا۔ (مسند احمد۔ البغوی۔ الحاکم۔ الاصابہ)

## حضرت سعد بن ابی عبادہ رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی عبادہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، چنانچہ آپؐ کی خدمت میں کھجوریں اور روٹی کے ٹکڑے لائے، آپؐ نے تناول فرمایا اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں ایک پیالہ دودھ لائے آپؐ نے اسے پیا اور فرمایا۔

اکل طعامکم الابرار وافطر عندکم الصائمون وصلت علیکم الملائکۃ

ترجمہ: "تمہارے کھانے کو بھلے لوگ کھائیں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور تمہیں فرشتے دعائیں دیں"۔ (ابن عساکر)

اے میرے اللہ! تو اپنی رحمتیں خاندانِ سعد بن عبادہؓ پر نازل فرما۔

حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کی خدمت میں کچھ کھانا پیش کیا جس میں تل اور کھجوریں تھیں۔ (کنز العمال)

(۲)

ثابت بنانیؒ، حضرت انسؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو حضرت سعدؓ نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سنا، آپؐ نے تین مرتبہ سلام کیا اور تینوں مرتبہ حضرت سعدؓ نے سلام کا جواب دیا اور آپؐ کو سنانا

نہیں چاہا (یعنی بہت آہستہ سے جواب دیا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے آپؐ کے پیچھے حضرت سعدؓ چلے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ نے کوئی سلام نہیں کیا کہ میرے کان میں نہ پہنچا ہو، اور میں نے ہر سلام کا جواب دیا لیکن آپؐ کو سُنانا نہیں چاہا میں نے پسند کیا کہ میں آپؐ کے سلام اور برکت سے کثرت حاصل کر دوں، اس کے بعد آپؐ کو اپنے مکان کے اندر لے گئے اور آپؐ کے سامنے روغنِ زیتون پیش کیا، آپؐ نے کھایا جب آپؐ فارغ ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا تمہارا کھانا بھلے کھائیں اور تمہارے لیے ملائکہ دعائے رحمت کریں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں۔ (مسند احمد)

## حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعدؓ کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہی تھا جو بادشاہ کے نزدیک ایک سپاہی کا ہوتا ہے جس کے ساتھ طرۂ امتیاز لگا ہوتا ہے۔ انصاری (راوی) کہتے ہیں یعنی حضورؐ کے ان کاموں کے واسطے سپاہی کی طرح تھے جو ان کے قابل تھے۔ (ترمذی)

## حضرت جابر رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اکیدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گھڑا بھر کر ترنجبین بھیجی جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ آپؐ نے اس میں سے ہر آدمی کو ایک ایک ٹکڑا دینا شروع کیا اور حضرت جابرؓ کو بھی ایک ٹکڑا دیا۔ پھر جب حضرت جابرؓ لوٹ کر آئے آپؐ نے ان کو ایک اور ٹکڑا دیا۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا کہ آپؐ تو مجھے ایک مرتبہ عطا فرما چکے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ: یہ عبداللہ کی بیٹیوں کے لیے ہے (یعنی ان کی بہنوں کے لیے) (مسند احمد)

# امین الامّت

## حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امّت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امّت کے لیے "ابو عبیدہ بن الجرّاح رضؓ" امین ہیں۔ (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ کر دیجیے جو ہم کو سنت اور اسلام سکھا دے۔ حضورؐ نے یہ سن کر ابو عبیدہؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا" یہ امینِ امّت ہے"۔ (مسلم)

## حضرت عبد اللہ بن امِ مکتوم رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضؓ اللہ کے قول عَبَسَ وَتَوَلّٰی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن امّ مکتومؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آنحضورؐ، اُبی بن خلف سے باتیں کر رہے تھے۔ حضورؐ نے حضرت عبد اللہؓ کی طرف سے چہرہ پھیر لیا تو اللہ پاک نے یہ آیتیں اُتاریں:۔ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى (سورۃ عبس)

"پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) چیں بجبیں ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ ان کے پاس اندھا آیا اور آپ کو کیا خبر شاید نابینا (آپ کی تعلیم سے پورے طور پر) سنور جاتا یا (کسی خاص امر میں) نصیحت قبول کرتا (کچھ نہ کچھ) فائدہ پہنچاتا تو جو شخص (دین سے) بے پرواہی کرتا ہے آپ اس کے فکر میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس (دین کے شوق میں) دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ (خدا سے) ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں"۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن امّ مکتومؓ کا بڑا اکرام کرتے تھے۔

## حضرت علقمہ بن علاثہ رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک معمر دیہاتی جن کو علقمہ بن علاثہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں بہت بوڑھا ہوں اور مجھ میں اس بات کی طاقت نہیں کہ قرآن سیکھوں لیکن میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پورے یقین کے ساتھ۔ جب یہ بوڑھے شخص چلے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بڑا سمجھ دار ہے یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ تمہارا ساتھی بڑا سمجھ دار ہے۔ (الاصابۃ۔ ابن عساکر۔ کنز العمال)

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے کہا ان کا جنازہ کس قدر ہلکا ہے یہ اس لیے کہ انھوں نے بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ کیا تھا (کہ ان کے جوان مرد مار ڈالے جائیں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے) یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو فرمایا: فرشتے ان کو اٹھائے ہوئے تھے (یہ وجہ تھی جنازہ کے ہلکا ہونے کی) (الترمذی)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سندس کا ایک جبّہ بطور ہدیہ پیش کیا گیا چونکہ آپؐ ریشم سے منع فرماتے تھے اس لیے لوگوں کو اس پر تعجب ہوا۔

آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، جنت میں

سعد بن معاذؓ کے رومال اس سے زیادہ خوبصورت ہوں گے۔ (البخاری)

## حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے الجھے بالوں والے، گرد و غبار سے اٹے ہوئے اور پھٹے پرانے کپڑوں والے جن کو لوگ بہ نظر حقارت دیکھیں ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پوری کرتا ہے۔ انھیں لوگوں میں سے براء بن مالکؓ ہیں۔ (ترمذی)

## حضرت زاہر رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دیہات کے ایک آدمی جن کا نام زاہر تھا رضی اللہ عنہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیہات سے ہدیہ لاتے تھے حضورؐ بھی جب وہ واپسی کا ارادہ کرتے ان کو سامان دیتے، حضورؐ نے فرمایا کہ زاہرؓ ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں، آپ انھیں بہت دوست رکھتے تھے یہ بھونڈی شکل کے آدمی تھے حضورؐ کا ان پر گزر ہوا یہ بازار میں اپنا سامان بیچ رہے تھے، آپؐ نے پیچھے سے ان کو گود میں اٹھا لیا اور انھوں نے آپؐ کو دیکھا نہیں، کہنے لگے مجھے چھوڑ! یہ کون ہے؟ پھر جب مڑ کر دیکھا جب جان لیا کہ حضورؐ ہیں تو جہاں تک ہو سکا اپنی پیٹھ کو آپؐ کے سینہ مبارک سے چمٹانے میں کوئی کوتاہی نہ کی اور آپؐ نے کہنا شروع کیا کون اس غلام کو خریدتا ہے؟ حضرت زاہرؓ نے کہا یا رسول اللہ! اب تو خدا کی قسم! آپؐ مجھے کھوٹی پونجی پائیں گے، آپؐ نے فرمایا لیکن تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کھوٹا نہیں ہے یا آپؐ نے یوں فرمایا لیکن تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گراں قیمت ہے۔ (مسند احمد)

## حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جب کسی شخص سے ملتے تو فرماتے آؤ ہم اپنے رب پر تھوڑی دیر کے لیے ایمان لائیں، چنانچہ ایک دن ایک شخص سے اسی طرح کہا وہ آدمی ناراض ہوگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس نے حاضر ہوکر کہا کہ یارسول اللہؐ آپ ابن رواحہؓ کو نہیں دیکھتے؟ کہ آپؐ کے ایمان سے اعراض کرکے تھوڑی دیر کے ایمان کی طرف مائل ہوتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا اللہ ابن رواحہؓ پر رحم کرے بیشک وہ ایسی مجالس کو دوست رکھتے ہیں جن پر ملائکہ بھی فخر کرتے ہیں۔

(حضرت ابن رواحہؓ کی مراد ایمان ساعت سے مجلس وعظ وذکر تھی یہ صحابی اس مطلب کو سمجھ نہ سکے، حضورؐ نے سمجھا دیا) (مسند احمد)

بیہقی میں اس طرح پر ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ تھوڑی دیر کے لیے ایمان لائیں۔ اس ساتھی نے کہا کیا ہم مومن نہیں ہیں حضرت عبداللہؓ نے فرمایا بیشک ہم مومن ہیں لیکن ہم اللہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ایمان میں زیادتی ہو۔

شریح بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا ہاتھ پکڑ کر کہتے کہ ہمارے ساتھ چلو تھوڑی دیر کے لیے ہم ایمان لائیں۔ یعنی تازہ کریں۔ چنانچہ ہم مجلسِ ذکر میں بیٹھ جاتے۔

## حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوموسیٰؓ اپنے گھر میں ایک مرتبہ بیٹھے تھے۔ اور ان کے پاس لوگ جمع ہوگئے، انھوں نے لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنانا شروع کیا ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہؐ! کیا آپؐ کو ابوموسیٰؓ کی یہ بات تعجب میں نہ ڈالے گی کہ وہ گھر میں بیٹھ گئے اور لوگ ان کے پاس جمع ہوتے ہیں اور انھوں

نے قرآن پڑھ کر انھیں سُنانا شروع کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کیا تجھ میں اس بات کی طاقت ہے کہ مجھے ایسی جگہ لے جا کر بٹھا دے کہ مجھے ان میں سے کوئی نہ دیکھ سکے، اس شخص نے کہا ہاں راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نکلے اور اس شخص نے آپؐ کو ایسی جگہ بٹھا دیا کہ ان میں سے کوئی آپؐ کو نہیں دیکھ رہا تھا اور آپؐ نے حضرت ابو موسیٰؓ کی قرأت سنی اس کے بعد فرمایا کہ یہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے لہجہ جیسی آواز کی طرح پڑھ رہے ہیں۔ (ابو یعلیٰ)

(۲)

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا ہم حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ ان کے ایک سفر میں تھے حضرت ابو موسیٰؓ نے لوگوں کو بات کرتے ہوئے سُنا اور بڑی فصاحت والی بات سنی، تو فرمایا اے انسؓ! مجھے ان باتوں سے کیا لینا ہے؟ آؤ ہم اپنے رب کا تذکرہ کریں۔ یہ لوگ تو زبان سے کھال پھاڑ دینے کے قریب ہیں، پھر مجھ سے کہا اے انسؓ! کس چیز نے لوگوں کو آخرت سے دُور کر رکھا ہے؟ اور کس چیز نے انھیں آخرت سے غافل کر رکھا ہے؟ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں نے کہا خواہشات اور شیطان نے، حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم یہ بات نہیں لیکن بات یہ ہے کہ دنیا لوگوں کو جلدی مل گئی اور آخرت مؤخر کر دی گئی اور اگر یہ آخرت کو آنکھوں سے دیکھ لیتے تو پھر ذرا بھی حق سے تجاوز نہ کرتے اور نہ کچھ شک کرتے۔ (ابو نعیم فی الحلیہ)

(۳)

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت انس بن مالکؓ سے کہا کہ "میں فلاں دن سفر کرنے والا ہوں، میرے سفر کا سامان کر دو۔ انھوں نے سامان کرنا شروع کیا۔ جب روانگی کا وقت آیا تو کہا کہ ذرا سی کسر رہ گئی ہے، اگر آپ ٹھہر جاتے تو میں اس کو پورا کر دیتا"۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ "میں گھر کے لوگوں سے کہہ چکا ہوں کہ فلاں دن سفر کروں گا، اب اگر ان سے جھوٹ بولتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے جھوٹ بولیں گے، ان سے خیانت کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے خیانت کریں گے، ان سے وعدہ خلافی کرتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے وعدہ خلافی کریں گے، چنانچہ وہ روانہ ہو گئے اور اس کی کچھ پروا نہ کی کہ سامان سفر

نامکمل ہے۔" (ابن سعد)

## حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت حارث بن مالکؓ سو رہے تھے، حضورؐ نے انھیں اپنے پیر سے حرکت دی اور فرمایا اپنا سر اٹھا انھوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں آپؐ نے فرمایا اے حارثؓ بن مالک! کس حالت میں صبح کی؟ عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! میں نے مومن حق ہو کر صبح کی، آپؐ نے فرمایا ہر حق بات کی کوئی حقیقت ہوتی ہے تمہارے اس کہنے کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت حارث بن مالکؓ نے کہا کہ میں دنیا سے علاحدہ ہو گیا، سارے دن پیاسا رہا یعنی روزہ رکھا اور ساری رات بیدار رہا اور گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں اہلِ جنت کو دیکھ رہا ہوں جو جنت میں ایک دوسرے کی زیارت کر رہے ہیں اور اہلِ نار کی طرف دیکھ رہا ہوں جو ایک دوسرے پر بھیڑ لگائے ہوئے ہیں یہ سن کر حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ تو ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو روشن کر دیا۔ جب تو اس بات کو جان گیا تو اس کو لازم پکڑ۔

عسکری کی روایت میں بھی حضرت انسؓ سے اسی جیسی روایت ہے لیکن وہاں نام حضرت حارثہ بن نعمانؓ ذکر کیا ہے، اور ایک روایت میں آخری الفاظ یہ ہیں کہ تو بصیرت والا ہو گیا لہٰذا پابندی کر۔ پھر فرمایا یہ ایسا بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایمان کو روشن کر دیا اس کے بعد حضرت حارثہؓ نے کہا اے اللہ کے نبیؐ! میرے لیے اللہ سے شہادت کی دعا کر دیجیے آپؐ نے ان کو شہادت کی دعا دی۔ راوی کہتے ہیں ایک دن منادی ہوئی کہ اے اللہ کے سوارو! سوار ہو جاؤ، یہی وہ پہلے سوار تھے کہ سوار ہوئے اور یہی وہ پہلے سوار ہیں جو شہید ہوئے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے سامنے سے ایک انصاری جوان آیا اس سے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اے حارثؓ! صبح کیسی

گزری؟ اس نے کہا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ میرا اللہ پر ایمان نہایت پکا اور سچا ہے آپؐ نے فرمایا ذرا غور کر کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس لیے کہ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔
حضرت حارثؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے اپنے آپ کو دنیا سے روک لیا۔ ایک روایت میں آپؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ ہر قول کی کچھ حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے۔

(ابن عساکر)

## حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل

ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ عکرمہ بن ابی جہلؓ نے صخر الانصاری کو قتل کیا۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہی گئی تو حضورؐ نے تبسم فرمایا: ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ نے اس پر تبسم فرمایا کہ آپؐ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے اس بات نے متبسم نہیں کیا بلکہ اس بات نے متبسم کیا کہ اس نے جس شخص کو قتل کیا ہے وہ خود اس کے ساتھ جنّت میں ایک درجہ میں ہے۔ (الخصائص الکبریٰ)

## حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے۔

آپؐ نے دریافت فرمایا اے معاذ! صبح کیسی گزری؟

حضرت معاذؓ نے کہا کہ میری صبح اللہ پر ایمان کے ساتھ ہوئی۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہر قول کا کوئی مصداق ہوتا ہے اور ہر حق کے لیے کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ تمہارے اس قول کا کیا مصداق ہے؟

حضرت معاذؓ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! کبھی بھی کوئی صبح ایسی نہیں گزری جس میں مجھے

یہ خیال نہ ہوا ہو کہ میں شام نہ کر سکوں گا۔ اور کبھی بھی کوئی شام ایسی نہیں گزری جس میں مجھے یہ خیال نہ ہوا ہو کہ دوسرا قدم نہ رکھ سکوں گا۔ اور گویا کہ میں ان تمام امتوں کی طرف دیکھ رہا ہوں جو گھٹنے کے بل بیٹھی ہوئی ہیں جنھیں ان کے اعمال نامہ کی طرف بلایا جا رہا ہے اور ان کے ساتھ ان کا نبی ہے اور ان امتوں کے ساتھ ان کے وہ بت ہیں جن کی وہ علاوہ اللہ کے عبادت کرتے تھے اور گویا کہ میں جہنم والوں کی سزاؤں کی طرف دیکھ رہا ہوں اور اہلِ جنت کے ثواب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو معرفت کو پہنچ گیا پس اسی پر جما رہ۔

(ابو نعیم فی الحلیۃ)

## حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی دو خصلتیں بتا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی۔ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ:۔ یا رسول اللہؐ! وہ دونوں خصلتیں ضرور بتلا دیجئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۱۔ زیادہ خاموش رہنے کی عادت

۲۔ اور حسنِ اخلاق

قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔ (البیہقی شعب الایمان)

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کسی کے چلنے کی آہٹ سُنی۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ بتایا گیا "یہ

غمیصاء بنت ملحان یعنی ام سلیمؓ، انسؓ کی ماں ہیں۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مجھ کو جنت دکھائی گئی تو میں نے اس میں ابو طلحہؓ کی بیوی (ام سلیم) کو پایا۔ پھر میں نے اپنے آگے کسی کے قدموں کی آہٹ سنی دیکھا تو "بلال" تھے۔ (مسلم)

## حضرت سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اُحد کی جنگ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا: اس تلوار کو مجھ سے کون لیتا ہے؟ یہ سُن کر ہر شخص نے تلوار کو لینے کے لیے اپنے ہاتھ کو پھیلایا اور کہنے لگا "میں لوں گا"۔ "میں لوں گا"۔ ـــــ حضورؐ نے فرمایا کون اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر لیتا ہے۔ یہ سُن کر تمام لوگوں نے اپنے ہاتھ کھینچ لیے اور پیچھے ہٹ گئے۔ سماک بن خرشہؓ (ابو دجانہ) نے کہا:۔ میں اس کا حق ادا کرنے کے لیے اس کو لیتا ہوں، چنانچہ انھوں نے تلوار لے لی اور اس سے مشرکوں کے سروں کو پھاڑ ڈالا۔ (مسلم)

## حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بسیسہ کو ابو سفیان کے سامان سے لدے ہوئے اونٹوں کی خبر لانے کے لیے بھیجا۔ اس وقت گھر میں میرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ پھر حضورؐ باہر نکلے اور لوگوں سے فرمایا "ہم کو ایسی چیز مطلوب ہے جس کی سواری موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔ لوگوں نے بالائے مدینہ سے اپنی سواریاں منگوا لینے کی اجازت طلب کی تو حضورؐ نے فرمایا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے جس کی سواری یہاں موجود ہو وہ چلے۔ چنانچہ حضورؐ اور صحابہؓ روانہ ہوئے اور مشرکوں سے پہلے بدر کے کنوئیں پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد مشرک آئے۔ حضورؐ نے مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف

نہ بڑھے جب تک کہ میں تم سے پہلے نہ بڑھوں"۔ جب مشرک اور قریب آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جنت کے راستہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہاں اس کے راستہ پر جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک سن کر عمیر بن حمام انصاریؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ جنت کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے؟

حضورؐ نے فرمایا ہاں۔

عمیرؓ نے کہا: خوب خوب۔

حضورؐ نے پوچھا: تم نے خوب، خوب کیوں کہا؟

عمیرؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ خدا کی قسم! میرا اور کوئی مطلب نہیں ہے بجز اس کے کہ میں جنتی بننے کا آرزو مند ہوں"۔

حضورؐ نے فرمایا تو جنتی ہے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے: حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر عمیرؓ نے اپنے ترکش سے کھجوریں نکالیں اور جلدی جلدی کھانے لگے اور پھر کہا: "اگر میں ان ساری کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہا تو یہ طویل زندگی ہوگی"۔ یہ کہہ کر انھوں نے بقیہ کھجوروں کو پھینک دیا اور جا کر مشرکوں سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

## ایک اور جنّتی

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کالے رنگ کا بدصورت انسان ہوں میرے پاس مال نہیں اگر میں ان کفّار سے لڑوں اور شہید کیا جاؤں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! چنانچہ یہ آگے بڑھے اور کفّار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، حضورؐ کا ان پر گزر ہوا اور وہ شہید پڑے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا اللہ نے تیرے چہرے

کو اچھا کر دیا اور تیری بیوی کو مہکدار اور تیرے مال کو کثیر کر دیا اور آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کی دو بیویاں حورعین دیکھی ہیں، اس میت پر ایک جبہ ہے وہ دونوں جھگڑ رہی ہیں اور اس کی کھال اور جبہ کے درمیان داخل ہونا چاہتی ہیں۔ (البیہقی)

## جنتی آدمی (۱)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا جو اہلِ جنت سے ہے اتنے میں ایک انصاری آدمی آیا جس کی داڑھی سے وضو کا پانی جھڑ رہا تھا اور اس نے اپنے دونوں جوتے بائیں ہاتھ میں لے رکھے تھے۔ جب دوسرا روز ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح فرمایا اور پھر وہی انصاری اسی پہلی حالت میں آیا۔ جب تیسرا روز ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو اس انصاری کے پیچھے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ چلے اور عرض کیا میں نے اپنے باپ سے جھگڑا کر لیا ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن ان کے پاس نہ جاؤں گا اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے پاس مجھے ٹھکانہ دے دیں تاکہ تین دن کی میعاد گزر جائے تو آپ ایسا کریں۔ انھوں نے فرمایا بہت اچھا، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے تھے۔ یہ ان کے پاس تین رات رہے اور ایک رات بھی ان کو نہیں دیکھا کہ رات کے کسی حصہ میں عبادت کے لیے کھڑے ہوئے ہیں مگر یہ بات ضرور تھی کہ جب رات کو ان کی آنکھ کھلتی اور اپنے بستر پر کروٹ بدلتے تو اللہ عزوجل کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے یہاں تک کہ فجر کی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں اتنا ضرور ہے کہ میں نے انھیں سوائے بھلی بات کہنے کے اور ان سے کچھ نہیں سُنا، جب تین راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر سمجھوں تو میں نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے ماں باپ کے درمیان کوئی غصہ کی بات نہیں ہوئی اور نہ جدائی ہوئی، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک ایسا آدمی

آئے گا جو اہلِ جنت سے ہے اور تینوں مرتبہ تم ہی سامنے آئے تب میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں تمہارے پاس ٹھکانہ پکڑوں اور میں دیکھوں کہ تمہارا کیا عمل ہے؟ تاکہ میں تمہاری اقتدا کروں سو میں نے دیکھا کہ تم نے کوئی بڑا عمل نہیں کیا (اب تم بتاؤ) کہ وہ تمہارا کون سا عمل ہے جس نے تمہیں اس مرتبہ پر پہنچایا؟ جس کو حضورؐ نے بیان فرمایا ان انصاری نے کہا بس وہ یہی عمل ہے جو تم نے دیکھا۔ جب میں پیٹھ پھیر کر چلا تو انھوں نے پھر مجھے بلایا اور کہا بس وہی عمل ہے جو تم نے دیکھا مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کوئی کھوٹ اور کوئی حسد اس بات پر نہیں پاتا جو اللہ پاک نے بھلی باتوں سے اُسے دیا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا یہی ہے وہ عمل جس کی وجہ سے تم اس مرتبہ پر پہنچے۔ (مسند احمد، النسائی)

(۲)

ایک روایت میں ہے ان انصاری کا نام حضرت سعدؓ ذکر کیا گیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضرت عبداللہؓ کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ عمل اے میرے بھتیجے! سوائے اس کے اور کچھ نہیں جو تو نے دیکھا، مگر اتنی بات ہے کہ میں کسی مسلمان کی طرف سے دل میں کینہ لے کر نہیں سوتا۔ (ابویعلی والبزار)

(۳)

اصفہانی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے کہا یہی وہ عمل ہے جس کی وجہ سے تم اس مرتبہ پر پہنچے اور یہ ایسا عمل ہے کہ جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

(النسائی، البیہقی، الاصبہانی)

(۴)

ایک اور روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا نام ہے اس کے آخر میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ اس کے علاوہ اور کوئی عمل نہیں جو تو نے دیکھا مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کوئی برا خیال نہیں پاتا ہوں، اور نہ کسی کو برا کہتا ہوں، حضرت عبداللہؓ نے کہا یہی وہ عمل ہے جو تم کو لیے اونچے مرتبہ پر لے گیا اور یہ وہ عمل ہے

جس کی ہیں طاقت نہیں رکھتا۔ (ابن عساکر۔ کنز العمال)

## ایک جنتی عورت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے انھیں تین کھجوریں دیں۔ اس عورت نے دونوں کو ان میں سے ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور خود لی اور اسے اپنے منہ میں رکھنا چاہتی تھی راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں بچیوں نے ماں کی طرف دیکھا تو اس نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں کو اس میں سے آدھا آدھا دیا اور چلی گئی، اتنے میں حضورؐ تشریف لائے حضرت عائشہؓ نے آپؐ سے اس عورت کے اس فعل کو بیان کیا آپؐ نے فرمایا تو بے شک وہ عورت اس فعل سے جنت میں داخل ہو گئی۔ (البزار)

## ۱۲ بارہ جنتی

امام احمد و بیہقی نے بہ سند صحیح حضرت انسؓ سے روایت کی۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو فلاں اور فلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا یہ آمد ان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا:

"ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ، پھٹے و پرانے کپڑے تھے جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر حکم ہوا ان فداکارانِ اسلام کو نہرِ بیدخ لے جاؤ تو انھیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نورانشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تختِ طلائی پر انھیں

بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں پھل رکھے گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ میوے کھائے۔

اُن ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔ (خصائص الکبریٰ)

## ایک چرواہا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طلوع فجر کے بعد (کسی قوم پر) حملہ کیا کرتے تھے اور اذان کی طرف کان لگائے رہتے تھے اگر وہاں سے اذان کی آواز سُن لیتے تو لوٹنے کا خیال ترک کر دیتے ورنہ (اس بستی پر) حملہ کر دیتے ایک بار کسی شخص کے یہ الفاظ سُنے اللہ اکبر اللہ اکبر۔

آپؐ نے فرمایا یہ اسلام پر ہے۔

پھر اس شخص نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔

آپؐ نے فرمایا تو دوزخ سے نکل گیا۔

صحابہؓ نے دیکھا کہ (ان الفاظ کا قائل کون ہے) تو وہ ایک بکریاں چرانے والا تھا۔ (مسلم)

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن سلام کو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا علم ہوا تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، میں آپ سے تین ایسی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں، جن کا علم نبی کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ (۱) قیامت کی سب سے پہلی نشانی کون سی ہے؟ (۲) وہ کھانا کون سا ہے جس کو جنتی سب سے پہلے کھائیں گے؟ (۳) کس وجہ سے بچہ اپنے باپ کے مشابہ اور کس وجہ سے اپنے ماموں وغیرہ کے مشابہ ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ باتیں تو مجھے جبریئل ابھی بتا کر گئے ہیں۔ عبداللہؓ بن سلام کہنے لگے کہ سارے فرشتوں میں سے یہود کے تو یہی دشمن ہیں۔ پس رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب میں لے جائے گی اور اہلِ جنّت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی کا نچلا حصہ ہوگا۔ اور بچّے کی مشابہت کا معاملہ یوں ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی سے ہم بستر ہوتا ہے تو آدمی کو پہلے انزال ہو جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوگا اور عورت کو اگر پہلے انزال ہوگا تو اس سے مشابہت رکھتا ہوگا۔ وہ عرض گزار ہوئے، میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض پرواز ہوئے، یا رسول اللہؐ! یہود بڑی بہتان تراش قوم ہے اگر انھیں میرے اسلام لانے کے متعلق پتہ چل گیا، اس سے پہلے کہ آپؐ ان سے دریافت فرمائیں تو وہ مجھ پر الزام تراشی کریں گے۔ پس یہودی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عبداللہؓ بن سلام گھر میں چھپ گئے۔ رسول اللہؐ نے دریافت فرمایا کہ عبداللہ بن سلامؓ تم میں کیسے آدمی ہیں؟ یہودی کہنے لگے وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم کے بیٹے ہیں وہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر آدمی کے بیٹے ہیں۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم یہ دیکھو کہ عبداللہ مسلمان ہو گئے ہیں تو؟ کہنے لگے، اللہ تعالیٰ انھیں اس سے بچائے اس پر حضرت عبداللہ نکل کر ان کے پاس آگئے اور کہنے لگے اشہد ان لاالٰہ الا اللہ و اشہد انّ محمداً رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

وہ کہنے لگے، یہ ہم میں برا آدمی ہے اور برے آدمی کا بیٹا ہے۔ پھر ان پر لعن طعن کرنے لگے۔ (بخاری)

## ابو معلق رضؓ

حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے اصحابؓ میں سے ایک صحابیؓ جن کی کنیت

ابو معلق رضی اللہ عنہ تھی اور وہ اپنے اور غیروں کے مال کی تجارت کیا کرتے تھے وہ حج بھی کرتے تھے اور پرہیزگار تھے۔ چنانچہ یہ ایک مرتبہ نکلے ان کو ایک چور ملا جو ہتھیاروں سے لیس تھا اس چور نے کہا اپنا سامان یہیں ڈال دے میں تجھے قتل کرنے والا ہوں، انھوں نے کہا کہ مال یہ ہے جو چاہے سو کر۔ اس نے کہا میں تو تمہارا خون ہی کروں گا۔ انھوں نے کہا پھر تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں نماز پڑھ لوں چور نے کہا جتنی نماز چاہے پڑھ لے۔ چنانچہ انھوں نے وضو کیا پھر نماز پڑھی اور اس کے بعد ان کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:۔

يَا وَدُوْدُ! يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ يَا فَعَّالًا لِمَا يُرِيْدُ، أَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ الَّتِيْ لَا تُرَامُ وَمُلْكِكَ الَّذِيْ لَا يُضَامُ، وَبِنُوْرِكَ الَّذِيْ مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ تَكْفِيْنِيْ شَرَّ هٰذَا اللِّصِّ يَا مُغِيْثُ أَغِثْنِيْ۔

"اے بہت زیادہ دوست رکھنے والے! اے عرشِ بزرگ کے مالک! اے ہر اس چیز کو کر گزرنے والے! جس کا ارادہ کرتا ہے، تجھ سے میں تیری ایسی عزت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کا قصد نہیں کیا جاسکتا۔ اور تیرے ایسے ملک کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور تیرے ایسے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے عرش کے گوشہ گوشہ کو بھر رکھا ہے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ اس چور کی شرارت سے تو میرے لیے کافی ہوجا۔ اے مدد کرنے والے میری فریاد رسی کر" یہ کلمات تین مرتبہ کہے، اتنے میں انھوں نے دیکھا کہ ایک شہسوار اپنے ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے ہے جس کو چور کے سر کی طرف دونوں کانوں کے بیچ میں (مارنے کے لیے) اٹھائے ہوئے ہے، چنانچہ اس نے چور کے وہ چھوٹا نیزہ مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ سوار اس تاجر کی طرف متوجہ ہوا تو تاجر نے کہا تو کون ہے؟ بے شک اللہ پاک نے تیرے ذریعہ میری امداد کی ہے، سوار نے کہا کہ میں چوتھے آسمان کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، جب تو نے دعا مانگی تھی تو میں نے آسمان کے دروازوں کی کھڑ کھڑاہٹ سنی، پھر جب تو نے دوسری مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے بسنے والوں میں ایک شور سنا۔ پھر جب تو نے تیسری مرتبہ دعا۔ مانگی تو کہا گیا کہ ایک مصیبت زدہ نے

دُعا مانگی ہے تو میں نے اللہ پاک سے سوال کیا کہ مجھے اس چور کے قتل کرنے کا والی بنا دے اس کے بعد اس نے کہا بشارت حاصل کرو اور جان لو کہ جس آدمی نے وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اور اسی دعا کے ساتھ دُعا مانگی، اس کی دُعا قبول کی جائے گی، مصیبت زدہ ہو یا غیر مصیبت زدہ۔ (ابن ابی الدنیا۔ الاصابہ)

## حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ بیمار ہوئے ان کی عیادت کے لیے حضرت سعدؓ تشریف لائے انھیں دیکھا کہ یہ رو رہے تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان سے کہا اے میرے بھائی تم کیوں رو رہے ہو؟ کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں رہے؟ کیا تم نے ایسا اور ایسا نہیں کیا ہے؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں دو باتوں میں سے کسی ایک پر نہیں رو رہا نہ تو دنیا کے لالچ کی وجہ سے اور نہ آخرت کی کراہیت کی وجہ سے لیکن حضورؐ نے ہم لوگوں سے ایک وعدہ لیا تھا میرا گمان یہ ہے کہ مجھ سے اس کی وفا میں کوتاہی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے دریافت کیا کہ تم سے حضورؐ نے کیا وعدہ لیا تھا؟ فرمایا کہ آپؐ نے ہم لوگوں سے وعدہ لیا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کے لیے سوار کی زاد راہ کے برابر کافی ہے اور میرا گمان ہے کہ میں نے اس معاملہ میں حد سے تجاوز کیا ہے اور لیکن تم اے سعدؓ! اللہ کے تقویٰ کا لحاظ رکھنا جب تم کوئی فیصلہ دینا، جب تم کوئی تقسیم کرنا اور جب تمہیں کوئی رنج پیش آئے۔ ثابتؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سلمانؓ نے کچھ اوپر بیس درہم اور تھوڑا سا نفقہ اپنے پاس چھوڑا تھا۔ (ابن ماجہ)

(۲)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ (درخت اور دیوار کے) سایہ سے سایہ پکڑتے تھے، جدھر بھی سایہ پھرتا اسی طرف کھسک جاتے ان کے لیے کوئی گھر نہیں تھا کسی صاحب نے ان سے عرض کیا کیا میں آپ کے لیے کوئی عمارت نہ بنا دوں؟ جس میں

آپ گرمی سے سایہ پکڑیں اور سردی میں سکونت اختیار کریں؟ حضرت سلمانؓ نے فرمایا، ہاں بنا دو۔ جب وہ بیٹھ پھیر کر چلا آپ نے اُسے آواز دے کر بلایا اور اس سے پوچھا کس طرح بناؤ گے؟ اس نے کہا، میں اسے اس طرح بناؤں گا کہ اگر آپ کھڑے ہوں تو آپ کے سر کو لگے اور اگر آپ اس میں لیٹیں تو آپ کے پیر سے اڑے۔ آپ نے فرمایا، ہاں اسی طرح کا چاہیے) (ابن سعد)

## حضرت وہب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ وہب بن عمیرؓ کافروں کی طرف سے اُحد میں شریک ہوئے تھے۔ انھیں ایک زخم لگا اور وہ مُردوں کے ڈھیر میں گر گئے۔ ادھر سے ایک انصاری گزرے اور انھوں نے وہب کو پہچان لیا اور ان کے شکم میں تلوار چبھو کر پشت کی طرف سے نکال دی اور انھیں وہیں چھوڑ دیا۔ جب رات ہوگئی اور سردی ہونے لگی تو وہب اسی حالت میں مکّے آگئے اور قسمت سے اچھے ہوگئے۔ ایک روز وہ اور صفوان بن امیہؓ "حجر" میں اکٹھے ہوئے۔ وہب نے صفوان سے کہا کہ: اگر میرے بال بچّے نہ ہوتے اور مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میری تو یہ تمنّا تھی کہ میں ہی اپنے ہاتھ سے محمدؐ کو قتل کر دوں۔ صفوان نے کہا کہ: اچھّا یہ دونوں چیزیں (اہل و عیال کی کفالت اور قرض کی ادائیگی) میرے ذمّے رہیں۔ وہب نے واپس آکر اپنی تلوار کو خوب تیز کیا اور زہر سے بُجھایا۔ پھر مدینے کی طرف چل پڑے جب مدینے پہنچے تو ان کو حضرت عمرؓ نے دیکھا تو آپ کو گھبراہٹ سی ہوئی اور ان کا آنا ناگوار ہوا۔ آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ: میں نے وہب کو آتے دیکھا ہے۔ مجھے اس کا آنا مشکوک معلوم ہوتا ہے۔ یوں بھی وہ غدّار قسم کا آدمی ہے۔ تم لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حلقے میں لے لو۔ صحابہؓ نے حضورؐ کو گھیرے میں لے لیا۔ وہب آئے اور حضورؐ کے پاس آکر رک گئے، اور بولے: اے محمدؐ! تمہاری صبح اچھی رہے۔ حضورؐ نے فرمایا: ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی بہتر صبح عطا فرمائی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہاں کس غرض

کے لیے آئے ہو؟ کہا: قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے۔ حضورؐ نے پوچھا: یہ تلوار کس لیے؟ کہا: ہم نے بدر کے دن بھی یہ تلواریں سنبھالی تھیں لیکن یہ کام نہ آئیں نہ کارگر ہوئیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: کہ اچھا جب تم اور صفوانؓ حجرؓ کے پاس اکٹھے تھے، تو تم نے صفوان سے کیا کہا تھا؟ یہی ناکہ اگر میرے بال بچے نہ ہوتے اور مجھ پر قرض نہ ہوتا تو میں خود اپنے ہاتھ سے جا کر محمدؐ کو قتل کر دیتا۔ پھر حضورؐ نے (اس سازش کے) کل جزئیات بیان فرما دیے۔ وہب نے پوچھا: کیا کہا آپ نے؟ حضورؐ نے پھر ساری باتیں دہرا دیں۔ وہب نے کہا کہ: آپ زمین والوں کی باتیں بتلاتے تھے تو ہم جھٹلاتے تھے۔ لیکن اب تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آسمان والوں کی باتیں بھی بتلانے لگے ہیں۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ۔ وہب نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! مجھے اپنا عمامہ عطا فرما دیجیے۔ حضورؐ نے اپنی دستار مبارک عنایت فرما دی۔ اس کے بعد وہب مکے واپس آگئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: جب وہب مدینے آیا تھا تو میری نظر میں خنزیر سے بھی زیادہ قابلِ نفرت تھا۔ لیکن جب واپس ہوا تو اس وقت وہ مجھے اپنے فرزند سے بھی زیادہ پیارا تھا۔ (الطبرانی)

## حضرت علاءؓ بن حضرمی رضؓ

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے اس امت میں تین باتیں پائیں اس کے بعد حدیث ذکر کی ہے اور حدیث میں ہے راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ نے لشکر کو سامان دے کر رخصت کیا اور ان پر امیر حضرت علاءؓ بن حضرمی کو بنا دیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ غزوہ میں تھا ہم اپنے لڑنے کی جگہ پر آئے تو ہم نے پایا کہ لوگ ہم سے پہلے جا چکے تھے اور پانی کی علامتیں مٹا گئے تھے، گرمی نہایت سخت تھی ہم اور ہمارے جانور پیاس کی مشقت میں پڑ گئے اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوا ہم کو دو رکعت (عصر کی) نماز پڑھائی پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہم فضائے آسمانی میں کوئی چیز نہیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں پس خدا کی قسم! ابھی انھوں نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے۔

یہاں تک کہ اللہ پاک نے ایک ہوا چلائی اور ابر پیدا ہوا اور اس نے پانی برسایا یہاں تک کہ گڑھے اور نالے سبھی بھر گئے تو ہم نے پیا اور اپنے جانوروں کو پلایا اور پانی بھر لیا اس کے بعد ہم اپنے دشمنوں کی طرف آئے وہ سمندر کی خلیج پار کرکے ایک جزیرہ میں چلے گئے تھے۔ حضرت علاءؓ خلیج پر کھڑے ہوئے اور کہا اے بلند! اور اے بڑے! اور اے بردبار! اے کرم کرنے والے۔ اس کے بعد فرمایا اللہ کا نام لے کر سمندر پار کرو۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم سمندر پار کرنے لگے، پانی نے ہماری سواریوں کے پیر تک تر نہ کیے ہیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہم نے دشمنوں کو وہاں پالیا اور ان کو قتل بھی کیا اور گرفتار بھی کیا اور غلام بھی بنایا، اس کے بعد پھر ہم اسی خلیج پر آئے انھوں نے پھر پہلی جیسی بات کہی اور ہم سمندر پار کر آئے، پانی نے ہمارے جانوروں کے پیر تک تر نہ کیے۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی۔ (البیہقی)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علاءؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ ہمارے ساتھ دارین چلو تاکہ ہم ان دشمنوں سے غزوہ کریں جو وہاں ہیں، مسلمانوں نے فوراً اس کی تیاری کی حضرت علاءؓ ان کو لے کر چلے اور سمندر کے کنارے آگئے تاکہ کشتیوں میں سوار ہوں تو دیکھا کہ مسافت بہت بعید ہے دشمنوں تک کشتی کے ذریعے نہیں پہنچ سکتے ہیں دشمن بھاگ جائیں گے یہ اپنے گھوڑوں سمیت سمندر میں کود پڑے اور کہہ رہے تھے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا مُحْیِیْ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا رَبَّنَا اور سارے لشکر کو حکم دیا کہ اس کو کہیں اور گھس جائیں چنانچہ سارے لشکر نے ایسا ہی کیا، سمندر نے انھیں اللہ کے حکم سے پار کرا دیا یہ اس طرح پر اس سمندر پر چل رہے تھے جیسا کہ نرم ریت پر چلا جاتا ہے۔ اونٹوں کے پیر نہیں گھستے تھے اور گھوڑے سواروں کے رکاب تک پانی نہیں پہنچتا تھا اور یہ مسافت کشتی کے لیے ایک دن رات کی تھی۔ اس سمندر کو دوسرے کنارے تک پار کیا اور اپنے دشمنوں سے لڑے اور ان پر غالب آگئے اور ان کا مالِ غنیمت جمع کیا اس کے بعد وہ واپس آئے تو سمندر کو ایک

دوسری جانب سے پار کر رہے تھے کہ اپنی پہلی جگہ پر لوٹ آئے اور یہ سب بات ایک ہی دن میں ہوئی۔ (ابن کثیر فی البدایہ۔ ابن جریر)

## حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ میں ضرور مسجد میں داخل ہوں گا اور نماز پڑھوں گا اور ضرور اللہ پاک کی ایسی تعریف کروں گا کہ جس کے ساتھ کسی نے تعریف نہیں کی ہے۔ تو جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے اور بیٹھے کہ اللہ کی حمد و ثنا کریں تو انھوں نے ایک بلند آواز اپنے پیچھے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الْمُلْکُ کُلُّہٗ وَبِیَدِکَ الْخَیْرُ کُلُّہٗ وَاِلَیْکَ یُرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ عَلَانِیَتُہٗ وَسِرُّہٗ لَکَ الْحَمْدُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اِغْفِرْلِیْ مَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَاعْصِمْنِیْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِیْ وَارْزُقْنِیْ اَعْمَالًا زَاکِیَۃً تَرْضٰی بِھَا عَنِّیْ وَتُبْ عَلَیَّ۔ ترجمہ۔ اے میرے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے اور تیرے ہی لیے ملک ہے تمام کا تمام، اور تیرے ہاتھ بھلائی ہے ساری بھلائی اور تیری ہی طرف سارے امور لوٹیں گے ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ تیرے ہی لیے تعریف ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے، میرے لیے ان گناہوں کو بخش دے جو ہو چکے اور میری عمر کے باقی حصہ میں مجھے بچا اور مجھے پاک عمل کرنے کی توفیق دے اور ان اعمال پر مجھ سے راضی ہو جا اور میری توبہ قبول فرما تو حضرت ابیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے۔ (ابن ابی الدنیا فی کتاب الذکر)

(۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو (سورہ) لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پڑھ کر سناؤں حضرت اُبَیّ بن کعبؓ نے عرض کیا۔ کیا اللہ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ حضورؐ

نے فرمایا۔ ہاں۔ یہ سن کر حضرت اُبی بن کعبؓ رو دیئے۔ (ترمذی)

## حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ راوی نے یہاں پر ہجرت کی حدیث نقل کی ہے اور اس میں کہا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے پھر کر دیکھا تو انھوں نے دیکھا ایک سوار ہے جو ان سے ملا چاہتا ہے انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ یہ سوار ہمارے قریب آگیا ہے راوی کہتے ہیں کہ اس کو اس کے گھوڑے نے پچھاڑ دیا۔ پھر گھوڑا ہنہناتا ہوا کھڑا ہو گیا تو سراقہؓ نے کہا اے اللہ کے نبیؐ! جس چیز کے ساتھ آپؐ مجھے چاہیں حکم دیں آپؐ نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہر! اور کسی کو مت چھوڑ جو ہماری طرف آئے (اُسے واپس کر دے) راوی کہتے ہیں کہ سراقہؓ اوّل دن میں تو آپؐ کے خلاف کوشش میں تھے اور آخر دن میں آپؐ کے پہرہ دار ہوئے۔ (ابن سعد)

## حضرت اُسید بن حضیر اور عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہما

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اندھیری رات میں ۲ دو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے نکلے تو ان دونوں حضرات کے آگے آگے ایک نور تھا۔ جب وہ دونوں (اپنے گھروں کو جانے کے لیے) جدا ہوئے تو وہ نور الگ الگ دونوں کے سامنے ہو گیا۔ معمرؒ نے ثابت اور حضرت انسؓ کے واسطے سے کہا ہے کہ وہ حضرت اُسیدؓ بن حضیر اور دوسرے ایک انصاری حمادؒ ثابت اور حضرت انسؓ کے واسطے سے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے حضرت اُسیدؓ بن حضیر اور حضرت عبادؓ بن بشر تھے۔ (البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت اُسید بن حضیر انصاریؓ اور ایک اور انصاری نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی کسی حاجت کے بارے میں بات کر رہے تھے یہاں تک

کہ رات سے ایک ساعت گزر گئی اور یہ رات بہت اندھیری تھی یہاں تک کہ یہ دونوں آپؐ کے پاس گھر واپس ہونے کے لیے نکلے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا ان دونوں میں سے ایک کا ڈنڈا دونوں کے لیے روشن ہو گیا یہ اس کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب ان دونوں کا راستہ بدلا تو دوسرے صحابی کا بھی ڈنڈا روشن ہو گیا جس کی روشنی میں وہ چلتے رہے ان میں سے ہر ایک اپنے ڈنڈے کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گیا۔ (البخاری۔ ابن اسحاق)

ایک روایت میں دونوں صحابہؓ کے نام مذکور ہیں ایک اُسید بن حضیرؓ تھے اور دوسرے حضرت عباد بن بشرؓ کہ یہ دونوں حضرات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے پس اسی جیسا بیان کیا۔ (النسائی والبیہقی)

## حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ کو سفر میں ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی اس لیے کہ ان کو خارش ہو گئی تھی یا اور کوئی بیماری۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر العوام رضی اللہ عنہ جوئیں پڑ جانے کی شکایت حضورؐ سے کی تھی۔ حضورؐ نے جہاد کے موقع پر ان کو ریشم پہننے کی اجازت دے دی۔ (مسلم)

## حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ حضرت ابو زیدؓ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف چار شخصوں نے جمع کیا۔ (اور) یہ چاروں انصار میں سے ہیں (وہ یہ ہیں)

حضرت اُبَیّ بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابوزیدؓ۔
ایک راوی (حضرت انسؓ کے شاگرد) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا۔ ابوزیدؓ کون ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا۔ میرے ایک چچا ہیں۔ (ترمذی)

## حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے (غزوۂ موتہ کے روز) فرمایا:۔ (لشکرِ اسلام کا) جھنڈا زید نے سنبھالا۔ تو انھیں شہید کر دیا گیا۔ پھر جعفر (بن ابو طالبؓ) نے سنبھالا تو انھیں شہید کر دیا گیا۔ پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے سنبھالا تو انھیں شہید کر دیا گیا۔ ان کے بعد خالد بن ولیدؓ نے بغیر اس کے کہ انھیں امیر لشکر بنایا جاتا جھنڈا سنبھال لیا، تو وہ فتح سے نوازے گئے، اور آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا ہم اس بات پر خوش نہ تھے کہ وہ ہمارے پاس رہتے۔ ایوب راوی فرماتے ہیں یا آپؐ نے یہ فرمایا:۔ کیا یہ بات ان کے لیے باعثِ مسرت نہ تھی کہ وہ ہمارے پاس رہتے (اور یہ فرماتے ہوئے) آپؐ کی چشمانِ مبارک اشک بار تھیں (بخاری)

## حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری امّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور ان میں اللہ کے امر میں سب سے زیادہ سخت حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ سچی شرم کرنے والے حضرت عثمان ابن عفانؓ ہیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ حرام و حلال

کو جاننے والے حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں۔ اور ان میں سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں اور ان میں سب سے اچھے قاری ابی بن کعبؓ ہیں۔ اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ (ترمذی)

## حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت ابو طلحہؓ انصاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت ابو طلحہؓ کے درمیان مواخات قائم کی یعنی دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ (مسلم)

## حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپؐ کے اصحاب چاروں طرف سے آپؐ کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے کہ اتنے میں سامنے سے حضرت علیؓ آئے اور کھڑے ہو کر مجلس میں بیٹھنے کی جگہ دیکھنے لگے۔ حضورؐ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا کہ ان میں سے کون ان کے لیے جگہ میں گنجائش دیتا ہے؟ حضرت ابو بکرؓ آپؐ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، اپنے بیٹھنے کی جگہ سے حضرت ابو بکرؓ کھسکے اور فرمایا اے ابوالحسن! یہاں آجائیں چنانچہ حضرت علیؓ، حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان بیٹھ گئے تو ہم نے دیکھا کہ حضورؐ کا چہرۂ مبارک انتہائی خوش ہوا۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! اہل فضل ہی سے فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ (ابن الاعرابی)

## حضرت سلمان الفارسیؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ بن یاسر

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے۔ (وہ تین شخص یہ ہیں) حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت سلمانؓ۔ (ترمذی)

## سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

(۱)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے حضرت عمرؓ اپنے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، انھیں دیکھ کر وہ تکیہ ان کے آگے ڈال دیا۔ حضرت سلمانؓ نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا، حضرت عمرؓ نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! وہ ہمیں سنایئے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپؐ نے وہ تکیہ میرے آگے ڈال دیا اور مجھ سے فرمایا اے سلمانؓ! کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے پاس اس کا بھائی مسلمان آئے اور یہ میزبان اس کے اکرام کے لیے تکیہ ڈال دے مگر اللہ پاک اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (حاکم)

(۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے، یہ تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ اس تکیہ کو آپؐ نے میری طرف ڈال دیا اور اس کے بعد کہا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کے پاس اس کا مسلمان بھائی آئے اور یہ اس کی تعظیم کے لیے تکیہ پیش کرے مگر اللہ پاک اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (الطبرانی، الحاکم)

(۳)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس گئے حضرت سلمانؓ نے ان کے لیے تکیہ پیش کیا تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ اے ابو عبداللہ! یہ کیا ہے؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے جب کبھی کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پاس آئے اور یہ اس کے اکرام و تعظیم کے لیے تکیہ پیش کرے تو اللہ پاک اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔

(الطبرانی فی الصغیر)

# حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت انس بن مالکؓ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ہاں گیا تو ان کے اثاث البیت (گھر کے ساز و سامان) کو نہایت ردّی حالت میں پایا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق گفتگو کی تو انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ تمہارا سامان اتنا ہی رہا کرے گا، جتنا ایک سوار (مسافر) کا ہوتا ہے۔

(الطبرانی فی الکبیر)

# انصارؓ

شاعرِ اسلام حضرت حسّان ابن ثابتؓ انصار کی مدح و تعریف میں کہتے ہیں:۔

سمّاھم اللہ انصاراً بنصرھم
دین الھدیٰ وعوان الحرب تستعرّ

اللہ تعالیٰ نے ان کا نام انصار رکھا کیونکہ انھوں نے اس دینِ ہدایت کی مدد و نصرت کی اور خوفناک لڑائیوں میں بھی یہ لوگ مددگار اور ثابت قدم ثابت ہوئے۔

وسارعوا فی سبیل اللہ واعترفوا
للنائبات وماخافوا وماضجروا

خدا کے راستے میں وہ لوگ آگے بڑھتے تھے اور مصائب اور تکلیفوں کا مقابلہ کرتے تھے اس کے باوجود نہ خوفزدہ ہوتے تھے اور نہ دل تنگ ہوتے تھے۔

سیرتِ حلبیہ

# مَنَاقِبُ الْاَنْصَار (انصار کے مناقب)

## انصار، نام اللہ نے رکھا ہے

غیلان بن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انصار کے بارے میں پوچھا کہ یہ نام آپ حضرات نے خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اس نام سے موسوم فرمایا ہے؟ جواب دیا: بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے۔ جب ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ میری یا قبیلہ ازد کے کسی فرد کی جانب متوجہ ہو کر فرماتے: آپ کی قوم نے فلاں روز فلاں کارنامہ انجام دیا تھا۔ (بخاری)

## کیا تم اس بات پر راضی نہیں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز بعض انصار کہنے لگے کہ مال قریش (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ کتنی عجیب بات ہے حالانکہ قریش (کفارِ مکہ) کا خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے لیکن ہمارا مالِ غنیمت ان کے سپرد کیا جا رہا ہے جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا اور فرمایا: تمہارے متعلق مجھ تک یہ بات پہنچی ہے اور تم جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ انھوں نے جواب دیا کہ واقعی آپؐ تک صحیح خبر پہنچی ہے۔ فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مالِ غنیمت لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ؟ وہ عرض گزار ہوئے کیوں نہیں۔ فرمایا اگر لوگ کسی میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے میدان اور گھاٹی میں چلوں گا۔ (بخاری)

## انصار سے محبت، ایمان کی نشانی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے عداوت

رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ (بخاری)

## تمہیں کیا چاہیے دُنیا یا اللہ کا رسول ؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کے تمام لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ بیشک قریش کی جاہلیت اور مصیبت کا زمانہ گزرے تھوڑا عرصہ ہوا ہے اس لیے میں نے چاہا کہ ان کی دل جوئی کروں اور انھیں اسلام سے مانوس کروں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے کر لوٹیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ، انھوں نے جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ فرمایا۔ اگر لوگ میدان میں چلیں اور انصار گھاٹی سے تو میں انصار کے میدان یا انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ (بخاری)

## انصار کے لیے ہے خدا کا رسول بس۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین کے وقت جب ہوازن، غطفان اور دوسرے لوگ اپنے جانوروں اور بال بچوں سمیت میدانِ مقابلہ میں آئے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دس ہزار مجاہدین اور کچھ نومسلم تھے۔ پس یہ پیٹھ پھیر گئے اور آپؐ تنہا رہ گئے تو اس روز آپؐ نے دو آوازیں دیں جو بالکل الگ الگ تھیں۔ آپ نے دائیں جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے گروہِ انصار! انھوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم حاضر ہیں۔ آپؐ خوش ہو جائیں کہ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپؐ نے بائیں جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے گروہِ انصار! انھوں نے جواب دیا یا رسول اللہؐ ہم حاضر ہیں آپ خوش ہو جائیں کہ ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہیں اس وقت آپؐ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ پھر نیچے اتر آئے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر مشرکوں کو شکست ہو گئی تو اس روز بہت سامالِ غنیمت ہاتھ آیا پس آپؐ نے مہاجرین اور نومسلموں میں مال تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ بھی نہ دیا۔ انصار نے کہا کہ جب سختی کا وقت آتا ہے

تو ہیں بلایا جاتا ہے اور مالِ غنیمت دوسروں کو عطا فرما دیا جاتا ہے۔ جب یہ بات آپؐ تک پہنچی تو آپؐ نے انھیں ایک قبے میں جمع کیا اور فرمایا۔ اے گروہِ انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ وہی کچھ لے کر جائیں، جس کے متعلق تمہاری طرف سے مجھے ایک بات پہنچی ہے، وہ خاموش رہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے گروہِ انصار! وہ دنیا لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے گھروں میں لے کر جاؤ۔ وہ عرض گزار ہوئے، کیوں نہیں پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ میدان میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں، تو میں انصار کے ساتھ گھاٹی میں چلوں گا۔ ہشام نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ ابو حمزہ! کیا آپ اس وقت موجود تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں غیر حاضر کب رہا تھا۔ (بخاری)

## میں حوضِ کوثر پر ملوں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ہوازن قبیلے کا مال عطا فرمایا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو سو سو اونٹ تک مرحمت فرمائے۔ اس پر انصار سے بعض حضرات نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے کہ انھوں نے قریش کو تو مال مرحمت فرمایا اور ہمیں نظر انداز کر دیا حالانکہ ہماری تلواروں سے کافروں کا خون ٹپک رہا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی گفتگو کا ذکر ہوا تو آپؐ نے انصار کو بلایا۔ پس وہ چمڑے کے ایک خیمے میں جمع ہو گئے اور وہاں ان کے سوا کسی دوسرے کو نہیں بلایا گیا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تمہاری جانب سے یہ کیسی خلافِ توقع بات پہنچی ہے؟ انصار کے سمجھ دار حضرات عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہؐ! ہمارے عمر رسیدہ لوگوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے ہاں بعض نو عمر لڑکوں نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معاف فرمائے جنہوں نے قریش کو تو مال عطا فرمایا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا حالانکہ ہماری تلواروں سے کافروں کا خون ٹپک رہا ہے پس نبی کریم صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں نے ان لوگوں کو مال دیا ہے جن کا زمانۂ کفر بہت نزدیک ہے تاکہ ان کا دل اسلام پر مضبوط ہو جائے کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اللہ کے نبی کو اپنے گھروں میں لے کر جاؤ؟ خدا کی قسم، جو چیز تم لے کر جاتے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جاتے ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔ میرے بعد تم اپنے ساتھ بڑی ناانصافی دیکھو گے تو اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے جا ملو، کیونکہ میں حوضِ کوثر پر ملوں گا لیکن حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ انصار سے صبر نہ ہو سکا۔ (بخاری)

## میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین کے روز جب ہوازن سے مقابلہ ہوا اور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ دس ہزار مجاہدین اور کچھ نومسلم تھے تو یہ پیٹھ دکھا گئے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا۔ اے گروہِ انصار! انھوں نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! ہم مستعد، حاضر اور آپؐ کے سامنے موجود ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواری سے اُتر گئے اور فرمایا:۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پس کافروں کو شکست ہوگئی۔ پس آپؐ نے نومسلموں اور مہاجروں کو مال عطا فرمایا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ پس انھوں نے کچھ کہا۔ آپؐ نے انھیں بلایا تو وہ ایک خیمے میں داخل ہوگئے۔ فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکری اور اونٹ لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسولؐ کو لے کر جاؤ؟ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ میدان سے چلیں اور انصار گھاٹی سے، تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ (بخاری)

## مجھے انصار سب لوگوں سے پیارے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے (انصار کی)

بعض عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا، راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں کسی شادی سے آرہے تھے، تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سروقد کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا: خدا گواہ ہے کہ تم مجھے تمام لوگوں سے پیارے ہو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت اپنے بچے کو لیے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے دو مرتبہ فرمایا:۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم مجھے سب لوگوں سے پیارے ہو۔ (بخاری، مسلم)

## رسولِ خدا کی انصار کو تلقین

## میرے بعد صبر کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا:۔ تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی، لہٰذا صبر سے کام لینا یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو اور ہمارے ملنے کی جگہ حوضِ کوثر ہے۔

(بخاری)

## میرے بعد دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی

یحییٰ بن سعید نے حضرت انس بن مالک[۱] رضی اللہ عنہ سے سنا جب کہ وہ ان کے ساتھ ولید کی طرف جا رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ ان کے لیے بحرین کی جاگیریں لکھ دی جائیں۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ اس وقت تک الیبانہ کیجئے جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح جاگیریں نہ مل جائیں۔ فرمایا اگر یہ پسند نہیں تو صبر سے کام لو یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔ میرے بعد تم دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ (بخاری)

(۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت اُسید بن حضیر رضؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! آپؐ نے فلاں کو عامل مقرر کر دیا اور مجھے عامل مقرر نہ کیا۔ فرمایا کہ عنقریب تم میرے بعد ترجیح بلا مرجح دیکھو گے تو صبر سے کام لینا یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔ (بخاری)

## اہلِ مدینہ کو دُعا

اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ نے حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی۔ اے اللہ! ان کے پیمانوں میں برکت دے اور انھیں ان کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما یعنی اہلِ مدینہ منورہ کو۔

(بخاری)

## انصار اور مہاجرین کے لیے

## نبی صلے اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

لا عیش الا عیش الآخرۃ فاصلح الانصار والمھاجرۃ

"آرام نہیں مگر آخرت کا آرام۔ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی حالت درست فرما"

حضرت انس رضؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم سے دوسری روایت بھی اسی طرح کی ہے لیکن اس میں آپؐ نے یہ بھی کہا فاغفر للانصار "پس انصار کی مغفرت فرما"۔ (بخاری)

## اے اللہ! انصار و مہاجرین کو باعزت بنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے وقت۔

یوں نغمہ زن تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا

علی الجهاد ما حیینا ابدا

بک گئے ہیں ہم محمد مصطفٰے کے ہاتھ پر

اپنا تازہ ہی رہے گا عمر بھر عزم جہاد

آپ نے انھیں جواب دیا

اللّٰھم لاعیش الا عیش الآخرۃ فاکرم الانصار والمھاجرۃ۔

اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، پس انصار اور مہاجرین کو باعزت بنا۔ (بخاری)

## انصارؓ کی نیکیاں قبول کرنا اور خطاؤں سے درگزر کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصارؓ کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو انھیں روتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا کہ آپ کس بات پر رو رہے ہیں؟ جواب دیا کہ ہمیں اپنی مجلسوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا یاد آرہا ہے۔ پس یہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال عرض کی۔ اس پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپؐ نے چادر کا ایک سرا سرِ مبارک پر پٹی کی طرح باندھ لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور منبر پر یہ آپؐ کا آخری بیٹھنا تھا۔ پھر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کر کے فرمایا: میں تمھیں انصار کے بارے میں نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ معدہ کی تھیلی کے مانند میرے محرم راز ہیں۔ ان پر جو واجب تھا اسے وہ ادا کر چکے اور ان کا حق باقی ہے۔ لہٰذا ان کے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرنا اور جو ان میں قصور وار ہوں ان سے درگزر کرنا۔ (بخاری)

## انصارؓ! میرے محرم اسرار ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے فرمایا: انصارؓ معدہ کی تھیلی کے مانند میرے محرم اسرار ہیں۔ دوسرے لوگ عنقریب بڑھتے جائیں گے لیکن انصارؓ کم ہوتے جائیں گے۔ پس ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرنا اور قصور وار افراد سے درگزر کرنا۔ (بخاری۔ مسلم)

## اے اللہ! انصارؓ اور ان کی اولاد کی مغفرت فرما

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! تو انصارؓ کو، ان کے بیٹوں کو اور بیٹوں کے بیٹوں کو، اور ان کی عورتوں کو بخش دے۔ (ترمذی)

## مرحبا! اے انصارؓ مرحبا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات انصار کو سینچائی کے لیے اونٹوں کی تنگی ہوئی انصار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تاکہ آپؐ سے عرض کریں کہ آپؐ ان کے لیے سینچائی کے واسطے خوب بہنے والی نہر کھدوادیں، حضورؐ نے ان حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا

انصارؓ کے لیے مرحبا ہو۔

انصارؓ کے لیے مرحبا ہو۔

انصارؓ کے لیے مرحبا ہو۔

آج تم مجھ سے جس چیز کا سوال کروگے میں وہ چیز تم لوگوں کو دے دوں گا اور میں جو بھی تمہارے لیے خدا سے مانگوں گا اللہ پاک مجھے دے دے گا۔

بعض انصارؓ نے بعض سے کہا کہ اس موقع کو غنیمت جانو اور آپؐ سے مغفرت کا سوال کرو ان حضرات نے متفق ہو کر کہا یا رسول اللہؐ! ہمارے لیے تو مغفرت کی دعا کر دیجئے۔ آپؐ نے دعا کی کہ اے میرے اللہ! انصارؓ کی، انصارؓ کے بیٹوں کی اور ان کے پوتوں کی مغفرت فرما۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضورؐ نے انصار کی عورتوں کی بھی مغفرت فرما۔

(مسند احمد۔ البزار۔ الطبرانی فی الاوسط والصغیر والکبیر)

## انصارؓ کے ہر گھرانے میں خیر ہے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو یہ نہ بتادوں کہ انصارؓ کا کون سا گھرانا سب سے بہتر ہے۔ یا (یوں فرمایا کہ) انصارؓ میں سب سے اچھا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ضرور بتلایئے۔ حضورؐ نے فرمایا، بنو نجار۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ جو ان سے نزدیک ہیں۔ وہ بنو عبدالاشہل ہیں۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی بنو حارث بن خزرج۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی بنو ساعدہ۔ پھر حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے یوں اشارہ کرکے بتایا کہ انگلیوں کو بند کیا۔ پھر انھیں پھیلا دیا جیسے کوئی کچھ پھینکتا ہے اور فرمایا۔ انصارؓ کے ہر گھرانے میں خیر ہے۔ (ترمذی)

## تم لوگ بڑے پاک دامن اور صبر کرنے والے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُسید بن حُضیرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ حضورؐ نے غلّہ تقسیم کیا تھا حضرت اُسیدؓ نے عرض کیا کہ بنی ظفر کا فلاں انصاری گھر حاجت مند ہے اور اس گھر کی تمام رہنے والی عورتیں ہی ہیں حضورؐ نے فرمایا اے اُسیدؓ! پہلے سے تم میرے پاس نہیں آئے اب تو جو کچھ میرے پاس تھا میں تقسیم کرچکا، اب جب تم سنو کہ میرے پاس کہیں سے کچھ سامان آیا ہے ان گھر والیوں کو مجھے یاد دلا دینا اس کے بعد آپؐ کے پاس خیبر سے کچھ جو اور کھجوریں آئیں، حضورؐ نے لوگوں میں بھی یہ سامان تقسیم کیا اور انصار میں بھی تقسیم کیا اور حضرات انصارؓ کو زیادہ دیا اور ان گھر والیوں کو بھی تقسیم کیا انھیں اور زیادہ دیا۔ حضرت اُسید بن حُضیرؓ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا جزاک اللہ یا نبی اللہ! اطیب الجزاء۔ اے اللہ کے نبیؐ اللہ پاک آپؐ کو بہترین جزا دے یا یوں کہا کہ بھلی جزا دے، حضورؐ نے فرمایا اور تمہیں بھی اے انصارؓ کے گروہ! اللہ پاک بھلی جزا دے یا یوں

فرمایا کہ اچھی جزا دے اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ بڑے پاک دامن اور بڑے صبر کرنے والے ہو تم میرے بعد تقسیم (اموال) اور حکومت کے معاملہ میں ترجیح دیکھو گے (یعنی غیروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی) پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو۔

(ابن عدی والبیہقی وابن عساکر۔ کنز العمال)

## ابو طلحہؓ! میرا سلام اپنی قوم (انصارؓ) سے کہنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا سلام اپنی قوم سے کہنا کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے بیشک میں نے انصارؓ کو پاک دامن اور صبر کرنے والا پایا ہے۔ (البزار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے اس مرض میں جس میں آپؐ نے انتقال فرمایا تشریف لے گئے آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا کہ اپنی قوم سے میرا سلام کہنا بیشک وہ لوگ پاک دامن اور صابر ہیں۔

(الحاکم۔ ابو نعیم فی الحلیہ۔ کنز العمال)

## ہم نے ایسی ہمدرد اور غمگسار قوم نہیں دیکھی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو ایک دن مہاجرین نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! ہم نے بہت سی قومیں دیکھی ہیں۔ مگر بہت زیادہ ایثار کرنے والی اور تھوڑے مال سے زیادہ ہمدردی و غمگساری کرنے والی اس قوم سے بڑھ کر قوم نہیں دیکھی۔ جس کے پاس ہم ٹھہرے ہیں۔ (یعنی انصارؓ) یہ ہماری تکلیفوں کو دُور کرنے کے لیے ہمیں کافی ہو گئے۔ انھوں نے ہمیں کھانے پینے میں اپنا شریک کر لیا اور اس طرح ہم کو بے فکر کر دیا ہمیں تو یہ ڈر ہے کہ کہیں کل ثواب انہی کے حصّہ میں نہ آ جائے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جب تک تم ان کے لیے دُعا کرتے اور ان کی تعریف کرتے رہو گے

ایسا نہ ہوگا۔ (ترمذی)

## اوس و خزرج

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج جو انصار کے دو قبیلے تھے زمانۂ جاہلیت میں ان میں آپس میں عداوت تھی جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے یہ جنگ ان میں سے جاتی رہی اور اللہ پاک نے ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کردی، ایک روز یہ سب حضرات کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ اوس کے ایک آدمی نے ایک شعر سے مثال پکڑی جس میں قبیلہ خزرج کی ہجو تھی اور ایک خزرجی نے ایک ایسے شعر سے مثال پکڑی جس میں اوس کی ہجو تھی، پھر تو ان دونوں میں یہ سلسلہ جاری ہوگیا کہ ایک شعر یہ ہجو میں پڑھتا اور ایک شعر وہ، نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض، بعض کی طرف کھڑا ہوا اور ان لوگوں نے اپنے ہتھیار سنبھالے اور جنگ کے لیے چل پڑے۔ جب یہ اطلاع رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملی اور آپ پر وحی اتری آپ بڑی تیزی کے ساتھ ان کے پاس آئے کہ آپ نے پنڈلیاں مبارک بھی کھول رکھی تھیں جب آپ نے ان حضرات کو دیکھا ان کو آواز دے کر کہا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ.

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو. سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے. تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا. اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آ جائے۔

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں. جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے. کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے. جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے جب کہ کچھ لوگ سُرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہو گا. جن کا منہ کالا ہو گا (ان سے کہا جائے گا کہ) نعمتِ ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویّہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفرانِ نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو. رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو ان کو اللہ کے دامنِ رحمت میں جگہ ملے گی اور ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے. یہ اللہ کے ارشادات ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں، کیونکہ اللہ دنیا والوں پر ظلم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا. زمین اور آسمانوں کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے اور سارے معاملات اللہ ہی کے حضور پیش ہوتے ہیں۔

تو ان حضرات نے اپنے ہتھیار ڈالے اور پھینکے اور بعض نے بعض سے معانقہ کیا اور رونے لگے۔

# اوس اور خزرج کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج کے دونوں قبیلے آپس میں فخر کی باتیں کرنے لگے۔ اوس نے کہا کہ غسیلِ ملائکہ حضرت حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہ ہم ہی میں سے ہیں، ہم ہی میں سے وہ بھی ہیں کہ اللہ کے عرش نے ان کے لیے حرکت کھائی تھی یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ ہم ہی میں سے وہ بھی ہیں جن کی حفاظت شہد کی مکھی اور تتلیوں نے کی تھی یعنی عاصم بن ثابت بن ابی افلح رضی اللہ عنہ ہم ہی میں سے وہ بھی ہیں جن کے اکیلے کی شہادت دو آدمیوں کی گواہی کے برابر مانی گئی، یعنی خزیمہ بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خزرجی حضرات نے کہا ہم میں سے چار آدمیوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید جمع کیا ان کے علاوہ کسی اور نے نہیں جمع کیا (وہ چار یہ ہیں) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابو زید رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(ابو یعلی والبزار، والطبرانی ابوعوانہ وابن عساکر)

# سمع وطاعت کے نمونے

تری ذات سے محبت، ترے حکم کی اطاعت
یہی زندگی کا مقصد، یہی اصل دین و ایماں
(ماہر القادری)

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

# اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الجمعۃ)

وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان سے نہیں ملے ہیں۔ اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

## اوّلین

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاءً عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابی بن کعب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ ابن الجراح (احمد، ترمذی)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکرؓ ہیں اور امرِ خداوندی میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ سچے حیادار عثمانؓ ہیں۔ علم وراثت کا سب سے بڑھ کر عالم زید بن ثابتؓ، سب سے بڑھ کر قاری ابی بن کعبؓ اور حلال و حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ ہر امّت کا ایک امین ہوتا ہے، اس امت کے امین ابوعبیدہ

بن جراحؓ ہیں۔

## آخرین

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَرَاٰنِیْ مَرَّۃً وَطُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَلَمْ یَرَنِیْ سَبْعَ مَرَّاتٍ (احمد)

اسے ایک مبارکباد جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اسے سات مبارکباد جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔

## میرے صحابہ

ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں بروایت حضرت انس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں جب ستارے غائب ہوتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ، لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ میری امت کے درمیان صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔ (ابویعلی و بزار)

ابن منیع نے حضرت انسؓ سے روایت کی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سہارا اور میرے صحابہ کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی اللہ تعالی اس سے جدا ہو جائے گا اور جس سے اللہ تعالی جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

حضرت مالک بن دخشن رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا۔ لوگوں نے ان کے بارے میں لب کشائی کی اور ان کے بارے میں کہا گیا کہ یہ منافقین کے سردار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ میرے اصحاب کو بُرا مت کہو۔ (بزار)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میری نظیر ہیں اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔ (ابن عساکر)

غلامانِ محمدؐ ہی تو تھے تاریخ ہے شاہد
جنھوں نے توڑ ڈالا کرّو فر کسریٰ و قیصر کا

# صحابۂ کرام
## رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہ خشک مزاج تھے، نہ مُردوں کی سی چال چلتے تھے، وہ اپنی مجالس میں شعر پڑھ لیا کرتے تھے، اور دَورِ جاہلیت کی باتوں کا بھی ذکر چھڑ جایا کرتا تھا (لیکن) جب اللہ کے حکم کے خلاف کوئی چیز ان میں سے کسی سے چاہی جاتی تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں گھوم جاتیں، گویا وہ مجنون ہے۔ (الادب المفرد۔ باب الکبر)

## ذوقِ عبادت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبار صحابہؓ کو دیکھا کہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف نماز کے لیے دوڑتے تھے۔ (بخاری)

## خوفِ آخرت

صحابہ کرام کے دلوں میں قیامت کا خوف اس قدر سما گیا تھا کہ اس کے ڈر سے ہر وقت کانپتے رہتے تھے۔ ایک بار دفعتہً اندھیرا ہو گیا۔ ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا عہدِ نبوت میں بھی ایسا ہوتا تھا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا معاذ اللہ اگر ہوا بھی تیز ہو جاتی تھی تو ہم سب قیامت کے ڈر سے مسجد کی طرف بھاگ دوڑتے تھے۔ (ابو داؤد)

غلامانِ محمدؐ ہی تو تھے تاریخ ہے شاہد
جنھوں نے توڑ ڈالا کرّوفر کسریٰ وقیصر کا

# صحابۂ کرام
## رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہ خشک مزاج تھے، نہ مُردوں کی سی چال چلتے تھے، وہ اپنی مجالس میں شعر پڑھ لیا کرتے تھے، اور دَورِ جاہلیت کی باتوں کا بھی ذکر چھڑ جایا کرتا تھا (لیکن) جب اللہ کے حکم کے خلاف کوئی چیز ان میں سے کسی سے چاہی جاتی تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں گھوم جاتیں، گویا وہ مجنون ہے۔ (الادب المفرد۔ باب الکبر)

## ذوقِ عبادت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبار صحابہؓ کو دیکھا کہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف نماز کے لیے دوڑتے تھے۔ (بخاری)

## خوفِ آخرت

صحابۂ کرام کے دلوں میں قیامت کا خوف اس قدر سما گیا تھا کہ اس کے ڈر سے ہر وقت کانپتے رہتے تھے۔ ایک بار دفعتہً اندھیرا ہو گیا۔ ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا عہدِ نبوت میں بھی ایسا ہوتا تھا۔ حضرت انسؓ نے فرمایا معاذ اللہ اگر ہوا بھی تیز ہو جاتی تھی تو ہم سب قیامت کے ڈر سے مسجد کی طرف بھاگ دوڑتے تھے۔ (ابو داؤد)

# صحابہ کرامؓ کی ایمانی کیفیت (۱)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپؐ کی خدمت میں صبح کے وقت حاضر ہوئے اور کہا: ”رب کعبہ کی قسم! ہم تو ہلاک ہوگئے۔“

آپؐ نے پوچھا: کیا بات ہے؟

انھوں نے عرض کیا: دل میں نفاق ہی نفاق نظر آتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تم کلمۂ توحید و رسالت (اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ) کی دل سے گواہی نہیں دیتے۔

عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؐ نے فرمایا: تو پھر یہ نفاق نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ انھوں نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہؐ رب کعبہ کی قسم! ہم تو ہلاک ہوگئے؟

آپؐ نے پوچھا: کیا بات ہے؟

انھوں نے عرض کیا: دل میں نفاق ہی نفاق معلوم ہوتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تم توحید و رسالت کی دل سے گواہی نہیں دیتے؟

عرض کیا: کیوں نہیں۔

فرمایا: تو پھر یہ نفاق نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ تیسری بار انھوں نے پھر بھی کہا: یا رسول اللہؐ! رب کعبہ کی قسم! ہم تو ہلاک ہوگئے۔

آپؐ نے پوچھا کیا بات ہے:

کہا کہ جب ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو ہماری حالت کچھ اور ہی ہوتی ہے

اور جب آپؐ کے پاس سے باہر چلے آتے ہیں تو پھر دنیا اور گھر بار کی فکر ہمیں گھیر لیتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا اگر تم اسی حالت پر ہمیشہ رہتے جو میری صحبت میں ہوتی ہے تو مدینہ کی گلیوں میں فرشتے تم سے مصافحہ کرنے لگتے۔ (ابو یعلی)

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمانی کیفیت (۲)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں تو عجیب حالت ہوتی ہے اور جب ہم آپؐ سے جدا ہوتے ہیں تو ہم ایک دوسری حالت پر آجاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے رب کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟

صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن میں ہمارا رب ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ پھر تمہاری یہ حالت نفاق کی نہیں ہے۔ (البزار۔ التفسیر لابن کثیر)

## صحابہ کرامؓ کی باہمی محبت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے ہر دو کے درمیان بھائی بندی کرا دیتے تھے۔ ان میں سے کسی ایک پر اگر آپس کی ملاقات میں دیر ہو جاتی تو اس کا بھائی اس سے ملنے آتا اور بڑی محبت اور لطف کا اظہار کرتا اور دریافت کرتا کہ تمہارا میرے بعد کیا حال رہا؟

لیکن عام صحابہ کا یہ حال تھا کہ کسی ایک پر تین دن نہیں گزرتے تھے کہ اسے اپنے بھائی کا حال معلوم نہ ہو۔ (ابو یعلی)

## شمعِ رسالتؐ کے پروانے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حجام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ے بال بنا رہا تھا تو میں نے صحابہ کو آپؐ کے گرد منڈلاتے ہوئے دیکھا کہ جہاں کوئی بال گرتا وہ ان کو احتیاط کے ساتھ اٹھا لیتے تھے۔ (سیرت حلبیہ)

## میرے امتی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کو تو ایک بار مبارکباد اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر ایمان لایا اس کو بار بار مبارکباد۔ (مسند احمد)

## میرے بھائی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمنا ہے کہ میں اپنے بھائیوں سے ملتا؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم بھی تو آپؐ کے (اسلامی) بھائی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو اور بھائی وہ لوگ ہیں جو دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔ (مسند احمد)

# صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت

## تعلیم

(۱)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے (راوی کہتے ہیں کہ) بہت قریب ہے یہ کہ حضرت انسؓ نے کہا کہ ساٹھ آدمی تھے آپؐ ہم سے حدیث بیان کرتے پھر اپنی حاجت کے لیے اندر تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں اس حدیث کی یکے بعد دیگرے تکرار کرتے۔ جب ہم کھڑے ہوتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ حدیث ہمارے دلوں میں گاڑ دی گئی ہے۔ (ابو یعلی)

(۲)

حضرت انس نے بیان کیا، ایک روز سامنے سے حضرت ابوطلحہؓ تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحابِ صفہ کو کھڑے ہوئے پڑھا رہے ہیں اور آپ کے شکم مبارک پر ایک ٹکڑا پتھر کا بھوک کی وجہ سے بندھا ہوا ہے تاکہ اس کی وجہ سے کمر سیدھی کر سکیں۔ (ابونعیم فی الحلیہ)

(۳)

یزید رقاشی بیان کرتے ہیں ان چیزوں میں سے کہ حضرت انسؓ ہم سے بیان کرتے تھے جب کبھی ہم سے اس حدیث کا تذکرہ کرتے، خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے جیسے تم اور تمہارے ساتھی کرتے ہیں، یعنی تم میں سے ایک بیٹھ جاتا ہے اور اس کے ارد گرد لوگ جمع ہوتے ہیں اور وہ خطبہ دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ تو جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تو حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے تھے، قرآن پڑھتے تھے، فرائض اور سنن سیکھتے تھے۔ (مجمع الزوائد)

## تربیت

(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بیوی کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی قریب سے گزرا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا وہ حاضر ہوا تو اس سے فرمایا: اے شخص! یہ میری فلاں بیوی ہے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہؐ! کسی اور شخص کے متعلق بدگمانی کرنا تو میرے لیے ممکن ہے لیکن آپؐ کے متعلق تو کسی قسم کی بدگمانی نہیں کی جا سکتی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی مانند دوڑتا ہے۔ (مسلم)

## تربیت

(۲)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص،

اٹھ کر چل دیا تو آپؐ نے فرمایا کاش! کہ تم اس آدمی کو زردی کے دھو دینے کا حکم دیتے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی عادت تھی کہ کسی کی مواجہت میں کوئی ایسی چیز آپؐ نہیں کہتے تھے جو اس کو ناپسند ہو۔ (ابوداؤد۔ نسائی۔ الترمذی فی الشمائل۔ مسند احمد)

ہمیں جانوروں پر شفقت کرنے کی تعلیم دی گئی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم (بعض صحابہ کرامؓ) منزل پر اترتے تھے تو پہلے اونٹوں کا کجاوہ کھول لیتے تھے (تاکہ انہیں اذیت نہ ہو اور آرام ملے) پھر نماز پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد)

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف

## سلام و پیام

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہوتے اور ہمارے درمیان میں درخت حائل ہوجاتا پھر جب ہم ملتے تو ہمارا بعض، بعض کو سلام کرتا تھا۔ (الطبرانی۔ البخاری فی الادب)

## مصافحہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا ہمارا بعض، بعض کے لیے جھک سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، میں نے کہا کیا ہمارا بعض، بعض سے معانقہ کرسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا ہمارا بعض، بعض سے مصافحہ کرسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ (الدار قطنی و ابن ابی شیبہ، الکنز العمال)

## آدابِ ملاقات

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ! کیا جب ہم میں

سے ایک بھائی اپنے بھائی یا دوست سے ملے کیا اس کے لیے جھک جائے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، پوچھا کیا اسے چمٹالے اور اس کا بوسہ لے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، اس نے دریافت کیا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ـــــ رزینؒ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس قول کے بعد کہ کیا اس کا بوسہ لے اور اسے چمٹالے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ سفر سے آیا ہو۔ (ترمذی)

## معانقہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں ملتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔ (ترمذی)

## اُسے آگاہ کر دو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کے پاس تھے اتنے میں ایک اور صحابیؓ ادھر سے گزرے تو انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میں اس جانے والے کو دوست رکھتا ہوں، آپؐ نے اُن سے کہا کیا تم نے اس بات کی انھیں اطلاع دے دی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، آپؐ نے فرمایا تم انھیں اطلاع دو، چنانچہ یہ اس گزرنے والے سے ملے اور ان سے کہا میں تمہیں اللہ کے لیے دوست رکھتا ہوں انھوں نے جواب دیا تجھے وہ ذات دوست رکھے جس کی وجہ سے تو نے مجھے دوست رکھا ہے۔ (ابوداؤد)

## محبت رسولؐ کے نظارے

## مجھے خوشی ہوتی اگر میرے باپ کے بجائے، آپؐ کے چچا ہوتے۔

حضرت انسؓ سے حضرت ابوقحافہؓ کے اسلام لانے کے قصے میں روایت ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو قحافہؓ نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوں، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ رو دیے۔ حضورؐ نے پوچھا: تم کیوں روتے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ اگر آپؐ کے چچا کا ہاتھ ان کے ہاتھ کی جگہ ہوتا اور وہ اسلام لاتے اور اللہ تعالیٰ آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا مجھے زیادہ محبوب تھا بہ نسبت اس کے کہ جو ہو رہا ہے۔ (الحاکم۔ الاصابہ۔ ابو یعلی)

## جب آپؐ محفوظ ہیں

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ احد ہوا تو تمام اہلِ مدینہ انتہائی گم گشتہ ہو گئے (اور اس بدحواسی میں کہا) کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید کر دیے گئے۔ اور یہ خبر اتنی گرم ہوئی کہ رونے والیوں کی آوازیں مدینہ کے گوشہ گوشہ میں سنی جاتی تھیں یہ سن کر انصار کی ایک پردہ نشین عورت گھر سے نکلی اپنے باپ، اپنے بیٹے، اپنے شوہر اور اپنے بھائی کے سامنے سے گزر گئی، راوی کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ سب میں پہلے کس کے سامنے سے گزری؟ جب کبھی ان میں سے کسی ایک پر گزرتی پوچھتی یہ کون ہے؟ لوگ بتاتے یہ تیرا باپ ہے۔ یہ تیرا بھائی ہے، یہ تیرا شوہر ہے، یہ تیرا بیٹا ہے وہ دریافت کرتی کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہاں؟ اور کس حال میں ہیں؟ لوگ کہتے کہ تیرے آگے ہیں یہاں تک کہ حضورؐ کے پاس کسی طرح ریل پیل کر پہنچائی گئی، جاتے ہی آپؐ کے کپڑے کا کنارہ پکڑ لیا اس کے بعد کہا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں جب آپؐ محفوظ ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کون ہلاک ہوا! (الطبرانی)

## میرا سینہ، آپؐ کے لیے ڈھال کا کام دے گا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ غزوۂ احد میں حضورؐ کے سامنے ہو کر تیر چلاتے تھے اور آپؐ ان کے پیچھے ان کی اوٹ لیے ہوئے تھے اور یہ بہت بڑے تیر انداز تھے جب یہ تیر مارتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک بلند کرتے، دیکھتے کہ ان کا تیر کہاں

جاتا ہے؟ تو حضرت ابوذر اپنا سینہ اوراونچا کر دیتے اور کہتے یارسول اللہ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان جائیں، آپؐ اس طرح میری اوٹ سے کر دیجیے ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپ کو لگ جائے میرا سینہ آپؐ کے سینۂ مبارک کے آگے ہے، اور حضرت ابوطلحہؓ نے اپنے آپ کو حضورؐ کے سامنے فصیل کی طرح پر کر رکھا تھا اور فرماتے تھے کہ یارسول اللہ! میں قوی ہوں لہٰذا آپؐ مجھ کو اپنی ضروریات کے لیے بھیجیے اور جس چیز کو آپؐ چاہیں اس کا مجھے حکم دیجیے۔ (مسند احمد۔ ابن سعد)

## آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند، میری پسند

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر آئے اور ہم آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے ایک اونچا قبہ دیکھا دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ آپؐ کے اصحابؓ نے آپؐ سے بیان کیا یہ فلاں انصاری آدمی کا ہے، راوی کہتے ہیں آپؐ خاموش رہے اور اس بات کو اپنے دل میں رکھ لیا جب وہ قبہ والے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لوگوں کے مجمع میں آپؐ کو سلام کیا، آپؐ نے ان سے چہرۂ مبارک پھیر لیا۔ اسی طرح کئی مرتبہ اتفاق ہوا، وہ صحابیؓ اس بات کو جان گئےؓ کہ آپؐ ان پر ناراض ہیں اور اسی وجہ سے ان سے اعراض فرمایا ہے اس بات کی شکایت اپنے ساتھیوں سے کی کہ خدا کی قسم میں حضورؐ کا رخ اپنے سے متغیر پاتا ہوں، ساتھیوں نے بتایا کہ آپؐ نکلے تھے، تمہارا قبہ دیکھا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں وہ صحابیؓ اپنے قبہ کی طرف واپس گئےؓ اور مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اس قبہ کو نہ دیکھا تو دریافت فرمایا کہ وہ قبہ کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ والے نے آپؐ کے اعراض کرنے کی ہم سے شکایت کی، ہم نے اسے بتایا تو اس نے وہ قبہ ڈھا دیا، آپؐ نے فرمایا سن لو ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال ہے مگر وہ عمارت نہیں جس کی ضرورت سخت ہو۔

(ابوداؤد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپؐ نے جب اس قبہ کو نہ دیکھا۔ اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ سے بتایا گیا کہ مالک

نے اسے ڈھا دیا جب کہ آپؐ کی ناراضگی کی اطلاع اُسے ملی۔ آپؐ نے فرمایا :
اس پر اللہ رحم فرمائے ، اس پر اللہ رحم کرے۔ (ابن ماجہ)

## جو چیز آپؐ کو پسند نہیں ہمیں بھی پسند نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارک میں ایک روز چاندی کی انگوٹھی دیکھی، لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہنیں، آپؐ نے انگشتری نکال دی تو لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں سے انگشتری نکال دیں۔
(بخاری۔ ابو داؤد)

## انسؓ! شراب کے مٹکے کو توڑ ڈالو۔

عبداللہ بن ابو طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضرت ابو طلحہؓ انصاری، حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور حضرت ابی بن کعبؓ کو فضیخ نامی شراب پلا رہا تھا جو کھجوروں سے بنتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص نے آکر کہا کہ شراب حرام فرمادی گئی ہے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ اے انسؓ! کھڑے ہو کر ان مٹکوں کو توڑ دو۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے لوہے کا اپنا ایک دستہ لیا اور مٹکوں کے نیچے مار مار کر سارے توڑ دیے۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز شراب حرام ہوئی ہے اس روز میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ یہ شراب کشمش اور کھجوروں کی جوش کھائی ہوئی شراب تھی۔ یکایک ایک منادی کی آواز سنائی دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے مجھ سے کہا: باہر جا کر دیکھو، کس بات کی منادی ہے۔ میں نے باہر جا کر دیکھا تو منادی یہ کہہ رہا تھا "سُن لو! شراب حرام کر دی گئی"۔ اس اعلان کے بعد مدینہ کی گلی کوچوں میں شراب بہنے لگی حضرت ابو طلحہؓ نے مجھ سے کہا "تم بھی شراب کو باہر لے جا کر بہادو"۔ چنانچہ میں نے شراب کو بہادیا۔ بعض لوگ جن کے پیٹوں میں شراب تھی اس کے نشہ میں کہہ رہے تھے فلاں شخص مارا گیا، فلاں شخص کو قتل کر دیا گیا ـــــ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا و

اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت ثمّ اتقوا وآمنوا ثمّ اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین

(المائدہ)

جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انھوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی بشرطیکہ وہ آئندہ ان چیزوں سے بچے رہیں جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں پھر جس جس چیز سے روکا جائے اس سے رکیں اور جو فرمانِ الٰہی ہو اسے مانیں پھر خدا ترس لوگوں کے ساتھ نیک رویہ رکھیں اللہ نیک کردار لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا: "انسؓ! شراب کے ان مٹکوں کو بہا دو۔ اس کے بعد لوگوں نے پھر شراب نہیں پی اور نہ کسی نے حکم شراب کی تحقیقات کی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں یعنی انسؓ، ابو طلحہؓ، ابو دجانہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابو ایوبؓ اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا۔

اور ایک روایت میں ابو عبیدہ بن جراحؓ کا نام بھی ہے جب اعلانِ حرمت حضرت ابو طلحہؓ نے سنا تو کہا "انس! شراب کے مٹکے کو توڑ ڈالو" میں نے اٹھ کر ایک پتھر مٹکے پر مارا اور وہ ٹوٹ گیا۔ (مسلم)

رسول اللہ پر جس نے کیا تھا طنز بتلاؤ
کہیں بھی سلسلہ ہے آج اس بدبخت ابتر کا

# دشمنانِ رسول

# اور اُن کا انجامِ بد

ابوجہل بن ہشام
ابن خطل
یہودی عورت
بیر معونہ کے شہدائے کے قاتل
نصرانی کاتب
دجّال (یہودیوں کا مسیح موعود)
ایک مشرک سردار

کاٹنے

# دُشمنانِ رسولؐ

## ابوجہل بن ہشام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کون ہے جو یہ دیکھے کہ ابوجہل کا کیا بنا؟ پس حضرت ابن مسعود گئے اور دیکھا کہ اسے عفراء کے دونوں بیٹوں نے اتنا زخمی کیا ہے کہ وہ سسکیاں لے رہا ہے۔ انھوں نے فرمایا: تو ابوجہل ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ پھر انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی، تو وہ کہنے لگا کہ جن آدمیوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا ان میں مجھ سے بڑھ کر کوئی ہے یا ان لوگوں میں کوئی ایسا ہے جس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو؟ احمد بن یونس کی روایت میں بھی اَنْتَ اَبُوجَہْل کا لفظ ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا:۔ کون ہے جو ابوجہل کو دیکھ کر اس کا حال بتائے؟ پس حضرت ابن مسعودؓ گئے اور اسے اس حالت میں پایا کہ حضرت عفراء کے دونوں بیٹوں کی ضربوں سے نڈھال ہو کر سسکیاں لے رہا تھا۔ پس انھوں نے اس کی داڑھی سے پکڑ کر فرمایا:۔ تو ہی ابوجہل ہے؟ کہنے لگا، جن آدمیوں کو ان کی قوم نے قتل کیا ہے کیا ان میں مجھ سے بڑھ کر کوئی ہے؟ یا جن کو تم نے قتل کیا ہے؟ (بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے روز کفارِ قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا حکم فرمایا تھا۔ چنانچہ ان گندے لوگوں کو ایک

کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ آپؐ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کسی قوم پر غلبہ حاصل ہوتا تو تین راتیں وہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ جب میدانِ بدر میں تیسرا روز آیا تو اپنی سواری کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپؐ کی اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ جب آپؐ چل پڑے تو صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کے پیچھے چل دیے اور ان حضرات کا بیان ہے کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ آپؐ کسی حاجت کے تحت جا رہے ہیں، یہاں تک کہ آپؐ اسی کوئیں کی منڈیر پر جا پہنچے اور ان لوگوں کے نام مع ولدیت لے کر مخاطب فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! کیا یہ بات تمہیں اچھی لگتی ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانتے۔ بے شک ہمارے رب نے ہم سے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا وہ ہمیں حاصل ہو گئی۔ بتاؤ جس چیز کا اس نے تمہارے لیے وعدہ کیا تھا وہ تمہیں مل گئی ہے یا نہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہؐ! آپؐ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن کے اندر روحیں نہیں ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ قتادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایک گونہ زندگی ڈالی، تاکہ وہ سنیں اور آپؐ کے ارشاد عالی سے ان کی بیخ کنی، ذلت، سزا اور حسرت وندامت کا اظہار ہو جائے۔ (بخاری)

# دشمنانِ رسول

## ابن خطل (عبداللہ بن خنظل مشہور شاتمِ رسولؐ)

ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتحِ مکہ کے روز جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سرِ اقدس پر خود رکھا ہوا تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص آکر عرض گزار ہوا کہ ابن خطل کعبے کے پردے سے لٹکا ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ امام مالکؒ

فرماتے ہیں کہ ہمارا تو یہ خیال ہے، آگے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز احرام باندھے ہوئے نہ تھے۔ (بخاری)

## یہودی عورت

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے حضورؐ کے سامنے ایک زہر آلود بکری پیش کی، آپؐ نے اس سے تناول فرمایا (زہر کا اثر محسوس ہونے کے بعد اس عورت کو طلب کیا) تو اس کو آپؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپؐ نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ میں نے آپ کو قتل کا ارادہ کیا تھا آپؐ نے فرمایا تجھے اللہ پاک میرے اوپر قابو دینے والا نہیں تھا، یا یوں فرمایا کہ تجھے اس بات پر قابو دینے والا نہیں تھا، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ حضورؐ کے حلق مبارک کے آخری حصہ پر جسے کوا کہتے ہیں اس کا اثر محسوس کرتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

## بیر معونہ کے شہداء کے قاتل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن تک ان کافروں پر جنھوں نے بیر معونہ کے مسلمانوں کو قتل کیا تھا بد دعا کرتے رہے اور قبائل رعلا۔ ذکوان۔ عیانؓ اور عصیہ کے لیے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی تھی خصوصیت سے بد دعا کی۔ (مسلم)

محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک ان لوگوں کے لیے بد دعا کی تھی جنھوں نے آپؐ کے صحابہؓ کو شہید کر دیا تھا جن کو قاری کہا جاتا ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی لشکر کے نقصان سے اتنا غمگین نہیں دیکھا جتنا غم زدہ ان ستر لوگوں کی شہادت سے دیکھا، جو بیر معونہ کے دن شہید ہوئے تھے اور جن کو قاری کہا جاتا تھا۔ حضورؐ ان کے قاتلوں کے لیے برابر ایک مہینہ تک بددعا کرتے رہے تھے۔ (مسلم)

## نصرانی کاتب

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنو نجار کا ایک آدمی تھا جس نے سورۂ بقرہ و آل عمران پڑھی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ وہ (مدینہ سے) بھاگ کر اہلِ کتاب لوگوں سے جا ملا۔ ان لوگوں نے اس کی بڑی خاطر و مدارت اور عزت کی اور کہنے لگے "یہ شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کاتب تھا" اور خوش ہوئے۔ تھوڑے دنوں بعد انہیں لوگوں سے خدا نے اس کو ہلاک کرا دیا۔ اور ان لوگوں نے گڑھا کھود کر اس کو دبا دیا۔ صبح کو زمین نے اس کی نعش کو منہ کے بل اوپر پھینک دیا۔ لوگوں نے پھر گڑھا کھودا اور اس کو دبا دیا۔ زمین نے پھر صبح کو اس کو نکال پھینکا۔ لوگوں نے پھر گڑھا کھودا اور دبا دیا۔ صبح کو پھر زمین نے اس کو نکال پھینکا۔ آخر لوگوں نے اس کو یوں ہی چھوڑ دیا۔ (مسلم)

## دجّال

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دجال مدینہ اور مکّہ کے علاوہ ہر شہر کو تہس نہس کر دے گا وہاں داخل ہونے کے جتنے بھی راستے ہیں ان پر فرشتے صف بستہ حفاظت کے لیے مامور ہوں گے۔ پھر مدینہ کی زمین اپنے باسیوں پر تین مرتبہ لرزے گی (جس سے) اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو وہاں سے نکال دے گا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے سُن لو تمہارا پروردگار یک چشم نہیں ہے۔ دجال کی آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوگا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی ایک آنکھ پھولی ہوگی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھ لے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے حروف بھی بیان کیے اور فرمایا ک ف ر۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے ہو جائیں گے جو طیلسان پہنے ہوں گے۔ (مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ میں آئے گا تو دیکھے گا کہ فرشتے اس کی چوکیداری کر رہے ہیں۔ اس کی حفاظت کی وجہ سے نہ تو مدینہ میں طاعون داخل ہوگا اور نہ دجال ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(ترمذی)

## ایک مشرک سردار

البیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ ایک مشرک سردار نے کہا وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے، چاندی کا یا تانبے کا۔؟ یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا۔ ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی ویرسل

الصواعق الآلیۃ ۔ (الخصائص الکبریٰ فی معجزات خیرالوریٰ ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ)

آپ نے سرورِ کائنات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک، صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ زندگی کے حالات اور دشمنانِ رسول کے انجامِ بد کی کیفیت حضرت انس بن مالکؓ کی زبانی سُنی۔ اب قرآن مجید کی منتخب آیات کی تفسیر انہی کی زبانی سُنیے جو انھوں نے سرکارؐ کی زبانِ مبارک سے سُنی۔ (ابن عبدالشکور)

قرآن مجید کو نازل ہوتے ہوئے

# انس رضؓ نے دیکھا

# انس رضؓ نے سُنا

اور

# اور اب ہمیں سنا رہے ہیں

# پیارے خُدا کی پیاری باتیں

ترا نطق وحیٔ یزداں، تری بات شرحِ قرآں
ترا نام دل کی تسکیں، ترا ذِکر راحتِ جاں
(ماہر القادری)

## گناہ عظیم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ آدمی کا مسجد سے گندگی صاف کرنا تک پیش کیا گیا۔ اور میرے سامنے میری امت کے گناہ بھی پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اسے بھول گیا ہو۔ (ترمذی)

## قرآن کا دل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے اور جس نے سورۂ یٰسین پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے سے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھے گا۔ (ترمذی)

## سورۂ زلزال سورۂ کافرون سورۂ اخلاص کا اجر و ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورہ اِذَا زُلْزِلَت (سورۂ زلزال) پڑھی وہ اس کے لیے نصف قرآن کے برابر کی گئی یعنی اس کا ثواب نصف قرآن کے برابر ہے۔

اور جس نے سورۂ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْن پڑھی وہ اس کے لیے چوتھائی قرآن کے برابر کی گئی۔

اور جو کوئی سورۂ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ (سورۂ اخلاص) پڑھے گا۔ اس کو تہائی قرآن کے برابر ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

# جب اتنی بڑی دولت تمہارے پاس ہے

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں کیا تم نے شادی کرلی۔ اس نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میں نے شادی نہیں کی اور نہ شادی کرنے کے لیے میرے پاس روپیہ پیسہ ہے کہ مہر ادا کرسکوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ نہیں ہے (یعنی کیا سورۂ اخلاص یاد نہیں) اس نے عرض کیا۔ حضورؐ! یہ تو میرے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ تو قرآن کی تہائی ہوئی۔ پھر فرمایا کیا تمہارے پاس اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ نہیں؟ (یعنی کیا تمہیں سورۂ نصر یاد نہیں؟) اس نے عرض کیا حضورؐ! یہ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ قرآن کی چوتھائی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ نہیں؟ (یعنی کیا تمہیں سورۂ کٰفرون یاد نہیں؟) اس نے عرض کیا حضورؐ یہ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی قرآن کی چوتھائی ہے۔ پھر پوچھا کیا تمہارے پاس اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ نہیں؟ (یعنی کیا تمہیں سورۂ زلزال یاد نہیں؟) اس نے عرض کیا یہ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ بھی قرآن کی چوتھائی کے برابر ہے (لہٰذا تم) شادی کرلو۔

یعنی اگر تمہارے پاس روپیہ پیسہ نہیں کہ کسی کا مہر ادا کرو تو جتنا قرآن مجید تمہیں یاد ہو وہ کسی عورت کو سکھا دو اور اس صورت میں مہر ادا کرکے شادی کرلو۔ (ترمذی)

# سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزانہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ دوسو مرتبہ پڑھے گا۔ اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو (یعنی اگر اس پر کسی کا قرض ہے تو اس صورت میں معاف نہ ہوں گے) نیز اسی طریقۂ اسناد سے رسول اللہؐ سے روایت ہے کہ جو اپنے بستر پر سونے کا

ارادہ کرے۔ اور داہنی کروٹ سوئے۔ پھر "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سوبار پڑھے تو جب قیامت ہوگی تو اس دن باری تعالیٰ عزّ اسمہ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو اپنے دائیں طرف (یعنی بہتر مقام کی طرف) جنت میں داخل ہو۔ (ترمذی)

۲

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص مسجد قبا میں ہم لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ جب (سورۂ فاتحہ کے بعد) کوئی سورت پڑھنے لگتا تو ابھی یہ سورت نہ پڑھتا بلکہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سے شروع کرتا۔ جب اس سے فارغ ہوتا تب وہ سورت پڑھتا۔ (جو وہ پڑھنا چاہتا) اسی طرح ہر رکعت میں ایسا ہی کرتا۔ کہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کے بعد کوئی سورت پڑھتا۔ اس کے ساتھیوں نے ایک دن اس سے کہا کہ تم یہ سورت پڑھتے ہو پھر تم سمجھتے ہو کہ یہ سورت کافی نہیں (یعنی تم جو پہلے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھ کر پھر کوئی اور سورت بھی پڑھتے ہو تو کیا صرف "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کو تم کافی نہیں سمجھتے ہو؟) اس وجہ سے اس کے ساتھ ایک اور سورت پڑھتے ہو۔ اب سے تم ایسا کیا کرو کہ صرف "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا کرو۔ اور یا کوئی دوسری سورت پڑھ دیا کرو (ان دونوں کو جمع نہ کیا کرو) امام نے جواب دیا میں تو اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ یہ پڑھتے ہوئے تمہاری امامت کروں تب تو میں تمہاری امامت کرتا ہوں۔ اور اگر تم لوگوں کو میرا یہ طریقہ ناپسند ہے تو میں تمہیں (یعنی تمہاری امامت) چھوڑ دوں گا (لیکن اس طریقہ کو نہیں چھوڑوں گا) وہ لوگ چونکہ اس امام کو اپنے میں سب سے اچھا اور افضل سمجھتے تھے۔ اس لیے انھوں نے یہ بُرا سمجھا کہ اس کے سوا کوئی اور ان کی امامت کرے۔ جب رسول اللہؐ ان کے پاس تشریف لائے تو ان لوگوں نے حضورؐ سے تمام حال کہہ سنایا (رسول اللہؐ نے (امام سے) فرمایا تمہارے ساتھی جیسا تمہیں کہتے ہیں ویسا تم کس لیے نہیں کرتے اور کونسی چیز ہے جو تمہیں اس سورت کے پڑھنے پر (اس درجہ اصرار کے ساتھ) مجبور کرتی ہے؟ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! بات یہ ہے کہ مجھے اس سورت (یعنی "قُلْ هُوَ اللّٰهُ") سے محبت ہے

یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا۔ بیشک اس کی محبت نے تمہیں بہشت میں داخل کردیا۔ (ترمذی)

۳

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں سورۃ قُلْ ھُوَاللّٰہُ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ بیشک تمہارا اس سے محبت رکھنا تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ (ترمذی)

نَزَلَ الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِ قُرَیْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْاٰناً عَرَبِیًّا بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ۔

قرآن کریم قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ قرآناً عربیاً سے یہی عربی زبان مراد ہے جو بالکل واضح ہے۔

## قرآن قریش کی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن العاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو بلایا، پس انھوں نے قرآن کریم کو مصاحف کی شکل میں لکھا۔ حضرت عثمانؓ نے قریش کے تینوں آدمیوں کی جماعت سے فرمایا کہ جب کسی لفظ کے بارے میں تمہارے اور زید بن ثابتؓ کے درمیان اختلاف واقع ہو تو قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید ان کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس انھوں نے ایسا ہی کیا۔ (بخاری)

## نزولِ وحی

ابن شہاب کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر آپؐ کے وصال سے پہلے متواتر وحی بھیجنی شروع کردی یہاں تک کہ وصال کے قریب وحی بہت زیادہ آنے لگی تھی اور پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

# قرآن والے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ؟!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن والے کہ وہ اللہ کے اہل (گھر کے لوگ) ہیں اور خواص۔ (الحاکم، النسائی، ابن ماجہ)

# قرآن کی تلاوت کرنے والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ جو صاحبِ ایمان قرآن کریم پڑھے اور اس کے مطابق عمل کرے تو اس کی مثال سنگترے جیسی ہے جس کا ذائقہ اچھا اور خوشبو بھی اچھی ہے۔ جو مومن قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے لیکن اس کے مطابق عمل کرے گویا وہ کھجور کی طرح ہے، جس کا ذائقہ اچھا ہے لیکن خوشبو نہیں ہوتی۔ منافق جو قرآن کریم پڑھتا ہے اس کی مثال گلِ ریحان جیسی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور منافق جو قرآن مجید نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن (تمہ) جیسی ہے جس کا ذائقہ کڑوا یا خراب ہوتا ہے اور اس کی بُو بھی کڑوی ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری)

# سُورۃ البقرہ

## وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دو سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اہلِ ایمان جمع ہو کر کہیں گے کہ ہم اپنے پروردگار کی

بارگاہ میں کسی سے شفاعت کروائیں۔ پس یہ حضرت آدمؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، آپ کے لیے فرشتوں سے سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے، لہٰذا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں، تاکہ ہمیں راحت ملے اور اس مصیبت سے نجات پائیں۔ وہ فرمائیں گے کہ تمہارا یہ کام مجھ سے نہیں نکلے گا۔ مجھے اپنی لغزش یاد ہے جس کے باعث میں شرمسار ہوں۔ تم حضرت نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ ایسے رسول ہیں جنہیں زمین والوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا تھا۔ پس یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے، وہ فرمائیں گے کہ تمہاری یہ غرض مجھ سے پوری نہیں ہوگی۔ پھر اپنے اس سوال کو یاد کریں گے جو اپنے رب سے کیا اور جس کا انہیں علم نہ تھا، پس اس پر شرمسار ہو کر فرمائیں گے کہ تم اللہ کے خلیل کی خدمت میں چلے جاؤ۔ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوگا تم حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں جاؤ۔ وہ ایسے خاص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہم کلامی کا شرف بخشا اور انہیں توریت عطا فرمائی۔ پس یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکے گا اور انہوں نے بغیر کسی وجہ کے جو ایک آدمی کو مار ڈالا تھا اسے یاد کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرمائیں گے۔ پھر فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اللہ کا ایک کلمہ اور اس کی جانب کی روح ہیں۔ وہ بھی فرمائیں گے کہ تمہارا کام مجھ سے نہیں نکلے گا۔ تم محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ وہ ایسے خاص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلوں کے اور ان کے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ پس میں سب کو لے کر بارگاہ خداوندی کی طرف چل پڑوں گا، یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دے دی جائے گی، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا، پھر سجدے میں رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مجھ سے فرمایا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور مانگو

نہیں دیا جائے گا، کہو سنا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمدیں بیان کروں گا جن کی مجھے تعلیم فرمائی جائے گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا، جس کی میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی تو میں ایک گروہ کو جنت میں داخل کر کے واپس لوٹ آؤں گا۔ پھر میں اپنے رب کو دیکھ کر حسب سابق کروں گا۔ حکم ہوگا کہ شفاعت کرو اور میرے لیے ایک حد مقرر فرمادی جائے گی تو میں دوسرے گروہ کو جنت میں داخل کر کے واپس لوٹ آؤں گا۔ پھر تیسری دفعہ اسی طرح واپس آؤں گا۔ پھر چوتھی مرتبہ اسی طرح واپس لوٹوں گا۔ اس کے بعد میں کہوں گا کہ اب جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنھیں قرآن کریم نے روک رکھا ہے اور جن پر ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ قرآن مجید روکنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ (صحیح بخاری)

## وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى کی تفسیر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی یا میرے رب نے تین باتوں میں میری موافقت فرمائی، میں عرض گزار ہوا کہ کیا ہی اچھا ہوتا جو مقام ابراہیم پر نماز پڑھتا۔ (۲) ایک دفعہ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس بھلے برے سب آتے ہیں، پس آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حجاب کی آیت نازل فرمادی (۳) اور مجھے یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج مطہرات سے کچھ شکر رنجی ہو گئی ہے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اگر آپ نے انھیں ناراض کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے آپ سے بہتر مدارات کرنے والی عورتیں تبدیل فرمادے گا۔ اس پر حضورؐ کی ایک زوجۂ مطہرہ فرمانے لگیں کہ اے عمرؓ! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو نصیحت

نہیں فرماتے کہ آپ سمجھانے لگے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ الآیۃ
ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے۔
(سورۃ التحریم، آیت ۵)۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کاش! ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی (ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ میں سے کوئی حصہ نماز کی جگہ بناؤ) (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کاش! آپ مقام ابراہیم میں نماز کی جگہ بناتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی۔ (ترمذی)

## اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ کی تفسیر

عاصم احول کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا و مروہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ یہ دونوں جاہلیت کے شعائر تھے مگر جب اسلام آیا تو ہم لوگوں نے ان سے پرہیز کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ (بیشک صفا و مروۃ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جس نے نیکی نفلی طور پر کی تو بیشک اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے) پھر فرمایا کہ یہ دونوں نفل ہیں اور اگر کوئی نفل نیکی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ (بخاری۔ ترمذی)

## یسئلونك عن المحیض کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان کی عورتوں کو ماہواری آتی ہے تو اُن کو بالکل علاحدہ کر دیتے ہیں۔ نہ ان کے ساتھ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں اور نہ گھروں میں ان کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں تو اس کے بارے میں رسول اللہؐ سے دریافت کیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی (لوگ آپؐ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپؐ فرما دیجیے کہ وہ ایک گندی اور تکلیف دہ چیز ہے) چنانچہ رسول اللہؐ نے ان لوگوں کو حکم فرمایا کہ ان عورتوں کے ساتھ کھائیں پئیں اور ان کے ساتھ گھروں میں رہیں۔ یہ سب کچھ کریں۔ مگر صرف جماع نہ کریں (بوسہ لینا بھی جائز ہے)۔ یہ (حکم) سُن کر یہودیوں نے کہا۔ یہ ہمارے کسی امر میں مخالفت کیے بغیر نہیں رہنا چاہتے۔ راوی کہتے ہیں کہ عبادؓ بن بشیر اور اسید بن حضیرؓ (دونوں) رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کی خبر دی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا ہم ان عورتوں سے جماع نہ کریں۔ یہ سُن کر رسول اللہؐ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں کو گمان ہوا کہ حضورؐ ان دونوں پر غضب ناک ہو گئے ہیں وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں کے سامنے سے دودھ کا ہدیہ آیا (یعنی یہ دونوں واپس جا رہے تھے) اور کوئی شخص حضورؐ کے لیے دودھ لا رہا تھا) رسول اللہؐ نے ان کے پیچھے کسی شخص کو بھیج کر ان کو بلایا۔ اور وہ (دودھ) ان دونوں کو پلایا۔ اب ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضورؐ ان دونوں پر غضبناک نہ تھے۔ (بلکہ تنبیہ کے طور پر وہ ایک وقتی خفگی تھی) (ترمذی)

## کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (جب مقتول کے وارث دیت پر راضی نہ ہوں تو) اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی ربیع نے کسی عورت کا سامنے کا ایک دانت توڑ دیا۔ ادھر سے رشتہ داروں نے اس عورت سے معافی چاہی تو اس کے رشتہ داروں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے اور قصاص کے سوا اور کسی بات پر راضی نہ تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا۔ اس پر حضرت انس بن نضر (ان کے بھائی) عرض گزار ہوئے:۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ربیع کا سامنے کا دانت توڑا جائے گا؟ قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انسؓ! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔ اسی دوران وہ لوگ معاف کر دینے پر رضامند ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو سچی کر دیتا ہے۔ (صحیح بخاری)

# سُورۃ آلِ عمران

## لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی تفسیر

تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار مدینہ میں حضرت ابو طلحہؓ کے پاس سب سے زیادہ کھجوروں کے باغات تھے اور سارے اپنے باغات میں انہیں بیرحا باغ سب سے پسند تھا جو مسجدِ نبوی کے سامنے تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس میں گاہے گاہے تشریف لے جاتے اور اس کا خوشگوار پانی نوش فرمایا کرتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی، تم ہر گز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو (آیت ۹۲) تو حضرت ابو طلحہؓ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے:۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک ہر گز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی

پیاری چیز خرچ نہ کرد اور مجھے اپنی ساری جائیداد میں بیرحا باغ سب سے پسند ہے یہ میں راہِ خدا میں صدقہ دیتا ہوں اس امید پر کہ بھلائی کو پالوں اور یہ اللہ کے پاس میرا توشۂ آخرت بن جائے۔ لہٰذا یارسول اللہ! آپ رضائے الٰہی کے مطابق جیسے چاہیں اسے خرچ فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ سودا تو بڑے فائدے کا ہے یہ سودا تو بہت منافع بخش ہے جو تم نے کہا وہ میں نے سن لیا مگر میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے قرابت داروں کو دے دو۔ حضرت ابو طلحہؓ عرض گزار ہوئے:۔ یارسول اللہ! میں اس حکم کی تعمیل کروں گا پس حضرت ابو طلحہؓ نے وہ اپنے اقارب اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ کی روایت میں ہے کہ یہ مال منافع بخش ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے امام مالک کے سامنے یوں پڑھا کہ یہ فائدہ دینے والا مال ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت ابو طلحہؓ نے بیرحا باغ سے) حضرت حسان اور حضرت ابی بن کعب کو حصّہ دیا مگر میں ان کی نسبت زیادہ قریب تھا لیکن مجھے اس میں سے کچھ بھی نہ دیا۔ (بخاری)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (تم ہرگز نیکی و بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی محبوب اور پیاری چیزوں میں سے خرچ نہ کرو) نازل ہوئی یا جب یہ آیت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے) تو حضرت ابو طلحہؓ نے (حضورؐ سے) عرض کیا (اور ان کے پاس ایک باغ تھا) انھوں نے کہا یارسول اللہ! میرا باغ اللہ کے لیے (وقف) ہے۔ اور اگر میں اس کو پوشیدہ (طور پر ہبہ) کر سکتا تو اس کا اعلان و اظہار نہ کرتا آپؐ نے فرمایا اس کو اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ (ترمذی)

## لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ کی تفسیر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اُحد کی لڑائی کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کا دانت شہید ہوگیا اور آپؐ کا چہرۂ اقدس زخمی ہوا۔ اس طرح کہ پیشانی کے زخمی ہوجانے سے چہرۂ انور پر خون بہہ نکلا۔ آپؐ نے فرمایا وہ قوم کس طرح فلاح پائے گی جس نے اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے حالانکہ وہ ان لوگوں کو اللہ کے رستہ کی طرف بلاتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ (اس امر میں آپ کا کوئی دخل نہیں کہ یا ان کو مقبول توبہ کی توفیق دے اور یا ان کو عذاب دے کہ وہ ظالم ہیں)۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس زخمی ہوا۔ آپؐ کا رباعی دانت شہید کر دیا گیا اور ایک تیر آپ کے مونڈھے پر لگا چہرۂ انور پر خون بہنے لگا آپؐ اس کو پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے وہ امت کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ سلوک کیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الخ اے محمد! تمہیں اس بارے میں کوئی اختیار نہیں خدا چاہے تو ان کے حال پر مہربانی کرے اور اگر چاہے تو انھیں عذاب دے کہ یہ لوگ ظالم ہیں) (ترمذی)

## اَمَنَةً نُّعَاسًا کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا: جنگِ اُحد کے روز جب کہ ہم میدانِ جنگ میں تھے تو ہم پر نیند طاری ہوگئی، چنانچہ میری تلوار میرے ہاتھ سے گر پڑتی تھی میں اسے پکڑتا تو پھر گر پڑتی اور پھر اٹھاتا۔ (صحیح بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ احد کے دن میں سر اٹھا کر دیکھنے لگا اس دن تمام کے تمام اونگھتے اونگھتے اپنی ڈھال کے نیچے جھک رہے تھے اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا الخ پھر اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر غم کے بعد امن اتارا کہ تم اونگھنے لگے۔ الخ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اُحد کے دن اونگھ نے ہم لوگوں پر غلبہ پالیا ہم لوگ لڑائی کی صفوں میں تھے۔ میں بھی انہی لوگوں میں تھا جن پر اونگھ کا غلبہ تھا۔ میری تلوار ہاتھ سے گری پڑتی تھی۔ میں پکڑ لیتا۔ پھر گر پڑتی اور میں پھر پکڑ لیتا اور دوسرا گروہ منافقوں کا تھا۔ ان کو صرف اپنی جان کی فکر تھی۔ یہ سب سے زیادہ بزدل، سب سے زیادہ مرعوب اور سب سے بڑھ کر حق کا ساتھ چھوڑنے والی قوم تھی۔ (ترمذی)

# سورۂ نساء

## اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ الخ کی تفسیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبائر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

والدین کی نافرمانی کرنا۔

خون کرنا۔

اور جھوٹ بولنا۔ (یہ چند کبائر ہیں) (ترمذی)

# سورۂ المائدہ

## اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ کی تفسیر

شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک اور شیطانی کام ہیں۔

عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے

کہ ہمارے پاس کھجور کی شراب کے سوا اور کوئی شراب نہ تھی جس کو فضیخ کہا جاتا تھا میں کھڑا ہو کر حضرت ابو طلحہؓ اور فلاں فلاں حضرات کو شراب پلا رہا تھا کہ اسی دوران میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کیا آپ لوگوں تک خبر نہیں پہنچی؟ پینے والوں نے پوچھا کس چیز کی؟ اس شخص نے کہا کہ شراب حرام فرما دی گئی ہے وہ کہنے لگے کہ اے انسؓ! یہ مٹکا بہا دو۔ راوی کا بیان ہے کہ کسی نے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا اور نہ یہ خبر ملنے کے بعد کسی نے پھر شراب پی۔ (صحیح بخاری)

## لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا کی تفسیر

جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ انھوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور نیک رہیں (آیت ۹۳)

ثابت نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شراب پھینکی گئی وہ فضیخ تھی اور محمد نے ابو نعمان سے یہ بھی روایت کی ہے کہ اس روز حضرت ابو طلحہؓ کے دولت کدے پر میں (حضرت انسؓ) لوگوں کو شراب پلا رہا تھا تو شراب کی حرمت نازل ہو گئی پھر ایک ندا کرنے والے کو منادی کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ باہر نکل کر تو دیکھو کہ یہ کیسی آواز ہے؟ میں باہر گیا اور (آکر) بتایا کہ منادی یوں ندا کر رہا ہے کہ شراب حرام فرما دی گئی ہے انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے پھینک دو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں اس روز شراب بہہ رہی تھی اور ان دنوں فضیخ نامی شراب زیادہ استعمال کی جاتی تھی۔ بعض لوگوں (یہودیوں) نے کہا کہ مسلمانوں کے جو آدمی مارے گئے ہیں ان کے شکموں میں تو شراب تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:- جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ انھوں نے چکھا جب کہ وہ ڈریں اور نیک رہیں (آیت ۹۳)

(بخاری)

## يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ اس طرح کا خطبہ ہم نے پہلے کبھی نہیں سُنا تھا۔ فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو یقیناً تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے چہروں کو چھپا لیا اور رونے کی آواز آنے لگی پھر ایک آدمی نے دریافت کیا کہ حضورؐ! میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ فلاں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں (آیت ۱۰۱)

(صحیح بخاری۔ ترمذی)

# تفسیر سُورۃ اعراف

## فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا کی تفسیر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا (تو جب اس کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ گر ہوا تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا) حمادؒ نے کہا اس طرح اور سلیمان رحمہ اللہ نے انگوٹھے کا کنارا داہنے ہاتھ کی انگلی کے پورو ے پر رکھا (یعنی اللہ کا نور چھنگلی کے آدھے پورو ے کے برابر ظاہر ہوا تھا) راوی کہتے ہیں کہ (بس اتنی تجلّی سے) پہاڑ دھنس گیا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(ترمذی)

# سورۃ انفال

## فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً کی تفسیر

اور جب بولے کہ اے اللہ! اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا، یا کوئی دوسرا دردناک عذاب ہم پر لے آ۔ (آیت ۳۲)

عبدالحمید بن کُردید صاحب الزیادی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "اے اللہ! اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا کوئی دوسرا اور دردناک عذاب ہم پر لے آ"! اس پر یہ وحی نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الاٰيَةَ۔

اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں ہے جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں ورنہ انھیں کیا سرخاب کے پَر لگے ہوئے ہیں کہ اللہ انھیں عذاب نہ کرے حالانکہ وہ مسجدِ حرام سے روک رہے ہیں (آیت ۳۲ تا ۳۴)۔ (صحیح بخاری)

## وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ کی تفسیر

عبدالحمید صاحب الزیاد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ابوجہل نے کہا:۔ اے اللہ! اگر یہی (قرآن) تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا ہم پر اور کوئی دردناک عذاب لے آ۔ (آیت ۳۲) اس پر یہ وحی نازل ہوئی اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ

انھیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش کے لیے دُعا مانگتے رہیں۔

(بخاری)

# سُورۂ برائت کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ برأت دے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مکہ بھیجا۔ پھر ان کو واپس بلا لیا اور فرمایا کہ میرے گھر والوں کے سوا کسی اور کو نہ پہنچانا چاہیے (یہ کام میرے گھر والوں کا ہے کہ وہ میری طرف سے سُورۂ برأت کا اعلان مشرکین کو سنائیں) یہ فرمایا۔ اور حضرت علیؓ کو بلا کر ان کے حوالہ کیا کہ تم اس کو پہنچا دو۔ کیونکہ تم میرے اہلِ بیت میں سے ہو۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیرِ حج مقرّر فرما کر مکّہ روانہ کیا۔ آپ کی روانگی کے بعد سورۂ برأت نازل ہوئی جس میں اس حجِ اکبر کے موقع پر سنانے کے لیے ایک اعلان تھا جس کا تعلّق معاہدوں کے میعادِ اختتام وغیرہ سے تھا۔ آپؐ نے یہ اعلان حضرت علیؓ کے سپرد کیا کہ وہ وہاں جا کر یہ اعلان مجمعِ عام میں سنا دیں، حضرت علیؓ یہ تحریر لے کر وہاں پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیسے آئے؟ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے یہ اعلان میرے سپرد فرمایا ہے اس کو سنانے آیا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے مزید وضاحت دریافت کی کہ کیا آپ کو انھوں نے امیر مقرّر فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں۔ صرف یہ اعلان کروانے بھیجا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے مجمعِ عام میں بیان کیا کہ میں رسول اللہؐ کا فرستادہ ہوں اور آپ کی طرف سے یہ اعلان لایا ہوں۔ وہ اعلان سورۂ برأت کی ابتدائی آیات تھیں۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ ان جملوں کی منادی کرتے رہے جب وہ تھک گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اٹھ کر ان کی منادی کی۔

(ترمذی)

## ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی تفسیر

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں تھا۔ میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے تو عرض گزار ہوا:۔ یا رسول اللہؐ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدم اٹھائے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ حضورؐ نے فرمایا:۔ ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اللہ تعالیٰ جن کا تیسرا ہو۔ (صحیح بخاری)

# تفسیر سورۂ ابراہیم

## مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تازہ کھجوروں کا طباق لایا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا (پاک کلمہ (یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) کی مثال ایسے پاک اور عمدہ درخت کی سی ہے جس کی جڑ (زمین میں مضبوطی کے ساتھ گڑی ہوئی ہے اور اس کی شاخیں (اتنی بلند ہیں کہ) آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ اللہ کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے) حضورؐ نے فرمایا۔ یہ خرمے کا درخت ہے۔ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (اور خبیث کلمہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی خبیث درخت ہو۔ اور (اتنا کمزور) کہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھیڑ لیا جائے۔ اس میں کوئی مضبوطی اور پائیداری نہ ہو) حضورؐ نے فرمایا۔ اس سے اندرائن وحنظل کا درخت مراد ہے۔ (ترمذی)

# تفسیر سورۂ حجر

## لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ الخ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا کَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ان اعمال کے متعلق ضرور باز پرس کریں گے جو وہ کرتے تھے) فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے متعلق آیت مذکورہ کے اندر اعمال کی باز پرس کا ذکر آیا ہے۔ اس میں ضمناً بت پرستی وغیرہ بھی آجاتی ہے۔ (ترمذی)

# سورۂ نحل

## وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ کی تفسیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگا کرتے تھے:

اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

اے اللہ! میں بخل سے، سستی سے نکمے پن کی عمر سے، قبر کے عذاب سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

# سورۂ بنی اسرائیل

## سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا الخ کی تفسیر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی

تھی (یعنی معراج ہوئی) آپؐ کے پاس زین کسا ہوا لگام کے ساتھ براق لایا گیا۔ اس نے آپؐ کا اپنے اوپر سوار ہونا دشوار کر دیا (یعنی وہ بدکنے لگا) حضرت جبریلؑ نے اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ گستاخی کرتا ہے۔ تجھ پر اب تک کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپؐ سے زیادہ بزرگ و محترم ہو۔ یہ سنتے ہی براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (ترمذی)

# سورۂ مومنون

## اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت رُبیع بنت نضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ ان کے بیٹے حارثہؓ بن سراقہ تھے۔ یہ جنگ بدر میں تیر کا نشانہ بنے۔ نہ معلوم وہ کس نے پھینکا تھا۔ انھیں آ کر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ حضرت رُبیعؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حارثہؓ کے متعلق خبر دیجیے۔ اگر اس کا انجام بخیر ہوا اور اس نے اچھی چیز پائی تو میں امید رکھوں اور صبر کروں۔ اور اگر اس کا انجام اچھا نہ ہوا اور اس نے اچھی چیز نہ پائی تو میں دعا میں کوشش کروں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جنت میں (مختلف درجوں کی) بہت سی جنتیں ہیں اور تیرے بیٹے نے (ان جنتوں میں سے) فردوسِ اعلیٰ پایا۔ اور فردوس بہشت کا بلند حصہ ہے۔ اور بہشت کے عین درمیان میں ہے۔ اور بہشت میں سب سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

## اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا کی تفسیر۔

وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے ان کے منہ کے بل، ان کا ٹھکانہ سب سے برا اور وہ سب گمراہ۔ (آیت ۳۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض گزار ہوا۔ یا نبی اللہ! کیا کافر کو قیامت میں منہ کے بل چلایا جائے گا؟ فرمایا: جو ذات دنیا میں پیروں سے چلاتی ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت میں منہ کے بل چلائے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمارے رب کی عزت کی قسم، کیوں نہیں۔ (صحیح بخاری)

# سورۂ احزاب

## مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ کی تفسیر

(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خیال میں یہ آیت "جنھوں نے سچا کر دیا جو اللہ سے عہد کیا تھا (آیت ۲۳)۔ حضرت انس بن نضر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری)

۲

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نضرؓ جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک نہ ہو سکے اس کا ان کو بڑا صدمہ ہوا۔ انھوں نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلی بار جس (جنگ) میں شریک ہوئے، میں اس میں غیر حاضر رہا (یعنی میں پہلی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مجھے (جنگ کی) کوئی جگہ دکھائی (یعنی جنگ میں جانے کا موقعہ ملا)، تو پھر خدا کی قسم اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں (یعنی اس وقت میں بہت بہادری سے لڑوں گا) پھر ان کو ڈر ہوا کہ کہیں اور بات نہ کہہ ڈالے (اور اس سے اس عہد کے خلاف نہ ہو جائے) چنانچہ آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ احد میں شریک ہوئے (وہ اُحد کی طرف جا ہی رہے تھے کہ راستہ میں) سامنے سے حضرت سعد بن معاذؓ ملے۔ پوچھا ابو عمرو! کہاں چلے؟ انھوں نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو کے کیا کہنے میں اسے اُحد (پہنچنے) سے پہلے

ہی محسوس کر رہا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے (جوش و خروش سے) جنگ کی اور شہید ہوئے۔ ان کے بدن میں اسی ۸۰ سے کچھ زائد زخم لگے جن میں کچھ تلواروں کے تھے اور کچھ نیزوں کے اور کچھ تیروں کے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی حضرت ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو صرف ان کی پوروں سے پہچان سکی (ورنہ زخموں سے ان کا بدن سراپا بدل گیا تھا) اور یہ آیت نازل ہوئی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (ان مومنوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے۔ پھر بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی ذمہ داری ادا کر چکے۔ یعنی انتقال کر گئے۔ اور بعض وہ ہیں جو انتظار میں ہیں۔ اور انھوں نے ذرا تغیر و تبدل نہ کیا۔ (ترمذی)

## وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ کی تفسیر

اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ بات جو اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھی۔

ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شکایت کرنے حاضر بارگاہ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو روک کر رکھو" حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں سے کچھ بھی چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات سے فخریہ کہا کرتیں کہ آپ کا نکاح آپ کے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا۔ ثابت کا بیان ہے کہ آیت "تم اپنے دل میں چھپاتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا۔" (سورۂ الاحزاب آیت ۳۷)۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے متعلق آیت وَتُخْفِيْ فِيْ

نفسک ما اللہ مبدیہ نازل ہوئی تو حضرت زیدؓ شکایت کرنے آئے اور حضرت زینبؓ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا اور حکم کے طالب ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے رہو (یعنی طلاق نہ دو۔ نکاح میں رہنے دو) اور اللہ سے ڈرو۔ (ترمذی)

## فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینبؓ بنت جحش کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی۔ مگر میری شادی اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر کی۔ (ترمذی)

## اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا کی تفسیر

(اے پیغمبر کے گھر والو! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کردے۔ (اور تم کو پاک و صاف بنا دے)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چھ ماہ تک یہ طریقہ رہا کہ جب صبح کی نماز پڑھنے نکلتے۔ اور حضرت فاطمہؓ کے دروازے کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اَلصَّلٰوةَ یَا اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا (اے اہل بیت نماز قائم کرو۔ اے اہل بیت خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی اور پلیدی دور کردے۔ اور تمہیں خوب پاک وصاف کردے) (ترمذی)

## لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ کی تفسیر

(۱)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:- میں عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ! آپؐ کی خدمت میں بھلے برے ہر قسم کے آدمی حاضر ہوتے ہیں لہٰذا آپؐ ازواجِ مطہرات

کو پردے کا حکم فرما دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرما دیا۔ (بخاری)

۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح کیا تو ولیمہ کے لیے لوگوں کو بلایا۔ چنانچہ جب سارے کھانا کھا چکے تو وہیں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے گویا وہ یہیں رہنے کا ارادہ کر کے آئے ہیں اور کوئی بھی کھڑے ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صورتِ حال دیکھی تو آپ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ دوسرے حضرات بھی کھڑے ہو گئے لیکن تین افراد پھر بھی بیٹھے رہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ تینوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ چلے گئے ہیں پس آپ گھر میں اندر تشریف لے آئے اور آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا۔ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جانا جب تک اجازت نہ مل جائے مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ۔ نہ یوں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ (آیت ۵۳)

۳

ابوقلابہ کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دوسرے تمام لوگوں کی نسبت پردے کی آیت کے شانِ نزول کا مجھے زیادہ پتہ ہے۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بھیج دیا گیا اور وہ گھر میں آپ کے پاس تھیں۔ پس آپ نے دعوتِ ولیمہ کی اور لوگوں کو بلایا گیا تو لوگ آ کر بیٹھ گئے اور باتیں کرتے رہے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے جاتے پھر اندر تشریف لے آتے لیکن وہ بیٹھے باتیں ہی کرتے رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:۔ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ جانا جب تک اجازت نہ مل جائے، مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ، نہ یوں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو...... (آیت ۵۳)۔ پس پردہ لٹکا دیا گیا اور لوگ اٹھ کر چلے گئے۔

(بخاری)

۴

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا ولیمہ گوشت اور روٹی سے کیا۔ پس آپؐ نے مجھے بھیجا کہ لوگوں کو کھانے کے لیے بلالاؤں۔ پس میرے ساتھ کچھ حضرات آئے اور وہ کھا کر چلے گئے۔ پھر کچھ حضرات آئے اور وہ بھی کھا کر چلے گئے۔ چنانچہ اسی طرح جنھیں میں بلاتا وہ حضرات آتے اور کھا کر چلے جاتے یہاں تک کہ اب مجھے بلانے کے لیے کوئی نہیں مل رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کھانا اٹھا کر رکھ دو لیکن تین آدمی اس وقت بھی گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل گئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا:

السلام علیکم أهل البیت ورحمة الله۔

اے اہلِ بیت! تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت۔

انھوں نے جواب دیا: وعلیك السلام ورحمة الله۔

اور آپؐ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت۔

آپؐ نے اپنی زوجۂ مطہرہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ان میں برکت عطا فرمائے پھر آپ باری باری اپنی تمام ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہی فرماتے رہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا اور وہ بھی اسی طرح جواب عرض کرتی رہیں جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے جواب عرض کیا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ وہ تینوں اب بھی گھر میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں چونکہ نبی کریمؐ بہت ہی شرمیلے تھے، لہٰذا آپؐ باہر آئے اور آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس ٹہلنے لگے مجھے یاد نہیں رہا کہ پھر میں نے جا کر آپؐ کو بتایا یا کسی اور شخص نے کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے اور ابھی ایک قدم مبارک ہی اندر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ میرے اور اپنے درمیان آپؐ نے پردہ لٹکا دیا۔ اور اس وقت پردے کی آیت کا نزول ہوا۔

(بخاری)

۵

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت حجش کے ساتھ نکاح کیا تو دعوتِ ولیمہ کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ لوگ روٹی گوشت سے شکم سیر ہو گئے۔ پھر آپؐ امہات المومنین کے حجروں کی طرف نکلے جیسا کہ شبِ زفاف کی صبح کو آپؐ کا معمول تھا۔ پس آپؐ انھیں سلام کرتے اور انھیں دعائیں دیتے اور وہ بھی سلام و دعا کا جواب دیتیں۔ اس کے بعد جب آپؐ دولت خانے کی جانب واپس تشریف لائے تو دو آدمیوں کو وہاں باتیں کرتے دیکھا۔ انھیں دیکھ کر آپؐ گھر سے واپس لوٹ گئے۔ جب ان دونوں آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاشانۂ اقدس سے واپس لوٹتے دیکھا تو وہ جلدی سے کھسک گئے۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں کے چلے جانے کی بابت میں نے آپؐ کو بتایا یا کسی اور شخص نے۔ پس آپؐ واپس گھر لوٹے یہاں تک کہ اندر داخل ہو گئے پھر میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور اس کے بعد پردے کی آیت نازل ہو گئی۔ ابن ابی مریم، یحییٰ، حمید نے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے سنا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(بخاری)

۶

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور اپنی دلہن کے پاس تشریف لے گئے۔ میری والدہ حضرت ام سلیمؓ نے حلیم تیار کیا۔ (حلیم ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے جو کھجور گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے۔ اسے عربی میں حیس کہتے ہیں) پھر انھوں نے اسے ایک لگن میں رکھ کر فرمایا۔ انسؓ! اس کو رسول اللہؐ کے پاس لے جاؤ اور عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا ہے اور آپؐ کو سلام کہا ہے۔ اور عرض کیا ہے کہ یا رسول اللہؐ! یہ ہماری طرف سے آپؐ کے لیے نہایت حقیر تحفہ ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ میری والدہ نے آپؐ کو سلام کہا ہے اور عرض کیا ہے۔ یہ ہماری طرف سے حقیر تحفہ ہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔ اسے رکھ دو۔ پھر فرمایا جاؤ اور میرے پاس فلاں فلاں کو بلالاؤ اور جس
جس سے ملاقات ہو اسے بھی بلاتے لاؤ۔ آپؐ نے کئی اشخاص کے نام لیے ہیں نے ان
کو بھی بلایا جن کے حضورؐ نے نام لیے تھے۔ اور ان کو بھی بلالایا جن سے راستہ میں ملا (ایک
راوی) ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کل کتنے آدمی تھے؟ انھوں نے
فرمایا۔ تقریباً تین سو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا
کہ لگن اٹھالاؤ۔ وہ لوگ (یعنی مدعووین) آئے تو چبوترہ بھی بھر گیا اور حجرہ بھی۔ حضورؐ نے
فرمایا۔ دس دس کے حلقے بنالو اور ہر آدمی اپنے نزدیک سے کھائے۔ حضرت انسؓ فرماتے
ہیں کہ لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ ایک گروہ گیا۔ دوسرا آیا۔ اسی طرح تمام لوگوں نے کھایا جب
سب نے کھالیا تو رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا کہ انسؓ لگن اٹھالو۔ جس وقت میں نے وہ
اٹھایا تو نہیں کہہ سکتا کہ جس وقت میں اسے لایا تھا اس وقت اس میں زیادہ تھا یا اس وقت
جب کہ اسے اٹھایا۔ ان لوگوں میں سے کئی گروہ رسول اللہؐ کے حجرہ میں گفتگو کرتے رہے
رسول اللہؐ بھی بیٹھے رہے۔ اور آپؐ کی بیوی دیوار کی طرف منہ کرکے بیٹھی رہیں۔ یہ لوگ
رسول اللہؐ پر بارِ گراں ہو گئے (کہ کب جائیں) حضورؐ باہر نکلے (کہ شاید اس طرح یہ لوگ
اٹھ جائیں) اور (اگلے حجروں میں جاکر) اپنی دوسری بیویوں کو سلام کیا۔ پھر واپس تشریف
لائے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ واپس تشریف لائے ہیں تو سمجھ گئے کہ ہم
لوگ رسول اللہؐ پر بارِ خاطر ہو گئے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی تمام دروازے کی طرف بڑھے
(اور باہر چلے گئے) حضور صلعم تشریف لائے، پردہ چھوڑا اور اندر داخل ہو گئے۔ میں آپؐ
کے حجرہ میں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ میرے پاس تشریف لائے۔ اور یہ آیتیں نازل ہوئیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ
لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي
النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ سے آخر آیت تک (اے ایمان

والو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو۔ مگر یہ کہ تم کو کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔ اس طرح کہ تم کو اس کے برتنوں کی طرف تکنا نہ پڑے۔ مگر جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو چل دو۔ اور باتوں میں نہ لگ جاؤ۔ اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور وہ تم سے حیا کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے حیا نہیں کرتے۔ اور جب تم ان (نبی کی بیبیوں) سے کچھ چیز مانگو تو پردہ کے باہر کھڑے ہو کر مانگو کہ یہ بات تمہارے اور ان کے دلوں کو زیادہ پاک وصاف رکھنے والی ہے۔ اور تمہیں زیبا نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو ایذا دو۔ اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بیجا بات ہے۔ تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ ہر بات کا جاننے والا ہے) (حضرت انسؓ کے شاگرد) ابو عثمان جعدؒ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا: میں لوگوں سے عرصہ سے یہ حدیث بیان کرتا ہوں اور رسول اللہؐ کی بیویوں نے پردہ کیا۔ (ترمذی)

# سُورۂ صافات

## وَقِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۝ الخ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بلانے والے نے کسی چیز کی طرف بلایا (یعنی کسی نظریہ کی دعوت دی) تو وہ قیامت کے دن تک ٹھہرا رہے گا۔ اگرچہ اس شخص نے ایک ہی آدمی کو بلایا ہو۔ پھر اللہ بزرگ و برتر کا قول پڑھا وَقِفُوْهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ (ان لوگوں کو کھڑا کرو۔ ٹھہراؤ ان لوگوں سے بازپرس ہو گی۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔) (ترمذی)

# سُورۂ حٰمٓ سجدہ

## إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ۝ الخ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پڑھا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ (جن لوگوں نے کہا۔ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور خوشخبری سناتے ہیں کہ) نہ ڈرو اور نہ رنج کرو۔ اور اس بہشت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا) حضورؐ نے فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ (ہمارا پروردگار اللہ ہے) پھر ان میں سے اکثر لوگ کافر ہو گئے تو جو اسی (قول پر) مرا (اور اس کی اطاعت کرتا رہا) تو وہ ان میں سے ہے جو ثابت قدم اور سیدھے رہے۔)

# سورۂ دُخان

## فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ الخ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مومن کے لیے (آسمان میں) دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرے دروازہ سے اس کی روزی اُترتی ہے۔ سو جب وہ مرتا ہے تو اس پر دونوں دروازے روتے ہیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا کَانُوْا مُنْظَرِیْنَ (تو ان لوگوں پر (یعنی فرعون اور اس کے ساتھ ڈوبنے والوں پر) نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان لوگوں کو مہلت دی گئی) (ترمذی)

# سورۂ فتح

## اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا کی تفسیر

قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا سے مراد صلحِ حدیبیہ ہے۔ (صحیح بخاری)

## لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ کی تفسیر

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب (صلح) حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے لیے آپ کے پہلے اور آپ کے پچھلے گناہ بخش دے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ہے پھر حضورؐ نے وہ آیت ان لوگوں کے سامنے تلاوت کی۔ لوگوں نے کہا۔ مبارکباد یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ آپؐ کے ساتھ کیا ہوگا۔ لیکن ہم لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا؟ اس پر یہ نازل ہوا لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ سے فَوْزًا عَظِيمًا تک (تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور ان کے گناہ ان سے دور کر دیے جائیں گے۔ اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی کامیابی ہے۔ (ترمذی)

## هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ الخ کی تفسیر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسّی اشخاص کوہِ تنعیم سے صبح کی نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کو قتل کر دینے کے ارادہ سے آئے۔ وہ سب پکڑے گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ الخ (اور وہی ہے جس نے ان لوگوں کا ہاتھ تم سے روک لیا اور تم لوگوں کا ہاتھ ان لوگوں سے روک لیا۔ عین مکہ میں جب کہ تم ان پر قابو پا چکے تھے۔ (ترمذی)

# سُورۂ حجرات

## لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کی تفسیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت ثابت بن قیس کو نہ دیکھا (اور اس کا ذکر فرمایا) تو ایک شخص عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں آپ کو ان کی خبر لا کر دیتا ہوں، پس وہ شخص ان کے پاس گیا تو انھیں دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں اس شخص نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ بہت برا کیونکہ جو اپنی آواز کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کر دے۔ اس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں اور وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔ پس وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور بتایا کہ وہ ایسا کہتے ہیں۔ موسیٰ راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص دوبارہ ان کے پاس گیا اور بہت بڑی بشارت لے کر گیا کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ان سے کہو کہ تم جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہو۔ (صحیح بخاری)

## وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے جاتے۔ پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہو کر اس کی جانب روانہ ہو گئے اور کتنے ہی مسلمان بھی آپ کے ساتھ چل دیئے اور وہ زمین شور تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے قریب پہنچے تو اس نے کہا کہ دور رہیے۔ خدا کی قسم آپ کے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ ایک انصاری نے جواب دیا کہ خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تم سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عبداللہ کی قوم کا ایک آدمی اس پر بھڑک اٹھا اور دونوں کی آپس میں بدکلامی ہونے لگی

پھر دونوں کے ساتھی ان کی حمایت میں مشتعل ہو گئے اور وہ ڈنڈوں، ہاتھوں اور جوتوں سے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا "اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کروا دو۔ (صحیح بخاری)

# سورۂ قٓ

## وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب لوگ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو وہ کہے گی، کیا اور بھی ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم (جس کی حقیقت وہ خود جانے) رکھ دے گا تو وہ کہے گی بس، بس۔ (صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ برابر کہتی رہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (کیا کچھ اور بھی ہے۔ یعنی اور بھی دوزخی ہیں جو مجھ میں جھونکے جائیں) آخر اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا۔ تو وہ کہے گی" قَطْ قَطْ (بس، بس) تیری عزت کی قسم" اور اس کا ایک حصّہ دوسرے پر سمٹ جائے گا۔ (ترمذی)

# سورۂ قمر

## اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (قیامت قریب ہوئی اور چاند پھٹ گیا) کی تفسیر

قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل مکہ نے حضورؐ سے مطالبہ کیا تھا کہ انھیں کوئی معجزہ دکھایا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے انھیں چاند کے ٹکڑے کر کے

دکھا دیے تھے۔ (صحیح بخاری)

قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ مکّہ والوں نے مکّہ میں دو مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے نشانی (یعنی معجزہ) مانگی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ سے سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ تک۔ (قیامت قریب آئی اور چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اور اگر وہ لوگ کوئی نشانی (معجزہ) دیکھتے ہیں تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے جو ابھی ختم ہونے والا ہے۔

(ترمذی)

# سُورۂ واقعہ

## وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (اور پھیلی ہوئی چھاؤں) کی تفسیر

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں ایک درخت ہے کہ سوار اگر اس کے سایہ میں ایک سو سال تک بھی چلے تو اس کو قطع نہیں کر سکتا۔ اور اگر چاہو تو پڑھ لو۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَاءٍ مَّسْكُوْبٍ (مومن لوگ لمبے لمبے سایوں میں اور گرتی ہوئی جھرناؤں میں ہوں گے۔) (ترمذی)

## اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً کی تفسیر

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً (ان کو ہم نے ایک خاص طریقہ پر پیدا کیا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ ان نئے سرے سے (اور خاص طور پر) پیدا کی ہوئی عورتوں میں وہ بھی داخل ہیں۔ جو دنیا میں بوڑھی تھیں جن کی آنکھیں میلی کچیلی تھیں۔ اور ان سے پانی بہتا رہتا تھا۔

(ترمذی)

# سورۂ مجادلہ

## وَاِذَا جَاءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے پاس آیا اور کہا السام علیکم (تم لوگوں پر موت ہو) لوگوں نے اس کا جواب دیا۔ (یعنی کہا و علیکم السلام تم پر سلامتی ہو) حضورؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اس نے کیا کہا؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں (مگر) یا نبی اللہؐ! اس نے تو سلام کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ اس نے یوں اور یوں کہا ہے (یعنی السام علیکم کہا ہے) اسے واپس میرے پاس لاؤ۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا کہ تم نے السام علیکم کہا ہے؟ اس نے کہا ہاں اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا جب اہل کتاب میں سے کوئی (تمہیں) سلام کرے تو کہو عَلَيْكَ مَا قُلْتَ (تجھ پر ہو جو تو نے کہا) اور فرمایا وَاِذَا جَاءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ (اور جب وہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایسے لفظ سے آپ کو سلام کرتے ہیں جس سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا) (ترمذی)

# سورۂ منافقون

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَيَتَفَرَّقُوْا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۔

وہی ہیں جو کہتے ہیں، ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے مگر منافقوں کو سمجھ نہیں ہے۔

(کی تفسیر)

عبداللہ بن فضل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حرّہ کے واقعے سے (جس میں متعدد صحابۂ کرام شہید ہوئے) مجھے بہت صدمہ پہنچا ہے۔ پس حضرت زید بن ارقم نے میرے لیے خط لکھا کہ مجھے بھی اس کا بہت رنج ہوا ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی۔ ابن الفضل راوی کو اس میں شک ہے کہ انصار کے پوتوں کے لیے بھی آپؐ نے یہ دُعا کی تھی یا نہیں۔ پس جو لوگ حضرت انسؓ کے پاس تھے اُن میں سے کسی نے اُن کے متعلق پوچھا تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ یہ (حضرت زید بن ارقم) وہ شخص ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ یہ وہ شخص ہے جس کی سماعت کو اللہ تعالیٰ نے سچّی قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری)

## سُورۂ تحریم

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا

ان کا رب قریب ہے، اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انھیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں، بیاہیاں اور کنواریاں۔ (مکی تفسیر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات آپؐ پر دباؤ ڈالنے کے لیے جمع ہوئیں، تو میں نے کہا کہ اگر یہ آپ کو طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب انھیں آپؐ سے بہتر بیویاں عطا فرما دے گا۔ چنانچہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہو گئی عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ۔ (صحیح بخاری)

# سورۃ مدثر

## هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ کی تفسیر

حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے متعلق هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہیے۔ اور وہی ہے جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتا ہے) حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس لائق ہوں کہ مجھ ہی سے ڈرا جائے۔ سو جو شخص مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ دوسرا خدا نہیں بنایا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اسے بخش دوں۔ (ترمذی)

# سورۃ انشقاق

## فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ کی تفسیر

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے حساب ہوا۔ اس پر عذاب ہوا۔ (ترمذی)

# سورۃ البیّنہ کی تفسیر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ تمہیں لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا والی سورت پڑھ کر سناؤں۔ عرض گزار ہوئے: کیا میرا نام لیا؟ فرمایا ہاں پس یہ رونے لگے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا :۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن کریم پڑھ سناؤں۔ حضرت ابی عرض گزار ہوئے :۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے میرا نام لیا ہے ؟ فرمایا : اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام لیا ہے۔ پس حضرت اُبیؓ رونے لگے۔ قتادہ کا بیان ہے :۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے انھیں سورۂ البیّنہ پڑھ کر سنائی۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبیؓ بن کعب سے فرمایا بیشک مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن مجید سناؤں۔ عرض گزار ہوئے :۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے میرا نام لیا ہے ؟ فرمایا ہاں۔ عرض گزار ہوئے :۔ کیا میں پروردگارِ عالم کے نزدیک یاد کیا گیا ہوں ؟ فرمایا، ہاں۔ پس ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ (بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (بہترین مخلوق کہا) آپؐ نے فرمایا۔ وہ ابراہیمؑ ہیں۔ (ترمذی)

## سُورۂ الکوثر کی تفسیر

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمانوں کی معراج کروائی گئی جس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے خیمے تھے میں نے کہا :۔ اے جبرئیل ! یہ کیا ہے ؟ جواب دیا :۔ یہ کوثر ہے۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کے متعلق روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ بہشت کی ایک نہر (کا نام) ہے۔ پھر نبی صلعم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتی کے گنبد تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے ؟ انھوں نے جواب دیا۔ یہی کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں بہشت میں سیر کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک نہر سامنے آگئی۔ جس کے دونوں جانب موتیوں کے گنبد تھے

میں نے فرشتے سے پوچھا یہ کیا ہے ؟ اس نے کہا۔ یہی وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔ پھر اس نے اس کی مٹی میں ہاتھ مارا اور اس سے مشک نکالا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا تو میں نے اس کے پاس بہت بڑا نور دیکھا۔

آپ نے پیارے خدا کے پیارے کلام کے بعض سورتوں کی تفسیر پڑھی۔ آیئے اب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں سنیئے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو سنوارنے کی کوشش کیجیے۔ (ابن عبدالشکور)

# کی

# پیاری باتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تم سے زیادہ احادیث اس لیے بیان نہیں کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔" (صحیح بخاری)

اعجاز سے کچھ کم نہیں یہ نُطق کا جادو
بے پردہ ہوئے جاتے ہیں خود رُوح کے اسرار
(تلوک چند محروم)

# آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم نے ذرّہ کو آفتاب بنا دیا جس سے کتب احادیث کا ورق ورق روشن ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنانے کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ قتادہ روایت کرتے ہیں۔

کان یملی الحدیث حتّی اذا کثر علیہ النّاس جاء بمجال من کتب فالقاھا ثمّ قال ھٰذہٖ احادیث سمعتھا وکتبتھا عن رسول اللہ و عرضتھا علیہ۔

(تقیید العلم۔ ص ۹۶-۹۵)

حضرت انسؓ حدیث لکھوایا کرتے تھے اور جب لوگ زیادہ تعداد میں آئے تو اپنا صحیفہ لے کر آئے اور اس کو ان کے آگے رکھ کر فرمایا یہ وہ احادیث ہیں جن کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا اور انھیں میں آپ پر پیش کر چکا ہوں۔

محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نقل کرتے تھے اور اس سے فارغ ہو جاتے تو کہتے اَوْکَمَا قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

(مسند احمد۔ حاکم۔ ابو یعلی)

حضرت انسؓ کہ دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں (مسند دارمی) میں ہے کہ ان کی مرویات کو ابان نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔
(علامہ جلال الدین الخوارزمی)

(تذکرۂ صحیح بخاری از علامہ غلام رسول سعیدی)

# اللہ عزوجل

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی فَلیَظُنَّ بِی مَا یَشَاءُ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، وہ جیسا چاہے مجھ سے گمان قائم کرے۔ (بیہقی طبرانی فی الکبیر)

"وہی ہے ڈرنے کے لائق اور وہی ہے مغفرت کرنے کے قابل"

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت: هُوَ اَهلُ التَّقوٰی وَاَهلُ المغفرة (وہ اس لائق ہے کہ اس کا ڈر کھایا جائے اور اس لائق ہے کہ مغفرت فرمائے) کے بارے میں فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے رب کا ارشاد ہے اَنَا اَهلُ اَن اُتَّقٰی فَلَا یُشرَكُ بِی غَیرِی وَاَنَا اَهلٌ لِمَن اتَّقٰی اَن یُّشرِكَ بِی اَن اَغفِرَ لَهٗ۔ میں اس لائق ہوں کہ میرا ڈر رکھا جائے اور میرے ساتھ میرے غیر کو شریک نہ کیا جائے اور میں اس لائق ہوں کہ جو شخص اس سے بچا کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے میں اس کی مغفرت کردوں۔ (ابن ماجہ)

# ایمان

## کلمۂ طیبہ کی شہادت

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر تھے اور حضرت معاذ بن جبلؓ (سواری پر) آپؐ کے پیچھے بیٹھے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معاذ!

انھوں نے کہا حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا "معاذ!"

حضرت معاذ نے کہا" حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" خدا کا جو بندہ اس امر کی شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کے بندے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اس پر اللہ دوزخ کی آگ حرام کردیتا ہے"۔

حضرت معاذؓ نے یہ سن کر عرض کیا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس سے لوگوں کو آگاہ کردوں کہ اس بشارت کو سن کر خوش ہو جائیں"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" (نہیں) یہ سن کر وہ اسی پر بھروسہ کرلیں گے"۔

راوی کا بیان ہے کہ مرتے وقت معاذؓ نے حدیث چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لیے اس حدیث کو بیان کردیا تھا۔ (بخاری۔ صحیح مسلم)

# ایمان کی علامات

## ایمان کی لذت

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" تین چیزیں ہیں جس شخص میں وہ پائی جائیں اس کو ایمان کا مزہ حاصل ہوگا۔

(۱) جس کو اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام چیزوں سے زیادہ محبوب و پیارے ہوں۔

(۲) جو خدا کے کسی بندے کو صرف خدا کی خوشنودی کے لیے دوست رکھے۔

(۳) جس کو خدا نے کفر کی تاریکی سے نجات مرحمت فرمائی ہو وہ دوبارہ کفر میں جانے کو اتنا ہی

بُرا سمجھے جتنا کہ آگ میں گرنے کو بُرا خیال کرتا ہے۔" (بخاری، صحیح مسلم)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت

### پہلی حدیث (۱)

عبدالعزیز حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔

"کوئی بندہ یا کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے اہل وعیال، مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و پیارا نہ ہوں۔"
(بخاری، صحیح مسلم)

### دوسری حدیث (۲)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" (صحیح مسلم)

## ارکانِ اسلام

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں ہم کو اس کی ممانعت کردی گئی تھی کہ ہم (بلا ضرورت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھیں ان ایام میں ہم یہ آرزو کیا کرتے تھے کہ کاش کوئی عقلمند دیہاتی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرے تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات کو سنیں۔ چنانچہ ایک روز ایک دیہاتی آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا قاصد (مبلغ) ہمارے پاس پہنچا تھا اور اس نے ہم سے کہا کہ آپؐ کا خیال یہ ہے کہ خدا نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

آپؐ نے (یہ سن کر) فرمایا "اس نے تم سے سچ کہا"۔
پھر دیہاتی نے پوچھا "آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے"؟
آپؐ نے فرمایا "اللہ نے"۔
پھر اس نے پوچھا "زمین کو کس نے پیدا کیا ہے"؟
آپؐ نے فرمایا "اللہ نے"
پھر اس نے پوچھا "ان پہاڑوں کو کس نے نصب کیا ہے اور کس نے ان چیزوں کو جو پہاڑوں کے اندر ہیں پہاڑوں میں رکھا ہے۔
آپؐ نے فرمایا "اللہ نے"
(یہ سن کر) دیہاتی نے کہا "آپؐ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور جس نے ان پہاڑوں کو قائم کیا۔ کیا خدا ہی نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے"؟
آپؐ نے فرمایا "ہاں"
پھر دیہاتی نے کہا "آپؐ کا قاصد (مبلغ) کہتا تھا کہ رات دن میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں"
آپؐ نے فرمایا "اس نے سچ کہا"۔
(یہ سن کر) دیہاتی نے کہا "آپؐ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا ان نمازوں کا حکم آپؐ کو خدا نے دیا ہے۔
آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔
پھر دیہاتی نے کہا "آپؐ کا قاصد یہ بھی کہتا تھا کہ ہمارے مال میں ہم پر زکوٰۃ فرض ہے"؟
آپؐ نے فرمایا "اس نے سچ کہا"۔
(یہ سن کر) دیہاتی نے کہا "آپؐ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا آپؐ کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے"؟
آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔
پھر دیہاتی نے کہا، آپؐ کے قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ سال بھر میں ماہ رمضان کے روزے ہم پر فرض ہیں۔
آپؐ نے فرمایا "اس نے سچ کہا"۔

دیہاتی نے کہا "قسم ہے آپؐ کو اس ذات کی جس نے آپؐ کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بنا کر بھیجا ہے کیا آپؐ کو ان روزوں کا حکم اللہ نے دیا ہے"۔

آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔

پھر دیہاتی نے کہا "آپؐ کا قاصد یہ بھی کہتا تھا کہ ہم پر بیت اللہ کا حج فرض ہے اگر ہم میں حج کرنے کی استطاعت ہو"۔

آپؐ نے فرمایا "اس نے سچ کہا"۔

یہ سن کر وہ دیہاتی یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا "قسم ہے اس ذات کی جس نے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں ان باتوں میں نہ تو زیادتی کروں گا اور نہ کمی"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی کے یہ الفاظ سن کر فرمایا "اگر اس نے سچ کہا ہے تو ضرور اس کو جنّت میں داخل کیا جائے گا"۔ (بخاری، صحیح مسلم)

## توحید کا اقرار

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص لا الٰہ الا اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) کا اقرار کرے اور اس کے دل میں جَو کے برابر نیکی (ایمان) ہو وہ دوزخ سے ضرور آزاد کیا جائے گا اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ برابر نیکی ہو وہ بھی دوزخ سے نکالا جائے گا۔ ابان کا کہنا ہے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا اور اس کے دل میں ذرّہ برابر نیکی ہو وہ (بھی) دوزخ سے نکالا جائے گا"۔ ابان کا کہنا ہے (قتادہ اور انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "خیر" (نیکی) کے بجائے ایمان فرمایا۔

## کلمۂ طیّبہ اور رباپ کی دُعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

فرمایا ہر عمل کے لیے اللہ کے یہاں پہنچنے کے لیے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر لا الہ الا اللہ اور باپ کی دعا بیٹے کے لیے ـــــــ ان دونوں کے لیے کوئی حجاب نہیں۔ (ابن مردویہ)

## کلمۂ طیبہ اور نامۂ اعمال

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔" (ابو یعلی)

## دین میں آسانی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے بیٹوں کے درمیان ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے راستہ چل رہا تھا حضورؐ نے پوچھا: اس کا کیا حال ہے؟

لوگوں نے عرض کیا:۔ اس نے یہ نذر مانی ہے کہ (بیت اللہ) کو پیدل جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی جان کو اس قسم کی تکلیف میں ڈالنے کی خدا کو پروا نہیں ہے" اور اس کے بعد حضورؐ نے حکم دیا کہ وہ سواری پر جائے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے سے یوں فرمایا کہ "بوڑھے سوار ہو جا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے بے پرواہ ہے۔" (مسلم)

## اسلام، ایمان، تقویٰ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے۔ اور ایمان اس اعتقاد کا نام ہے، جو دل میں ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے ہاتھ سے اپنے سینہ کی طرف تین بار اشارہ فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد فرمایا:

تقویٰ اس جگہ ہے۔ (مسند احمد)

# نصف ایمان

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے شادی کی، اس نے نصف ایمان حاصل کرلیا اب دوسرے نصف میں اسے تقویٰ اللہ اختیار کرنا چاہیے"۔ (الطبرانی فی الاوسط)

# تین باتیں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں اسلام میں داخل ہیں:۔

۱۔ جو لا الٰہ الا اللہ (نہیں کوئی معبود مگر اللہ) اقرار کرلے اس سے جنگ ختم کردینا، اب کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر مت کہو اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اس پر اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ لگاؤ۔

۲۔ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے، جہاد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کے آخر میں ایک شخص آکر دجال سے جنگ کرے گا۔ کسی عادل حکمران یا ظالم کے ظلم کا بہانہ لے کر جہاد ختم نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لانا۔ (ابوداؤد)

# چار باتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار باتیں بڑی بدبختی کی ہیں۔

۱۔ آنسو کا نہ نکلنا۔

۲۔ دل کا سخت ہونا۔

۳۔ آرزوؤں کا دراز ہونا۔

۴۔ اور دنیا کی ہوس ہونا۔ (بزار)

## دو خصلتیں

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

"میں تمہیں دو خصلتیں بتا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں۔ (یعنی ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کی میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی۔

ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! وہ دونوں خصلتیں ضرور بتلا دیجیے!

آپؐ نے فرمایا: زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور حسنِ اخلاق! قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں" (بیہقی)

## تین خصلتیں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین باتوں کا شمار ایمانی اخلاق میں ہوتا ہے۔

۱۔ جب غصہ آئے تو انسان (مغلوب ہو کر) باطل (کے جوہڑ) میں نہ ڈوب جائے۔

۲۔ جب خوشی ہو تو خوشی (کی بہتات) راہِ حق سے برگشتہ نہ کرے۔

۳۔ اور جب قدرت و اقتدار پائے تو وہ چیز نہ لے جس پر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

(الطبرانی فی الصغیر)

## صدقہ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔

صدقہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔ (ترمذی)

## بہترین صدقہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا۔

کسی بھوکے پیٹ کو بھر دینا بہترین صدقہ ہے۔ (بیہقی)

## صدقہ کے حقدار

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سوال جائز نہیں ہے مگر تین قسم کے لوگوں کے لیے:-

(۱) خاک نشین فقیر و نادار۔

(۲) پریشان کن تاوان یا قرض تلے دب جانے والا۔

(۳) دردناک خون والا، یعنی جس کے ذمہ دیت ہو۔ (ابوداؤد)

## اذان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی اطلاع دینے کے لیے) لوگوں نے آگ جلانے اور ناقوس بجانے کا مشورہ دیا۔ پھر یہود و نصاریٰ کے طریقوں کا ذکر ہوا۔ آخر میں حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان دوہری کہیں اور اقامت اکہری۔ (بخاری)

## نماز

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے

لیے خوشبو اور عورت محبوب کر دی گئی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کر دی گئی ہے۔"
(مسند احمد، نسائی)

## سجدہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رکوع اور سجدہ پورا پورا کیا کرو۔ خدا کی قسم! میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو۔" (مسلم)

## رکوع اور سجدہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سجدہ میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی دو کہنیوں کو کتے کی طرح زمین پر نہ پھیلاؤ۔" (مسلم)

## پہلی صف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگو! پہلے اگلی صف پوری کیا کرو، پھر اس کے قریب والی تاکہ جو کمی کسر رہے وہ آخری ہی صف میں رہے۔" (ابو داؤد)

## نماز کی صفیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی صفوں میں خلا نہ رکھو، بلکہ قریب قریب رہو اور اپنی گردنوں کو ایک محاذ میں رکھو۔ اس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ تم میں گھل مل جاتا ہے اور صفوں کے بیچ (خالی جگہوں) میں اس طرح گھس آتا ہے جس طرح بکری کے بچے۔"
(صحیح بخاری و صحیح مسلم، ابو داؤد)

# نماز کی صفیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "صفوں کو برابر کرو اس لیے کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کو کامل کرنا ہے۔" (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "صفوں کو پورا کر لیا کرو۔ میں تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔" (مسلم)

# نماز اسی طرح پڑھو، جس طرح تم مجھے دیکھتے ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ تم نہ رکوع میں مجھ سے پہلے جایا کرو اور نہ سجدہ میں اور نہ مجھ سے پہلے کھڑے ہوا کرو اور نہ نماز کو مجھ سے پہلے ختم کیا کرو۔ میں تم کو آگے سے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے سے بھی"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم اس چیز کو دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی تو یقیناً تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے۔ (مسلم)

# یہ کلمات کس نے کہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص آیا اور جماعت کی صف میں شامل ہو گیا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس نے جماعت میں شامل ہو کر کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ یعنی اے اللہ! ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے، بہت زیادہ حمد و تعریف پاک اور بابرکت۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو چکے تو (حاضرین

سے مخاطب ہو کر) فرمایا تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟

تمام لوگ خاموش رہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا "تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں۔ اُس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے"۔

اس شخص نے (جس نے یہ کلمات کہے تھے) عرض کیا "یا رسول اللہ میں آیا اور میرا سانس چڑھا ہوا تھا اسی حالت میں میں نے یہ کلمات کہے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کو اوپر لے جانے کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے کہ کون پہلے ان کو لے جائے" (مسلم)

## نماز باجماعت کا اجر و ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس شخص نے چالیس دن اللہ کے لیے جماعت سے نماز پڑھی اس طرح کہ اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ اس کے لیے دو نجاتیں لکھی گئی ہیں۔ ایک دوزخ سے نجات اور ایک نفاق سے"۔ (ترمذی)

## بدقسمت اشخاص

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخصوں پر لعنت بھیجی ہے۔

ایک وہ شخص جو کسی جماعت کا امام بنے حالانکہ وہ لوگ اسے ناپسند کریں (یعنی اکثریت اس کی امامت کو پسند نہ کرے)

دوسری وہ عورت جس کا شوہر رات بھر اس سے ناراض اور خفا رہے۔

اور تیسرا وہ شخص جو حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سُنے اور آکر نماز میں شریک نہ ہو یعنی اذان سُن کر بھی اسے نماز کی پرواہ نہ ہو۔ (ترمذی)

## نماز کا کفّارہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص نماز (پڑھنی) بھول جائے یا نماز سے غافل ہو کر سو جائے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ جس وقت یاد آئے فوراً پڑھ لے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کا کفّارہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ جس وقت یاد آجائے ادا کر لے۔"

## نماز سستی اور کاہلی سے نہ پڑھو

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تک نشاط و مستعدی کے ساتھ نماز پڑھ سکو پڑھو اور جب سست ہو جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔"
(یہاں نفل نماز کا ذکر ہے)

## سحری

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے خود سنا ہے کہ "یہ رمضان آچکا ہے اس میں جنّت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین کو طوق پہنا دیے جاتے ہیں ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر اس کی بخشش نہ ہو۔ جب اس مہینہ میں بخشش نہ ہوئی تو کب ہوگی"؟ (نسائی)

## سحری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔" (بخاری، مسلم۔ ترمذی)

## افطار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ جو ایک کھجور پائے اسے اسی سے افطار کرنا چاہیے اور جو یہ نہ پائے تو وہ پانی سے افطار کرے کیونکہ پانی پاک ہے۔" (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب سے قبل تر و تازہ کھجوروں سے افطار کیا کرتے تھے اگر تازہ کھجوریں موجود نہ ہوتیں تو سوکھی کھجوروں سے افطار کر لیتے۔ اگر سوکھی کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو کئی بار تھوڑا تھوڑا پانی پی لیتے۔

## روزۂ وصال

(روزۂ وصال ان روزوں کو کہتے ہیں جو بغیر افطار و سحری کے لگاتار رکھے جائیں)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وصال کے روزے نہ رکھو۔"

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تم لوگوں میں سے کسی کے مانند نہیں۔ میرا رب مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔" (بخاری۔ ترمذی)

## شب قدر

(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیشک یہ مہینہ تم پر آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا سوائے بدقسمت اور حرماں نصیب کے۔" (ابن ماجہ)

۲

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شب قدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کا ذکر کر رہا ہو، اس کے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں"۔ (بیہقی)

۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے بتایا "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو شب قدر کے متعلق اطلاع کرنے کے لیے نکلے، دیکھا کہ دو مسلمان آپس میں گتھم گتھا ہیں"۔

آپؐ نے فرمایا: "میں تمہیں شب قدر کے بارے میں آگاہ کرنے کو نکلا تھا مگر (چونکہ) فلاں اور فلاں آپس میں لڑ رہے تھے بنا بریں (یہ خبر دُنیا سے) اٹھالی گئی اور شاید یہی تمہارے حق میں بہتر ہو، ہاں اب تم شب قدر کو رمضان کی ستائیسویں، انتیسویں اور پچیسویں (تاریخ) میں تلاش کرو"۔ (بخاری)

## عید الفطر اور عید الاضحیٰ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلّم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ دو تہوار منایا کرتے تھے اور ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا کہ "یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟"

انھوں نے عرض کیا "ہم جاہلیت میں یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلہ میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لیے مقرر کر دیے ہیں:۔ یوم عید الاضحیٰ اور یوم عید الفطر"۔ (ابو داؤد)

## اللہ کا کنبہ

حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ" خدا کی مخلوق اس کی اولاد ہے۔ خدا کو وہ شخص سب سے زیادہ محبوب ہے۔ جو اس کی اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔" (بیہقی)

## آدم کا پتلا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت میں جب خدا نے آدمؑ کا پتلا بنایا تو جب تک اس کو منظور ہوا پتلے کو یوں ہی رہنے دیا۔ ابلیس آتا اور پتلے کے چاروں طرف گھومتا اور دیکھتا کہ یہ کیا چیز ہے؟ جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ یہ اندر سے خالی ہے تو اس نے کہا "خدا نے یہ ایک ایسی مخلوق بنائی ہے جو اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے گی۔" (مسلم)

## انسان کی تخلیق

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہوتا ہے۔ وہ عرض کرتا رہتا ہے کہ یارب! یہ نطفہ ہے، یارب! یہ جما ہوا خون ہے۔ یارب! یہ گوشت کی بوٹی ہے۔ جب اس کی تخلیق کا وقت ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے، یارب یہ مرد ہے یا عورت؟ یارب! یہ شقی ہے یا سعید؟ اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ یہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی والدہ کے شکم میں ہوتا ہے۔" (بخاری)

# انسان - اشرف المخلوقات

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی تو وہ ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کرکے اس پر رکھ دیے اور زمین ٹھہر گئی۔ فرشتوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ پہاڑ میں بڑی طاقت و شدت ہے۔ ملائکہ نے عرض کیا۔ اے پروردگار! تیری مخلوقات میں کیا پہاڑ سے بھی زیادہ کوئی قوی اور سخت چیز ہے؟ فرمایا لوہا۔ پوچھا کیا اس سے بھی زیادہ تیری مخلوق میں کوئی قوی چیز ہے؟ فرمایا۔ ہاں آگ ہے۔ پوچھا الٰہی! اس سے زیادہ قوی اور سخت تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے؟ فرمایا۔ ہاں پانی ہے۔ پوچھا پانی سے بھی زیادہ قوی اور سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا۔ ہاں ہوا ہے۔ پوچھا۔ ہوا سے بھی زیادہ سخت اور طاقتور کوئی چیز ہے؟ فرمایا۔ ہاں انسان ہے جس نے اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپا کر داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا۔" (ترمذی)

# انسان کی آزمائش

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ اپنے (کسی) بندہ کا بھلا چاہتا ہے تو جلدی کرکے اس کی سزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ اور جب اپنے بندہ کی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے گناہ کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے (مہلت دے دیتا ہے کہ یا تو اپنی اصلاح کرلے یا پاپ کی کشتی پر سوار ہوکر دریائے معصیت میں غرق ہوجائے) اور (عذاب دینے سے) رکا رہتا ہے (جلدی عذاب نہیں دیتا) آخر قیامت کے دن اس کی پوری پوری سزا کردیتا ہے۔ نیز اس اسناد سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جزا کا بڑا ہونا آزمائش کے بڑے ہونے کے ساتھ ہے (یعنی مومن اور متقی شخص کو دنیا میں جتنی زیادہ تکلیفیں ہوتی ہیں اتنا ہی آخرت میں اس کا ثواب زیادہ ملتا ہے) اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دوست رکھتا ہے تو اس کو آزماتا ہے (اس پر مصائب و آلام کی بارش کردیتا ہے) پس جو راضی ہوا اس

کہ "جسے آخرت مدِّنظر ہو اور اسے صرف آخرت کا فکر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دل کا غنی بنادے گا اور اس کے بکھرے ہوئے کام جمع کردے گا۔ اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آئے گی اور جس کے مدِّنظر صرف دنیا ہو اور دنیا ہی کی اسے فکر ہو تو اللہ تعالیٰ محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گا۔ اور اس کے تمام کام پراگندہ و منتشر ہو جائیں گے اور اس کے پاس دنیا اتنی آئے گی جتنی کہ اس کے حق میں مقدر ہے"۔ (ترمذی)

# انسان ___ دولت اور مال کا حریص

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر آدمی کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تب بھی وہ تیسری وادی کی جستجو میں رہے گا اور آدمی کا پیٹ صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور جو شخص خدا سے توبہ کرتا ہے، خدا اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے"۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "اگر ابنِ آدم کے پاس سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ یہ خواہش کرے گا کہ ایک اور وادی اس کے پاس ہوتی"۔ (مسلم)

# طالبِ دُنیا

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کیا کوئی ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہؐ! ایسا تو نہیں ہو سکتا۔

آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "اسی طرح دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا"۔
(شعب الایمان للبیہقی)

# مومن

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی اس وقت

تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ دوسرے کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے یعنی اگر اپنے لیے آرام سکھ اور بھلائی چاہتا ہے تو دوسرے کے لیے یہی چاہیے"۔ (بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "تم میں سے کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے (اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اپنے ہمسایہ کے لیے اسی بات کو پسند نہ کرے جس کو اپنے لیے پسند کرتا ہے یعنی جو بات اپنے لیے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے چاہے"۔ (مسلم)

## مسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت ہے سو تم اللہ کی ضمانت میں خیانت نہ کرو"۔

(بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس وقت تک لڑنے پر مامور ہوں جب تک کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ کہہ دیں۔ پھر جب وہ اس طرح کہہ دیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرلیں اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھائیں تو یقیناً ان کے خون اور مال (ہم پر) حرام ہوگئے۔ مگر حق کی بنا پر (جسے اسلام نے ان پر مقرر کیا) اور ان کا حساب اللہ پر ہے"۔

علی بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں حمید طویل نے بتایا کہ میمون بن سیاہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابو حمزہ! وہ کون سی چیز ہے جس سے آدمی کا خون اور مال دونوں حرام ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے ہماری طرح نماز ادا کرے ہمارا ذبیحہ کھائے پس وہی مسلمان ہے اور اس کے وہی حقوق

ہیں، جو ایک مسلمان کے ہیں اور اس کی وہی ذمہ داریاں ہیں جو ایک مسلمان کی ہیں۔
(بخاری)

## منافق

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ منافق کی نماز ہے کہ آدمی بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ جب وہ زرد پڑ جائے اور شیطان کے دو قرنوں کے درمیان ہو جائے تو کھڑا ہو اور چار ٹھونگیں مارے اور ان میں اللہ کو بہت ہی تھوڑا یاد کرے"۔ (مسلم)

## مُشرک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دوزخی سے فرمائے گا جس کو سب سے کم عذاب دیا جا رہا ہوگا اگر تجھے دنیا کا سارا ساز و سامان دے دیا جائے تو کیا تو عذاب سے بچنے کے لیے انھیں فدیہ میں دے دے گا۔ جواب دے گا، ہاں اللہ تعالیٰ فرمائے گا:۔ میں نے تجھ سے اس کی نسبت بہت تھوڑا مطالبہ کیا تھا جب کہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تو شرک پر ہی ڈٹا رہا"۔ (بخاری)

## مُرتد

ابو قلابہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "قبیلہ اکل کے آٹھ افراد بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ وہ مدینہ منوّرہ کی آب و ہوا کو ناموافق دیکھ کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہمیں چند اونٹ عنایت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا، تمہارے لیے یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا، ہاں تم چراگاہ میں جا کر رہنے لگو۔ وہ چلے گئے اور وہاں اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پی پی کر تندرست اور موٹے تازے ہو گئے۔ پھر انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا، اونٹوں کو بھگا لے گئے اور مسلمان ہونے کے بعد پھر کفر کی جانب لوٹ گئے۔

جب اس کی فریاد بارگاہِ نبوت میں پیش ہوئی تو ان کی تلاش میں چند آدمی روانہ کیے گئے، جو دن چڑھنے سے پہلے انھیں پکڑ کر لے آئے۔ پس ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیے گئے۔ پھر حکم دیا گیا کہ سلاخیں گرم کر کے ان کی آنکھوں میں پھیر دو۔ اس کے بعد انھیں جنگل میں ڈال دیا گیا۔ وہاں وہ پانی کے لیے چلاّتے رہے لیکن مرتے دم تک پانی نہ پی سکے۔" حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ "انھوں نے قتل کیا، چوری کی، اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔" (بخاری)

## مومن اور کافر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، "خداوند تعالیٰ کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔ مومن جو نیکی کرتا ہے اس کا بدلہ خدا دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا اور کافر جو نیک کام خدا کے لیے کرتا ہے خدا اس کا بدلہ دنیا میں اس کو دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچ جاتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہتی۔"

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "کافر جب کوئی نیک کام کرتا ہے تو اس کو اس کے اجر میں دنیا کا لقمہ (یعنی دنیا کی دولت و خوش حالی) دے دیا جاتا ہے اور مومن کی نیکیوں کو خدا آخرت کے لیے جمع کرتا رہتا ہے اور خدا کی اطاعت کے معاوضہ میں اس کو دنیا کے اندر رزق مرحمت فرماتا ہے۔" (مسلم)

## بدعتی

عاصم بیان کرتے ہیں کہ "میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا مدینہ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے حرم قرار دیا تھا؟ فرمایا ہاں! فلاں اور فلاں مقامات کے درمیان کی جگہ یہاں کا درخت نہ کاٹا جائے اور جس نے یہاں کوئی نئی بات جاری کی تو اس پر اللہ،

فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوتی ہے۔" (صحیح بخاری)

# کافر

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"قیامت کے روز جب کافر کو پیش کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے پاس اتنا سونا ہو کہ اس سے زمین بھر جائے تو کیا اُسے اپنے بدلے میں دینے کو تیار ہو جاتا؟ وہ اثبات میں جواب دے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھ سے اس کی نسبت بہت ہی آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔" (بخاری)

# امت مسلمہ کی مثال

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری امت کی مثال بارش کی سی ہے، نہیں معلوم ہوتا کہ اس کی ابتدا اچھی ہے یا اس کا آخر بہتر ہے۔" (ترمذی)

# اُمتِ مرحومہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"میری امت امت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کردیں گے۔"

# اُمت کو بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے باطل جھوٹ بولنا چھوڑ دیا، اس کے لیے بہشت کے کنارے مکان بنایا

فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوتی ہے۔" (صحیح بخاری)

## کافر

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"قیامت کے روز جب کافر کو پیش کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ اگر تیرے پاس اتنا سونا ہو کہ اس سے زمین بھر جائے تو کیا اُسے اپنے بدلے میں دینے کو تیار ہو جاتا؟ وہ اثبات میں جواب دے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھ سے اس کی نسبت بہت ہی آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔" (بخاری)

## امّت مسلمہ کی مثال

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری امّت کی مثال بارش کی سی ہے، نہیں معلوم ہوتا کہ اس کی ابتدا اچھی ہے یا اس کا آخر بہتر ہے۔" (ترمذی)

## اُمّتِ مرحومہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"میری امّت امّت مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کر دیں گے۔"

## اُمّت کو بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے باطل جھوٹ بولنا چھوڑ دیا، اس کے لیے بہشت کے کنارے مکان بنایا

جائے گا ____ اور جس نے اس حالت میں جھگڑا چھوڑ دیا کہ وہ حق پر تھا تو اس کے لیے بہشت کے بیچ میں مکان بنایا جائے گا ____ اور جس نے اپنے اخلاق اچھے بنائے اس کے لیے بہشت کے اوپر والے حصّہ میں مکان بنایا جائے گا۔" (ترمذی)

## میرے امّتی (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "جو کوئی (دوسروں کی بدگوئی، فحش گوئی وغیرہ بُری باتوں سے) اپنی زبان روکے گا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا ____ اور جو کوئی اپنے غصّہ کو روکے گا اور پی جائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنے عذاب کو روکے گا اور وہ عذاب سے بچ جائے گا ____ اور جو بندہ اپنی تقصیر کی معذرت اللہ کے حضور میں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی معذرت قبول فرمائے گا۔" (البیہقی فی شعب الایمان)

## میرے اُمّتی (۲)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی نے میرے کسی امّتی کی کوئی حاجت پوری کر دی اس کا دل خوش کرنے کے لیے، تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے میرے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اسے وہ جنت میں داخل فرمائے گا۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

## میرے اُمّتی (۳)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کسی مسلمان کو ستائے اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ تعالیٰ کو ستانے کا ارادہ کیا۔" (الطبرانی)

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے والے)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ قوم نہ بتادوں؟ جو نہ تو نبی ہیں اور نہ شہدار، لیکن بروزِ قیامت انبیار اور شہدار ان کے مراتب پر غبطہ کریں گے۔ اس لیے کہ یہ لوگ اللہ کی طرف سے نور کے ممبروں پر ہوں گے اور پہچانے جارہے ہوں گے، صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ "جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا دوست بنائیں گے اور اللہ کو اس کے بندوں کا دوست بنائیں گے اور زمین پر امر بالمعروف کرتے ہوئے چلتے ہیں" میں نے کہا یہ بات کہ اللہ پاک کو اللہ کے بندوں کا محبوب بنادے (یہ تو ٹھیک ہے) مگر یہ لوگ اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنادیتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا لوگوں کو ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور ان باتوں سے منع کرتے ہیں جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے، جب لوگ ان کا کہنا مان لیتے ہیں، تو ان کو اللہ عزّ وجل دوست بنالیتا ہے"۔ (البیہقی)

## توبہ کرنے والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "ہر شخص بڑا گنہ گار ہے اور گنہ گاروں میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو خوب توبہ کرتے ہیں"۔ (ترمذی)

## دو بیٹیوں کی پرورش کرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو قیامت کے دن وہ شخص اور میں اس طرح ساتھ آئیں گے۔ (یہ کہہ کر حضورؐ نے دونوں انگلیوں کو

ملا کر دکھایا۔" (مسلم)

## اولاد کے مرنے پر صبر کرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں پر فضل و رحمت کے سبب اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔" (بخاری)

## بینائی چھن جانے پر صبر کرنے والا

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جب میں اپنے بندوں کی آنکھوں (کی بینائی) کو لے لیتا ہوں تو میرے پاس اس کا بدلہ جنت ہے۔" (ترمذی)

## نیکی کی ہدایت کرنے والے

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سواری مانگی۔ حضورؐ کے پاس کوئی ایسا جانور نہ تھا (جو اس کو سواری کے لیے دے دیتے) حضورؐ نے اسے فرمایا "تم فلاں شخص کے پاس جاؤ (اور اس سے سواری کا جانور مانگ لو) اس شخص نے اسے سواری کا جانور دے دیا۔ اب اس نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہوکر اس بات کی خبر دی (کہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق مجھے سواری کا جانور مل گیا ہے) رسول اللہؐ نے فرمایا: بھلائی کا پتہ دینے والا ایسا ہے جیسا بھلائی کرنے والا۔ (یعنی جس نے کسی مسلمان کی دوسرے مسلمان سے کہہ کر مدد کرادی وہ ایسا ہے جیسے خود مدد کی۔) (ترمذی)

# مجتہد حاکم

ابو قیس مولی عمرو بن عاصؓ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ "جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ کر دے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اس سے غلطی ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے"۔ (صحیح بخاری)

# انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے (منصب) قضاء کو مانگا تو وہ اپنے نفس کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور جو اس عہدہ (کے قبول کرنے) پر مجبور کیا گیا۔ اس پر ایک فرشتہ اُترے گا جو اسے انصاف کی بات پر چلائے گا"۔ (یعنی حق و صواب کی رہنمائی کر دے گا۔) (ترمذی)

# انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس نے قاضی بننے کی کوشش کی اور بڑے لوگوں کی سفارش پہنچائیں تو وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا گیا (اور خدا کی مدد اس سے اٹھ گئی) اور جس کو یہ عہدہ (اس کی خلافِ مرضی) جبراً دیا گیا تو اس پر ایک فرشتہ اُترے گا"۔

# لوگوں کو خوشخبری سناؤ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(دین میں) آسانی پیدا کرو۔ سختی نہ برتو، لوگوں کو خوشخبری سناؤ، انھیں متنفر نہ کرو"۔ (بخاری)

## نفرت نہ دلاؤ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔ لوگوں کے لیے آسانی مہیا کرو۔ ان کے لیے مشکل پیدا نہ کرو۔ خوش خبری دو ان کو مایوس نہ کرو۔" (مسلم)

## صلہ رحمی سے پیش آؤ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جسے اپنے رزق میں کشائش کی خواہش ہو اور عمر کی درازی مطلوب ہو تو (اسے چاہیے کہ) صلہ رحمی سے کام لے۔" (مسلم)

## آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تم لوگ آپس میں نہ ایک دوسرے سے رشتہ و دوستی کا تعلق منقطع کرو۔ نہ کوئی ایک دوسرے سے بھاگو۔ نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ حسد رکھو۔ (بلکہ) سب کے سب آپس میں اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے ملاقات و گفتگو کرنا تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔" (ترمذی)

## بوڑھوں کی تعظیم و توقیر کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص آیا۔ اس کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا تھا۔ لوگوں نے اس کو جگہ دینے میں دیر کی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا "جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کی۔ وہ

ہم میں سے نہیں"۔ (ترمذی)

## نوجوانوں کو بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نوجوان نے کسی بوڑھے کی اس کے سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے تعظیم و توقیر اور خاطر ومدارت کی۔ اللہ تعالیٰ اس جوان کے لیے کسی کو مقرر کر دے گا جو اس کے بڑھاپے کے زمانہ میں اس کی تعظیم و توقیر اور خاطر و مدارت کرے گا"۔ (ترمذی)

## امیر کی بات سنو اور اس کا حکم مانو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "امیر کی بات سنو اور اس کا حکم مانو، اگرچہ تمہارے اوپر حبشی غلام کو عامل (گورنر) بنا دیا جائے خواہ اس کا سر منقّی جیسا ہو"۔ (ترمذی)

## اپنے آپ پر سختی نہ کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "تم اپنے آپ پر سختی نہ کرو ورنہ پھر اللہ بھی تم پر سختی کرے گا۔ جب ایک قوم نے اپنے آپ پر سختی کی تھی تو اللہ نے بھی اس پر سختی کی۔ یہ جو لوگ صومعوں اور دیار میں پائے جاتے ہیں یہ انہی کی یادگار اور بقایا ہیں، رہبانیت انھوں نے خود نکالی تھی۔ ہم نے (خدا نے) اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا"۔ (ابوداؤد)

## ظالم و مظلوم دونوں کی مدد کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو"

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اپنے بھائی مظلوم کی مدد کرنا تو ایک بات ہوئی مگر ظالم کی مدد کیسے کریں (ظالم کی مدد کرنے کے کیا معنی ہیں؟)

آپؐ نے فرمایا "اس کو ظلم کرنے سے روکو۔ اس کے لیے یہی تمہاری مدد ہے"۔ (ترمذی)

## حیا و پاکیزگی اختیار کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس چیز میں فحش و بے حیائی ہوگی وہ اسے عیب دار کر دے گی۔ اور جس میں شرم و حیا ہوگی وہ اسے زینت و رونق دے گی"

(یعنی فحش و بے حیائی ایسی بُری بلا ہے کہ انسان کے تمام شرف و فضیلت کو خاک میں ملا کر اسے عیب دار و ذلیل کر دیتی ہے اور حیا و پاکیزگی ایسی عمدہ چیز ہے کہ انسان کے شرف و اعزاز کو چار چاند لگا دیتی ہے) (ترمذی)

## مسلم پر بدگمانی کرنے سے پرہیز کرو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی کسی مجلس سے گزرا اور اس نے ان لوگوں کو سلام کیا اہلِ مجلس نے اس کے سلام کا جواب دیا جب یہ اس مجلس سے گزر گیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اس سے بغض رکھتا ہوں اہلِ مجلس نے اس سے کہا ترک! خدا کی قسم! ہم اس قصہ کی اطلاع اس شخص کو ضرور دیں گے اے فلاں! جا۔ چنانچہ اس نے اس جانے والے کو جو کچھ کہنے والے نے کہا تھا اس کی خبر دی چنانچہ وہ آدمی (جس کو اطلاع دی گئی تھی) حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپؐ سے جو کچھ ہوا اور جو اس شخص نے کہا تھا بیان کیا، اور اس آدمی نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم! اس شخص کے پاس کسی کو بھیجئے اور اس سے پوچھیے کہ مجھ سے کیوں بغض رکھتا ہے؟ (چنانچہ

آپؐ نے اسے بلوایا اور) اس سے حضورؐ نے دریافت کیا تو اس شخص سے کیوں بغض رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خوب خبر ہے میں نے اس کو نہیں دیکھا بجز ان نمازوں کے جن کو بھلے اور برے سبھی پڑھتے ہیں اور کوئی نماز نہیں پڑھتا، اس آدمی نے کہا یا رسول اللہؐ! اس سے پوچھیے کیا میں نے ان نمازوں کے وضو میں کوئی کمی کی ہے یا ان نمازوں کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خبر ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو سوائے اس زکوٰۃ کے جس کو بھلے اور برے سبھی ادا کرتے ہیں، تو اس نے کہا یا رسول اللہؐ! اس سے پوچھیے کیا اس نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے زکوٰۃ کے طلب کرنے والے کو زکوٰۃ دینے سے منع کیا ہو؟ چنانچہ اس سے حضورؐ نے پوچھا اس نے کہا میں نے نہیں دیکھا تو اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھے اس کی خبر ہے میں نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے کبھی ایک دن کا روزہ رکھا ہو سوائے اس مہینے کے جس کا بھلے اور برے سبھی روزہ رکھتے ہیں تو اس آدمی نے کہا یا رسول اللہؐ! اس سے پوچھیے کیا اس نے مجھے دیکھا ہے کہ جس دن میں میں مریض نہ ہوں یا سفر میں نہ ہوں میں نے کبھی افطار کیا ہے؟ چنانچہ آپؐ نے اس بات کو اس سے پوچھا اس نے کہا نہیں، تو حضورؐ نے اس شکایت کرنے والے سے فرمایا میں نہیں جانتا شاید کہ وہ تجھ سے بہتر ہو۔" (ابن عساکر۔ کنز العمال)

## کھانے پینے کے آداب

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹتے۔ نیز آپؐ نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے تکلیف دہ چیز دور کر دے اور کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور ہم لوگوں کو آپؐ نے حکم فرمایا کہ رکابی (اور پیالہ وغیرہ) انگلیوں سے پوچھ لیا کرو اور فرمایا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے"۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل سے منع کیا ہے کہ "کوئی کھڑے کھڑے پانی پیئے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ (کھڑے ہوکر) کھانا (کیسا ہے؟) آپ نے فرمایا یہ اور زیادہ سخت (برا) ہے۔" (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں سے پانی پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طرح اچھا ہضم ہوتا ہے۔"

(ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے اس وقت راضی ہوتا ہے کہ جب وہ کوئی چیز کھائے یا کچھ پیئے تو اس کے بعد (خدا کا) شکر ادا کرے۔" (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ آپؐ کے دائیں طرف ایک اعرابی تھا اور آپؐ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ پہلے آپؐ نے پیا۔ پھر اس اعرابی کو دیا۔ اور فرمایا کہ پہلے دایاں مستحق ہے پھر اس کے بعد اس کا دایاں۔" (ترمذی)

# صفائی و پاکیزگی

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے ہر چالیس رات (دن) کے بعد ناخن کترنے، مونچھ کے بال صاف کرنے اور ناف کے نیچے کے بال مونڈنے کا وقت مقرر کیا۔" (ترمذی)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ "ہمارے واسطے مونچھیں کترنے، زیر ناف کے بال مونڈنے اور بغلوں کے بال صاف کرنے کے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی تھی کہ ہم انھیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔"

یہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے اگر ہر آٹھویں دن ایسا کیا جائے تو بہتر ہے جیسا کہ دیگر

احادیث میں وارد ہے۔ شرح السنہ میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ آنے سے پہلے پہلے ناخن اور مونچھیں کترا لیتے تھے۔ (ترمذی)

# کبیرہ گناہ

عبید اللہ بن ابو بکر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا۔ آپؐ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:۔ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ پھر فرمایا کہ کیا میں کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا کہ جھوٹی بات یا فرمایا کہ جھوٹی گواہی۔ شعبہ کا کہنا ہے کہ میرا غالب گمان یہی ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کے متعلق فرمایا"۔ (صحیح بخاری۔ مسلم)

# فضول گو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک شخص ان کے اصحاب میں سے انتقال کر گیا۔ ایک شخص نے کہا "تمہیں بہشت کی خوشخبری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ممکن ہے اس نے فضول اور لایعنی باتوں میں دخل دیا ہو۔ اور ایسی چیز کا بخل کیا ہو جس کے دے دینے سے اس کا کچھ نقصان نہ ہوتا اور اس کی دولت کم نہ ہو جاتی"۔ (ترمذی)

# ضرورت سے زائد عمارتیں بنانے والا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب خرچ اللہ کے راستہ میں ہے مگر گھر بنانا کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے"۔ (ترمذی)

# زعفرانی لباس

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" زعفران

سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے مردوں کو منع فرمایا ہے۔" (مسلم)

## فقر و فاقہ اور حسد

کاد الفقر ان یکون کفرا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فقر و فاقہ ہیں کفر تک نوبت پہنچ سکتی ہے اور حسد ایسی سخت چیز ہے کہ کہیں تقدیر پر بھی غالب نہ آجائے۔" (البیہقی شعب الایمان)

## غربت کا مارا پڑوسی

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھ پر اس کا ایمان ہی نہیں جو ایسی حالت میں مرے کہ اس کا پیٹ تو بھرا ہوا ہو اور اس کی بغل میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اسے اس کے بھوکے ہونے کا علم بھی ہو۔"

(الطبرانی فی الکبیر۔ البزار)

## خائن متولّی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا متولی بنا پھر اس نے اس سے خیانت کی تو وہ آگ میں جلے گا۔" (الطبرانی فی الصغیر)

## تجسّس کرنے والا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور (اندر دیکھنے کے لیے) اس نے اپنی آنکھ دروازے کے شگاف میں گھسا دی، آپؐ نے تیر یا نوک دار لکڑی ہاتھ میں لی اور اس اعرابی کی طرف قصد کیا تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں۔ یہ دیکھ کر وہ چلتا بنا۔ تب آپؐ نے فرمایا، اگر تو یہاں ٹھہرا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا۔

(الادب المفرد)

# شراب ___ اُمّ الخبائث

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے متعلق دس (شخصوں) پر لعنت بھیجی ہے۔

(۱) دوسرے کے لیے شراب نچوڑنے والے پر۔

(۲) اپنے لیے شراب نچوڑنے والے پر۔

(۳) اس کے پینے والے پر۔

(۴) اس کے اٹھانے والے پر۔

(۵) جس کی طرف اٹھا کرلے جائے اس پر۔

(۶) اس کے پلانے والے پر۔

(۷) اس کے بیچنے والے پر۔

(۸) اس کی قیمت کھانے والے پر۔

(۹) اس کے خریدنے والے پر۔

(۱۰) جس کے لیے خریدی جائے اس پر۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ شراب کا سرکہ بنایا جائے (تو کیسا ہے)

آپؐ نے فرمایا نہیں۔ (ترمذی)

# سُود کے چور دروازوں کی بندش

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے پھر وہ (قرض لینے والا) اسے تحفہ دے یا سواری پیش کرے تو نہ سواری پر سوار ہو اور نہ ہدیہ قبول کرے مگر یہ کہ پہلے سے یہ (لین دین) جاری ہو" (ابن ماجہ)

## قصاص (قصاص میں زندگی ہے)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ "ایک یہودی نے ایک لڑکی کو چاندی کے زیور کے لالچ میں پتھر سے مار ڈالا۔ لڑکی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا اس میں کچھ جان باقی تھی۔ حضورؐ نے اس سے پوچھا "کیا تجھ کو فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟ لڑکی نے سر کے اشارہ سے کہا "نہیں"۔ حضورؐ نے دوبارہ پوچھا: اس نے سر کے اشارہ سے انکار کر دیا۔ تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے کہا "ہاں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو دو پتھروں کے درمیان رکھوا کر مروا ڈالا۔"

اور ایک روایت میں ہے "یہودی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھوا کر کچلوا دیا۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ "ایک یہودی نے ایک انصار کی لڑکی کو زیور کے لالچ میں قتل کر کے کنویں میں ڈال دیا اور پھر پتھر سے اس کا سر کچل ڈالا۔ یہودی کو پکڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ حضورؐ نے حکم دیا اس کو پتھروں سے قتل کر ڈالا جائے چنانچہ اس کو سنگسار کرایا گیا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ "ایک لونڈی کو اس حال میں پایا گیا کہ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچلا گیا تھا۔ اس سے پوچھا گیا یہ حرکت کس نے کی ہے؟ فلاں شخص نے؟ فلاں شخص نے؟ یہاں تک کہ یہودی کا نام بھی لیا۔ اس نے سر کے اشارہ سے یہودی کو بتایا یہودی نے اپنے جرم کا اقرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کو دو پتھروں میں کچل دینے کا حکم دیا۔" (مسلم)

## شرابی کی سزا (اس میں لوگوں کے لیے عبرت ہے)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ "ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ حضورؐ نے درخت کی دو چھڑیاں منگوائیں اور

چالیس کے قریب اس کے لگوائیں"۔

راوی کا بیان ہے ابوبکرؓ نے بھی اپنے عہدِ خلافت میں یہی کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں اس کی بابت لوگوں سے مشورہ کیا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا: (شرابی کی) سب سے ہلکی سزا اسّی کوڑے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی لکڑی اور جوتی سے مارنے کی سزا دی اور حضرت عمرؓ کے عہدِ حکومت میں جب اطراف و جوانب کے ملکوں سے تعلق ہوا تو آپ نے شراب پینے کی سزا پر مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا آپ سب سے کم سزا اس کی مقرر کیجیے۔ حضرت عمرؓ نے اسّی کوڑے کی سزا شرابی کے لیے مقرر کی۔ (مسلم)

## دو بھائی

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں دو بھائی تھے۔ ایک ان میں سے کمائی کرتا تھا اور دوسرا حضورؐ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتا تھا اور آپؐ سے علم حاصل کرتا تھا۔ کمانے والے بھائی نے حضورؐ سے اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا، "شاید کہ تو اسی بھائی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے"۔ (ترمذی)

## نیک فال

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہ چھوت (کوئی چیز) ہے، نہ بدفالی" اور میں (اچھے) فال کو پسند کرتا ہوں۔

لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! (اچھا) فال کیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ کلمۂ طیب (یعنی پاک اور اچھی بات) ہے (جس کو تم کسی سے سنو)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی

ضرورت سے باہر تشریف لے جانے لگتے تو آپ کو یہ اچھا معلوم ہوتا کہ آپ کسی کی زبان سے یہ الفاظ سنیں "اے ٹھیک راستہ پانے والے" اور "اے کامیاب"۔ (ترمذی)

## طالبِ علم

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:
"جو علم کی طلب میں نکلا وہ واپس ہونے تک اللہ کے لیے (جہاد میں) ہے"۔ (مسلم)

## پہلے سعی و تدبیر پھر توکّل

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! کیا میں اسے (یعنی اپنی اونٹنی کو) باندھ کر اللہ پر توکّل کروں یا اسے یوں ہی کھلا چھوڑ کر توکّل کروں (یعنی اسے مسجد کے دروازہ کے باہر باندھ کر اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دوں یا یوں ہی رہنے دوں اور اللہ پر توکّل کروں) حضورؐ نے فرمایا۔ اس کو باندھو اور پھر توکّل کرو"۔ (ترمذی)

## طالبِ خیر

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو استخارہ (یعنی اللہ سے خیر کی طلب) کرے وہ نامراد نہیں رہتا —— اور جو مشورہ کر لیا کرے وہ نادم نہیں ہوتا —— اور جو میانہ روی اختیار کرے وہ محتاج نہیں ہوتا"۔ (الطبرانی، اوسط و صغیر)

## جہاد فی سبیل اللہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشرکین سے اپنے مال جان اور زبان سے جہاد کرو"۔
(ابو داؤد۔ نسائی)

## جہاد کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ کی راہ میں صبح سے دوپہر تک یا دوپہر سے شام تک نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔" (بخاری)

## شہید اور غازی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور اس سے آپؐ کی مراد یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے راستہ راستہ میں جہاد کرتا ہے اس کا میں ضامن ہوں اگر میں اس کی رُوح قبض کرتا ہوں تو جنت کا وارث بناتا ہوں۔ اور اگر اسے زندہ وسلامت اپنے گھر لوٹاتا ہوں تو مزدوری (ثواب) اور مالِ غنیمت کے ساتھ لوٹاتا ہوں۔" (ترمذی)

## مجاہد

حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سُنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "صبح یا شام کو اللہ کی راہ میں کچھ دیر نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کو کمان کے برابر یا اتنی جگہ مل جائے جس میں کوڑا رکھا جاسکے تو وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اگر جنت کی کوئی عورت (حور عین) اہلِ زمین کی طرف جھانکے تو زمین و آسمان کی درمیانی فضا جگمگائے اور خوشبو سے بس جائے اور حورعین کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔" (بخاری)

## مجاہدین کی خدمت (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت

جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم سفر ہوا، تو وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ وہ عمر میں انس سے بڑے تھے۔ حضرت جریرؓ نے فرمایا کہ میں نے انصار کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے تو میں بھی جس کسی کو دیکھتا ہوں اس کی عزت کرتا ہوں۔ (بخاری)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، تو ہم میں سے زیادہ سایہ اس کے اوپر تھا جو اپنی چادر کا سایہ کیے ہوئے تھا۔ (ہم میں سے) جن حضرات کا روزہ تھا انھوں نے کوئی کام نہ کیا اور جن کا روزہ نہیں تھا انھوں نے اونٹوں کو اٹھایا، انھیں کھلایا پلایا اور ہر خدمت دی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تو افطار کرنے والے بڑا ثواب لوٹ کر لے گئے۔ (بخاری)

(۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "تم فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ، اس نے جہاد پر جانے کی تیاری کی تھی لیکن وہ بیمار ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ نوجوان اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ جو سامان جہاد پر جانے کے لیے تم نے تیار کیا ہے وہ مجھ کو دے دو۔ اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا "جو سامان میں نے فراہم کیا ہے وہ سب اس کو دے دو۔ کوئی چیز باقی نہ رکھو۔ خدا کی قسم! اگر تو کوئی چیز بچا لے گی تو تیرے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔" (مسلم)

## مجاہدین کی سواری

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی رکھ دی گئی ہے"۔ (بخاری)

## شہید

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس بھلی جگہ ملے اور پھر بھی دنیا میں واپس لوٹنا پسند کرے، خواہ اسے دنیا وما فیہا سب کچھ دے دیا جائے، سوائے شہید کے کیونکہ وہ شہادت کی فضیلت (ذائقہ اور ثواب) دیکھ چکا ہے۔ لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں واپس جائے اور راہِ خدا میں دوبارہ قتل ہو۔" (بخاری)

## شہید اور قرض

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں قتل ہونا ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا سوائے قرض کے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا "ہاں سوائے قرض کے" (ترمذی)

## شہادت کی تمنّا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جو شخص سچے دل سے شہادت کا طالب ہو۔ اس کو شہادت کا اجر دیا جائے گا اگرچہ وہ شہادت کا مرتبہ حاصل نہ کر سکے۔"

اور ایک روایت میں ہے الفاظ ہیں کہ "اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔" (مسلم)

# عالمِ آخرت

## توشۂ آخرت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ دو چیزیں تو ان میں واپس چلی آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے
واپس آنے والی چیزیں اس کے متعلقین اور مال ہیں۔
اور اس کے پاس رہنے والی چیز اس کا عمل ہے"۔
(مسلم)

## موت

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ خطوط (لکیریں) کھینچے اور فرمایا کہ یہ انسان کی اُمید اور یہ اس کی موت ہے وہ ان کے درمیان ہی پھنسا رہتا ہے کہ قریبی خط سے موت آجاتی ہے"۔ (صحیح بخاری)

## موت سے پہلے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے متعلق بھلائی کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو اس سے نیک کام کرا لیتے ہیں۔ دریافت کیا گیا نیک کام کرانے کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا کہ موت سے پہلے اس کو نیک کام کرنے کی توفیق بخش دیتے ہیں"۔ (ترمذی)

## موت کے وقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے۔ وہ شخص قریب المرگ تھا، حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم اپنے کو کیسے پاتے ہو؟ یعنی اس وقت تمہارا کیا حال ہے؟

اس نے عرض کیا:۔ یا رسول اللہؐ میں اللہ سے (نیک) امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ ایسے موقع پر کسی بندہ کے قلب میں جب بھی یہ دونوں چیزیں (امید و بیم) جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اُمید (وامن) کی جگہ میں رکھتا ہے اور اس سے بچائے رکھتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔

(ترمذی)

## موت کے بعد

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صبر تو وہ ہے جو پہلے صدمہ کے وقت ہو۔" (بخاری۔ مسلم)

## موت کے بعد کا حال

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم بھی وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو ضروری تھا کہ کم ہنستے اور ضروری تھا کہ زیادہ روتے۔" (بخاری)

## مُردے کا ذکرِ خیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو اس کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔"

پھر ایک دوسرے جنازے سے گزرے، اس کا برے الفاظ میں ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی۔

حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا، کیا چیز واجب ہوگئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت اور جس کا ذکر برے الفاظ میں ہوا اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی، تم لوگ اللہ کی زمین پر گواہ ہو۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

# احوالِ قبر

حضرت انس روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور لوگ مڑنے لگتے ہیں تو وہ جوتوں کی آہٹ (بخوبی) سنتا ہے۔ دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا کر اس سے کہتے ہیں اس شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ کہتا ہے میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے میں جنت عطا فرما دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ یہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق کہتا ہے مجھے (چنداں) معلوم نہیں میں تو وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے اسے کہا جائے گا۔ نہ تو تو نے جانا اور نہ سمجھا، پھر لوہے کے ہتھوڑے اس کے کانوں کے درمیان مارے جاتے ہیں اور وہ چیختا ہے اس چیخ کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔" (بخاری)

# علاماتِ قیامت

حضرت انس بن مالکؓ

# عَلاماتِ قیامَت

## علم اُٹھ جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم اُٹھ جائے گا اور جہالت قائم ہو جائے گی، شراب نوشی ہونے لگے گی اور کھلم کھلا زنا ہوگا۔" (بخاری)

## جہالت چھا جائے گی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آج میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے "قیامت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت چھا جائے گی علانیہ زنا ہوگا عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت ہوگی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا سر پرست والا ایک ہی مرد ہوگا۔" (بخاری)

## آخری زمانے میں ایمان اُٹھ جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اس وقت تک قیامت نہ ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہنے والے رہیں گے۔" (یعنی قیامت کے قریب اللہ اللہ کہنے والا کوئی بھی نہ رہے گا۔)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اللہ کہنے والے کی موجودگی میں قیامت نہ ہوگی۔" (مسلم)

## آخری زمانے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جائے گا

حضرت انسؓ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑا جائے؟ (یعنی وعظ و نصیحت کو) آپؐ نے فرمایا جب کہ تم میں وہ بات ظاہر ہو جائے جو تم سے قبل بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئی، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! وہ کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب تمہارے چیدہ چیدہ لوگوں میں ظلم کرنا پایا جائے اور تم میں سے شریر لوگوں میں فحش پایا جائے، اور حکومت تمہارے کم عمروں کے ہاتھ میں ہو جائے اور فقہ تم میں سے رذیل لوگوں میں چلا جائے۔ ــــ اور ایک روایت میں اس طرح ہے اور علم تمہارے رذیل لوگوں میں چلا جائے۔ (ابن عساکر۔ ابن النجار۔ کنزالعمال)

## صبح میں مسلمان لیکن شام تک کافر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت سے پہلے ایسے فتنے برپا ہوں گے، جیسے اندھیری رات کی تاریکی۔ ایک شخص صبح کے وقت تو مسلمان ہو گا لیکن شام تک (کسی فتنہ میں مبتلا ہو کر) کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح شام کو تو کوئی مسلمان ہو گا لیکن صبح وہ کافر ہو گا۔ لوگ اپنے دین و ایمان کو چند ٹکوں کی خاطر بیچ دیں گے۔" (ترمذی)

## وقت تیزی سے گزرنے لگے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہ ہو گی جب تک کہ زمانہ قریب قریب نہ ہو لے۔ سال مہینہ کے برابر اور مہینہ جمعہ کے مانند (یعنی ایک ہفتہ کے مانند) نہ ہو جائے۔ اور دن گھنٹہ کے برابر اور گھنٹہ ایسا نہ ہو لے جیسے بھڑکتی ہوئی آگ سے کسی چیز میں ایک بار شعلہ پیدا کر دینا" (ترمذی)

## بُرائیاں عام ہو جائیں گی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ فحش و تفحش یعنی بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھ جانا اور قطع رحم اور امین کو خائن بنانا اور خائن کو امین کہنا۔" (الطبرانی فی الاوسط)

## اچانک موت ہونے لگے گی

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ ہلال کو روبرو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دو راتوں کا چاند ہے۔ مسجدیں رہگذر بن جائیں گی اور اچانک موت کی کثرت ہو گی۔" (الطبرانی فی الاوسط)

## حرام، حلال بن جائے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میری اُمت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی":

۱۔ جب ان میں ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہو گا۔

۲۔ اور وہ شراب نوشی کریں گے۔

۳۔ اور ریشم کا لباس پہنیں گے۔

۴۔ اور قیان کو اختیار کریں گے۔

۵۔ اور مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہو گی۔ (الطبرانی فی الاوسط)

## مسجدیں فخر و مباہات کا مرکز بن جائیں گی۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت قائم

نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر و مباہات کریں گے۔" (البیہقی، ابن ماجہ)

## انسان، بھیڑیا بن جائے گا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا نہ ہوگا، اسے بھیڑیے کھا جائیں گے۔" (الطبرانی فی الاوسط)

## جہلاء اور فساق ہوں گے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آخر زمانے میں عبادت گزار جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔" (الحاکم)

## دین پر ثابت قدم رہنا دشوار ہو جائے گا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا لوگوں کے درمیان ایسا ہوگا جیسے چنگاری کو مٹھی میں دبانے والا یعنی جس طرح مٹھی میں چنگاری لینے والا اس کی جلن پر صبر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ایک دن آئے گا کہ لوگوں کے درمیان ایک متدین یعنی دیندار و پرہیزگار شخص گناہگاروں و نافرمانوں کے غلبہ اور فتنوں کے پھیلنے کے سبب اپنے دین اور اتقاء و پرہیزگاری پر بڑی مشکل سے قائم رہ سکے گا۔" (ترمذی)

## ایک اہم نشانی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کی سب سے پہلی نشانیوں میں سے آگ ہے جو مشرق کے لوگوں کو اکٹھا کرکے مغرب میں لے جائے گی۔" (بخاری)

# مناظرِ قیامت

حضرت انس بن مالک رضؓ

# مناظرِ قیامت

## دُور ہو جاؤ، تمہارے لیے تباہی ہو

حضرت انسؓ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضورؐ مسکرائے اور پوچھا "تم کو معلوم ہے مجھ کو کس بات نے ہنسایا" ہم نے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب جانتے ہیں" حضورؐ نے فرمایا "مجھ کو اس بات نے ہنسایا کہ (قیامت کے دن) بندہ اپنے رب سے مخاطب ہو کر عرض کرے گا۔" اے پروردگار! کیا تو نے مجھ کو ظلم سے خلاصی عنایت نہیں فرمائی ہے؟" خداوند تعالیٰ فرمائے گا "ہاں" بندہ کہے گا "میں تو اپنے معاملہ میں اپنے سوا کسی کی شہادت قبول نہ کروں گا" خداوند تعالیٰ فرمائے گا "آج تیری جان ہی تیرے خلاف شہادت دینے کے لیے کافی ہے اور کراماً کاتبین (وہ فرشتے جو بندوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں) بھی تیرے خلاف شہادت دیں گے"۔ اس کے بعد بندہ کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضائے جسم کو حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ اعضا اس کے اعمال کو بیان کر دیں گے اس کے بعد بندہ کو طاقتِ گویائی دی جائے گی اور وہ اپنے اعضا سے کہے گا، دُور ہو، تمہارے لیے تباہی ہو۔ میں تمہاری ہی طرف سے تو مدافعت کر رہا تھا۔ (مسلم)

## کاش میں کسی طرح چھٹکارا پا لیتا

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جس شخص کو (قیامت کے دن) سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا اس سے خداوند تعالیٰ پوچھے گا اگر ساری دنیا اور دُنیا کے اندر جس قدر چیزیں ہیں سب تیرے قبضہ میں ہوں تو اس کو اپنے عذاب سے رہائی حاصل کرنے کے لیے دے دے گا۔ ہاں خداوند تعالیٰ فرمائے گا جب تو آدم کی پشت میں تھا اس وقت تو میں نے تجھ سے اس سے بھی آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا اور وہ یہ کہ تو شرک کا

ارتکاب نہ کرنا میں تجھ کو دوزخ میں داخل نہ کروں گا لیکن تو نے میرے حکم کو نہ مانا اور شرک کیا اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اس کو عذاب سے بچنے کے لیے دے دے گا۔" (مسلم)

## کافر منہ کے بل چلے گا

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ! قیامت کے دن کافر کو منہ کے بل کیونکر چلایا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے دنیا میں آدمی کو پاؤں سے چلایا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ قیامت میں منہ کے بل چلائے"۔

اس حدیث کے راوی قتادہ نے کہا "ہاں خدا اس کی قدرت رکھتا ہے۔ ہم اپنے پروردگار کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔" (مسلم)

## ہر غدّار اپنے جھنڈے کے ساتھ کھڑا ہو گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہر غدّار کا (قیامت کے دن) ایک جھنڈا ہو گا جس سے اس کی شناخت ہو گی"۔ (مسلم)

## تو دنیا میں کیا کر کے آیا؟

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن انسان کو اس طرح لایا جائے گا کہ گویا وہ بھیڑ کا بچہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تجھے (جانور، غلام اور لونڈیاں وغیرہ مال و دولت) عطا کیا تھا۔ اور انواع و اقسام کے انعام کیے تھے۔ سو تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے اسے جمع کیا۔ اور اسے بہت زیادہ بڑھایا۔ اور میں نے اس کو اس سے

بہت زیادہ کر کے چھوڑا جتنا کہ وہ پہلے تھا۔ یا اللہ مجھے ذرا واپس بھیج دے۔ میں ابھی سارے کا سارا مال لے آتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ مجھے یہ دکھا کہ تو نے کتنا آگے بھیجا (میرے دیئے ہوئے مال میں سے کتنا نیک کاموں میں خرچ کیا ؟) وہ کہے گا خداوندا ! میں نے تو اسے جمع کیا اور بڑھایا۔ اور اسے کثیر حالت میں چھوڑا۔ سو اگر اس بندہ نے نیکی آگے نہ بھیجی ہوگی (اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا ہوگا) تو اس کو دوزخ کی طرف بھیج دیا جائے گا"
(ترمذی)

## اے آدم کے بیٹے ؟

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "قیامت کے دن دنیا کے بڑے بڑے مالدار اور نعمت والے دوزخی کو لایا جائے گا اور آگ کے گڑھے میں اس کو ایک غوطہ دیا جائے گا اور پھر کہا جائے گا "آدم کے بیٹے ! کیا کبھی تجھ کو راحت نصیب ہوئی ہے ؟" وہ کہے گا "نہیں" اے پروردگار ! خدا کی قسم ! نہیں"۔

پھر ایک جنتی کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں سخت تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کی ہوں گی اس کو جنت کی نعمتوں میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پوچھا جائے گا "آدم کے بیٹے ! کیا کبھی تو نے مشقت و تکلیف برداشت کی ہے" وہ کہے گا "نہیں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی تکلیف نہیں اٹھائی"۔ (مسلم)

## بروز قیامت انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان (قیامت کے روز) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ اور اس کے لیے وہی ہے جو خود اس نے کمایا"۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ! قیامت کب آئے گی ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟

اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں ہوں۔

آپؐ نے فرمایا۔ تو نے قیامت کے لیے کیا سامان کر رکھا ہے؟

اس نے عرض کیا۔ حضورؐ نہ تو میں نے لمبی چوڑی نمازیں پڑھی ہیں اور نہ اتنے روزے ہی رکھے ہیں (جو یہاں اس کے سامان کے طور پر بیان کروں) مگر اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔

حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا (قیامت میں) انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔ اور تو بھی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں کہ) اسلام لانے کی خوشی کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس بات سے خوشی ہوئی اتنا ان کو کسی بات سے خوش ہوتے نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

# کہاں ہیں متقی لوگ؟

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَمَرْتُكُمْ فَضَيَّعْتُمْ مَا عَهِدْتُّ اِلَيْكُمْ فِيْهِ وَرَفَعْتُمْ اَنْسَابَكُمْ فَالْيَوْمَ اَرْفَعُ نَسَبِيْ وَاُضَيِّعُ اَنْسَابَكُمْ اَيْنَ الْمُتَّقُوْنَ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ارشاد فرمائے گا: میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو تم نے ان احکام کو ضائع کر دیا جو میں نے تمہیں دیے تھے اور اپنے انساب کو اوپر اٹھایا۔ آج میں اپنے نسب کو بلند کروں گا اور تمہارے انساب کو ضائع کر دوں گا۔ کہاں ہیں متقی لوگ؟ بلاشبہ خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

## خصوصی اعزاز

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت میں کون سب سے بڑھ کر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جود و سخاوت میں سب سے بڑھ کر خدا ہے، پھر بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں! اور میرے بعد جود و سخاوت میں سب سے بڑھ کر وہ ہے جس نے علم حاصل کیا اور اس کو پھیلایا۔ یہ شخص قیامت کے روز ایک امیر کی طرح سے آئے گا یا آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک جماعت کی حیثیت سے آئے گا۔" (بیہقی)

## پروردگار! یہ شخص تو میرا امّتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ پر غنودگی سی طاری ہو گئی۔ پھر آپؐ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا ہم نے پوچھا: یا رسول اللہؐ! کس چیز نے آپؐ کو ہنسایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابھی ابھی مجھ پر ایک سورۃ نازل کی گئی ہے۔ یہ فرما کر حضورؐ نے یہ سورۃ پڑھی۔

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

(اے نبی) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا پس تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔

(یہ سورۃ پڑھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) دریافت فرمایا: تم جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے؟

ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسولؐ خوب واقف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(کوثر) ایک نہر ہے جس کو عطا فرمانے کا وعدہ خدا نے مجھ سے کیا ہے۔ اس نہر پر ایک بڑی خوبی ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن

میری امت آئے گی۔ اس حوض کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حوض کے اندر سونے چاندی کے لوٹے آسمان کے ستاروں کے مانند دکھائی دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ (اس حوض پر) ایک شخص کو آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا، اے پروردگار! یہ شخص تو میری امت کا ہے۔ جواب میں مجھ سے کہا جائے گا "تم کو معلوم نہیں تمہارے بعد اس نے کس قدر بدعتیں کی ہیں۔" (مسلم)

## پروردگار! مجھے شفاعت کی اجازت مرحمت فرما

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہمارے پروردگار کے سامنے کوئی ہماری سفارش کر دیتا تو بہتر ہوتا کہ ہم اس جگہ (کے سوال و جواب) سے (نجات پاکر) راحت حاصل کر لیتے۔ چنانچہ (یہ خیال کر کے) وہ آدم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے آپ ساری مخلوق کے باپ آدم ہیں آپ کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اپنی روح کو آپ کے جسم میں پھونکا ہے اور خدا کے حکم سے فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا ہے آپ اپنے پروردگار کے سامنے ہماری سفارش فرما دیجیے کہ ہم اس (ہولناک) جگہ سے نجات پا جائیں۔" آدمؑ ان کی درخواست کے جواب میں فرمائیں گے "میں اس درجہ پر نہیں ہوں (یعنی وہ مرتبہ نہیں رکھتا جو شفاعت کے لیے ضروری ہے) پھر آدمؑ کو اپنا وہ قصور یاد آجائے گا جو انھوں نے کیا تھا اور ان کو خدا کے حضور میں حاضر ہونے سے شرم آئے گی اور وہ یہ کہیں گے تم نوحؑ کے پاس چلے جاؤ وہ سب سے پہلے رسول ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر مامور فرمایا ہے چنانچہ وہ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے۔ "میں شفاعت کا مرتبہ نہیں رکھتا۔" پھر نوحؑ کو اپنا قصور یاد آجائے گا اور وہ خدا کے حضور میں حاضر ہونے سے شرم کریں گے اور کہیں گے تم ابراہیمؑ کے پاس چلے جاؤ جن کو خدا نے اپنا دوست بنایا تھا۔

چنانچہ وہ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے وہ (ان کی درخواست کے جواب میں کہیں گے) "میں شفاعت کا مرتبہ نہیں رکھتا) اور ان کو اپنا قصور یاد آجائے گا جو انھوں نے کیا تھا اور ان کو خدا کے حضور میں حاضر ہونے سے شرم آئے گی (وہ کہیں گے) تم موسیٰؑ کے پاس چلے جاؤ جن سے خدا نے کلام کیا ہے اور جن کو توراۃ مرحمت فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ موسیٰؑ کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کا مرتبہ نہیں رکھتا"۔ ان کو اپنی خطا یاد آجائے گی اور اپنے پروردگار کے سامنے جاتے شرم آئے گی (وہ کہیں گے) تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ جو خدا کی روح اور خدا کا کلمہ ہیں"۔ چنانچہ وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے۔ وہ ان کی درخواست کے جواب میں کہیں گے (میں شفاعت کا اہل نہیں) تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ وہ خدا کے بندے ہیں اور خدا نے ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دیے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "ان کے بعد وہ میرے پاس آئیں گے میں اپنے پروردگار سے شفاعت کی اجازت طلب کروں گا۔ مجھ کو اجازت دی جائے گی اور میں خدا کے حضور میں جا کر سجدہ میں گر پڑوں گا اور جس قدر خدا چاہے گا میں سجدہ میں پڑا رہوں گا، پھر کہا جائے گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ (اور جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہہ دو تمہاری سنی جائے گی (جو مانگنا چاہتے ہو) مانگو دیا جائے گا (جس کی) شفاعت کرنا چاہتے ہو کرو۔ شفاعت قبول کی جائے گی (یہ سن کر) میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا اور خدا کی حمد ان الفاظ میں کروں گا جو خدا مجھ کو سکھا دے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور (جن لوگوں کے حق میں میری شفاعت قبول ہوگی ان کی) تعداد محدود کر دی جائے گی۔ میں ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور پھر واپس آکر پروردگار کے حضور میں سجدہ میں گر پڑوں گا اور جس قدر خدا چاہے گا سجدہ میں پڑا رہوں گا پھر مجھ سے کہا جائے گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ۔ مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی"۔ میں اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور خدا کی حمد ان الفاظ میں کروں گا جو خدا مجھ کو سکھا دے گا۔ پھر شفاعت کروں گا اور ایک تعداد معین کر دی جائے گی میں ان کو دوزخ

سے نکال لوں گا اور جنت میں داخل کر دوں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ کو یہ یاد نہیں رہا کہ تیسری مرتبہ میں یا چوتھی مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "پھر میں اپنے پروردگار سے یہ عرض کروں گا کہ اے پروردگار اب دوزخ میں صرف وہ لوگ رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے (یعنی جن کی نسبت قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ يعني خدا مشرکوں کو کبھی نہیں بخشے گا۔ (صحیح مسلم)

## مجھے شفاعت کی اجازت ملے گی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔ اچانک عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے۔ جو اے محمدؐ! آپ کے پاس آئی ہے وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینہ میں دہانوں تک غرق ہوں گے۔ لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو موت ڈھانپے گی۔ اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجیے یہاں تک کہ میں فارغ ہو کر آؤں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے اور آپ کو وہ تقرب حاصل ہوگا جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی و رسول کو۔ اللہ تعالیٰ جبریلؑ سے فرمائے گا تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھائیے مانگیے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجیے شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا۔ اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا شفاعت ہی کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ اے محمدؐ! آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ نے پیدا کیا ہے اور

اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ "لا الٰہ الا اللہ" کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کر جنت میں داخل کر دیں"۔ (مسند احمد)

## میں شافعِ محشر ہوں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَإِنَّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ"

میں سب سے پہلا شخص ہوں جو جنت میں سفارش کروں گا۔ انبیاء میں سے کسی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی۔ اور نبیوں میں سے ایک نبی ایسے ہیں جن کی تصدیق ان کی امت کے صرف ایک شخص نے کی ہے۔ (مسلم)

## اور میں شفاعت کروں گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "قیامت میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا اور تمام انبیاء سے میرے متبعین کی تعداد زیادہ ہوگی"۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے روز نبیوں میں سب سے زیادہ تعداد میرے پیروؤں کی ہوگی اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا"۔

## میں جنت کا دروازہ کھلواؤں گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر جاؤں گا اور اس کو کھولنے کی

درخواست کروں گا۔

دربان پوچھے گا تم کون ہو۔

میں کہوں گا "میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں"۔

دربان کہے گا مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ہی کے لیے دروازہ کھولوں اور آپ سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں"۔ (مسلم)

# جنّت اور دوزخ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

## جنّت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت تکالیف سے گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشات سے گھری ہوئی ہے"۔ (مسلم)

## جنت کا درخت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی سوار سو سال تک اس کے سایے میں چلتا رہے تب بھی طے نہیں کر سکے گا۔" (بخاری)

## جنت کا بازار

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جنت میں ایک بازار ہے۔ جس میں ہر جمعہ کو جنتی جمع ہوں گے اور وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے منہ اور کپڑوں پر خوشبو اڑا کر ڈالے گی۔ اور اس سے ان کے حسن وجمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ پھر جب وہ زیادہ حسین وجمیل بن کر اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے تو ان کی بیویاں کہیں گی خدا کی قسم! ہم سے جدا ہو کر تم نے اپنے حسن وجمال کو بڑھا لیا وہ جواب میں کہیں گے، اور ہمارے بعد تمہارے حسن وجمال میں اضافہ ہو گیا۔" (ترمذی)

## جنت کی ایک نعمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت میں جماع کرنے کی ایسی ایسی قوت دی جائے گی۔ عرض کیا گیا، وہ (کتنے مردوں کی) طاقت رکھے گا؟ آپ نے فرمایا کہ "اس کو سو (مردوں) کی قوت دی جائے گی۔" (ترمذی)

## جنّت کی نہر

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کوثر کیا چیز ہے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دی ہے (یعنی جنت میں دی ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر میٹھا ہے۔ اس میں پرندے ایسے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں کی مانند ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا تو یہ تو بڑے نرم و نازک بدن ہوں گے اور بڑے مزے میں رہتے ہوں گے" حضورؐ نے فرمایا "ان کے کھانے والے اور بھی زیادہ نرم و نازک بدن ہوں گے اور ان سے زیادہ مزے میں رہیں گے۔" (ترمذی)

## جنّت کی طلب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو تین بار اللہ تعالیٰ سے جنّت مانگتا ہے تو جنّت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دے اور جو تین بار دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے کہ اے اللہ! اس کو دوزخ سے پناہ دے۔"

یہ حدیث انس بن مالکؓ سے بطور ان کے قول کے بھی مروی ہے۔ (ترمذی)

## جنّت کو پُر کر دیا جائے گا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جتنا حصّہ جنت کا اللہ تعالیٰ خالی رکھنا چاہے گا اس کا اتنا حصّہ خالی رہ جائے گا پھر اس کے لیے خدا جس قسم کی مخلوق کو چاہے گا پیدا کرے گا۔" (مسلم)

# دوزخ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوزخ ہمیشہ یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور ہے (یعنی مجھ کو بھرنے کے لیے کچھ اور بھی ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا اور اس وقت دوزخ کہے گی بس، بس تیری عزت کی قسم! اور پھر اس کے گوشے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کے قدم رکھ دینے پر دوزخ کہے گی "تیری عزت و کرم کی قسم بس بس۔ اور جنت میں بھی جگہ برابر خالی رہے گی یہاں تک کہ خدا اس کو بھرنے کے لیے نئی مخلوق پیدا کرے گا اور اس کو جنت کی خالی جگہ میں ٹھہرا دے گا۔" (مسلم)

# دوزخ سے نجات

(۱)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوزخ سے اس کو نکال لو جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور جس کے دل میں جَو کے برابر بھی بھلائی ہے۔" (دوسری روایت کے مطابق مطلب یہ ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس پر ثابت قدم رہا تو اس کو بھی دوزخ سے نجات ملے گی۔) (ترمذی)

جَو کے برابر بھلائی یا ایمان کی تشریح حضورؐ نے اس طرح فرمائی کہ اگر کوئی شخص کسی کو برائی کرتا دیکھے اور اسے ہاتھ سے منع کرے تو وہ بھی مسلمان ہے اور جو اس سے زبان سے جہاد کرے تو وہ بھی مسلمان ہے اور جو دل سے جہاد کرے (یعنی اسے بُرا جانے) تو وہ بھی مسلمان ہے اور اس کے بعد (یعنی جو اتنا بھی نہ کر سکے تو اس میں) رائی کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (مسلم عن ابن مسعود)

(۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کو دوزخ سے نجات دو جس نے کسی دن بھی مجھے یاد کیا یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا۔" (ترمذی)

(۳)

حضرت انس رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کچھ لوگ لا الٰہ الا اللہ کے کہنے والے جہنم میں اپنے گناہوں کے سبب داخل ہو جائیں گے تو ان سے لات و عزیٰ کے پرستار کہیں گے کہ تمہیں لا الٰہ الا اللہ کے کہنے نے فائدہ نہ دیا؟ اور تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ہو؟ اس پر اللہ پاک کو ان مسلمانوں کی طرف سے غصہ آئے گا اور ان کو جہنم سے نکال کر نہرِ حیات میں ڈال دے گا، یہ اس میں پڑ کر اپنی جلن اور سوزش سے ایسے ہی چنگے ہو جائیں گے جس طرح سے چاند، گرہن سے نکل کر صاف ہو جاتا ہے، اور جنت میں داخل ہو جائیں گے، جنت میں ان لوگوں کا نام جہنمیون ہو گا۔ (طبرانی)

(۴)

ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ ان کا نام جنت میں جہنمی اس سیاہی کی وجہ سے ہو گا جو ان کے چہرہ پر ہو گی، یہ عرض کریں گے اے رب! ہم سے یہ نام بھی دور کر دے چنانچہ ان کو حکم ملے گا اور یہ جنت کی نہر میں غسل کریں گے تو ان سے یہ نام بھی چلا جائے گا۔ (تفسیر لابن کثیر)

(۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورہ بقرہ رکوع ۳) "جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"

اور فرمایا جہنم پر ایک ہزار سال آگ دہکائی گئی تو وہ سرخ ہو گئی تو پھر ایک ہزار سال تک آگ دہکائی گئی تو وہ سفید ہو گئی پھر ایک ہزار سال آگ دہکائی گئی تو سیاہ ہو گئی پس وہ کالی ہے تاریک ہے اس کی لپٹ بجھنے والی نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ کے

سامنے ایک کالے رنگ کا آدمی تھا یہ سُن کر اس نے رونے کی آواز نکالی حضورؐ کے پاس جبھی حضرت جبریلؑ آئے اور فرمایا یہ آپؐ کے سامنے رونے والا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا حبشہ کا رہنے والا ایک آدمی ہے اور اس کی بھلائی بیان فرمائی، حضرت جبریلؑ نے فرمایا بے شک اللہ عزّ وجل فرمارہا ہے مجھے اپنی عزّت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! مجھے اپنے عرش پر اپنی بلندی کی قسم! جب کبھی کسی بندہ کی آنکھ دنیا میں میرے خوف سے روئے گی میں ضرور اسے جنت میں زیادہ سے زیادہ ہنساؤں گا۔ (بیہقی والاصبہانی)

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

## سایۂ امن و اماں تھے

ہر بشر پر مہرباں تھے اپنے اپنے دور میں
خیر خواہِ بیکساں تھے اپنے اپنے دور میں

اسوۂ حسنہ پہ چلنا، فخر تھا سب کے لیے
روشنی کے ترجماں تھے اپنے اپنے دَور میں

خوش خصال و صابر و منصف مزاج و نیک دل
رحمتِ حق کا نشاں تھے اپنے اپنے دَور میں

وہ صحابہؓ، ناز تھا جن پر، رسول اللہ کو
مایۂ کون و مکاں تھے اپنے اپنے دَور میں

ہر طرف تھا بول بالا، عدل کا انصاف کا
شانِ عدلِ منصفاں تھے اپنے اپنے دَور میں

ذہن میں رکھتے تھے سب، ہر فرد کا سُود و زیاں
ضامنِ سُود و زیاں تھے اپنے اپنے دَور میں

ہر نفس منظور تھی خوشنودیٔ رب و رسولؐ
عارفِ صد عارفاں تھے اپنے اپنے دَور میں

سر بکف تھے رحمتہ للعلمیں کے نام پر
سب نبیؐ کے مدح خواں تھے اپنے اپنے دَور میں

اک لڑی کے سب تھے موتی، سب کی منزل ایک تھی
حق شعار و حق رساں تھے اپنے اپنے دَور میں

مطمئن ہر آدمی تھا، آپ سب کے سائے میں
سب زمیں پر آسماں تھے اپنے اپنے دَور میں

آپ سب کے دم سے پھیلا دینِ حق دینِ رسولؐ
خوش دل و شیریں بیاں تھے اپنے اپنے دَور میں

اے خدا سب کو عطا کر آج، ان کا سا یقیں
قاطعِ وہم و گماں تھے اپنے اپنے دَور میں

سوچتا ہوں کتنی اچھی تھی فضائے زندگی؟
سایۂ امن و اماں تھے اپنے اپنے دور میں

کاش! میں ہوتا انہی کے دَور میں پیدا رشید
جب صحابہؓ حکمراں تھے اپنے اپنے دَور میں

رشید کامل

# فہرستِ مضامین

## جہاد فی سبیل اللہ



## عالم آخرت

## جنت اور دوزخ

# ہماری دیگر اسلامی کتابیں

سیرت ذی النورین، مولانا نور الحسن شاہ بخاریؒ

مختصر تاریخ خلفاء راشدہ، مولانا محمد سلیمان قاسمی

شریعت یا جہالت، محمد پالن حقانی گجراتی

تقویۃ الایمان ترجمہ و حواشی، مولانا ابو الحسن ندوی

دربار رسولؐ کے فیصلے، مترجم: حکیم عبد الرشید

فاتحہ کا صحیح طریقہ، مولانا قاضی سید محمد اسماعیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سو معجزات، مولانا احمد سعیدؒ

آئینہ ... ت حضرت ال...

خط لکھ کر مکمل فہر...



مکتبۂ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور